

اسلامی تعلیم

جلد اول

جس میں عقائد اسلام، کلمہ جات، جملہ قسم کی نماز، چند کلام پاک کی
سوزشیں، روزہ سب باتیں معنی و تشریح آسان اردو زبان میں بیان
کی گئی ہیں۔

مصنف

نواب مسٹر محمد یامین خاں صاحب سی، آئی، ای، بی، ایس بیسٹریٹ۔ لاہور
سابق۔ ممبر وٹوریٹی پریسیڈنٹ مرکزی اسمبلی غیر منقسمہ ہندوستان۔
ممبر کورٹ و انگریجوٹو کونسل مسلم یونیورسٹی علیگنڈہ۔ ممبر کورٹ
دہلی یونیورسٹی۔ رئیس میرٹھ۔

مصنف۔ گارڈ۔ سول اینڈ ریونیورسٹس ان سائنس اینڈ اسلام۔
کرائسٹ (سیح) اینڈ مسیبری (مریم) ان قرآن
اورنگ زیب اینڈ شیواجی وغیرہ

۱۹۷۴ء
جلد ۱۵۳

(حصہ ۱-۶ ص ۷۰۹۷)

ناشران: ملک دین محمد ایڈیٹرز اشاعت منزل بل روڈ لاہور

طابع: ملک محمد عارف

مطبوعہ: دین محمد ایڈیٹرز لاہور

طبع اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

تمام تعریف اللہ کے واسطے ہے جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا اور اس کو قائم رکھے ہوئے ہے! اور جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس کو عقل عطا فرمائی تاکہ وہ نیچھے برے کی تمیز کر سکے، اور اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے کو سمجھ سکے اور اس کی لاتعداد نعمتوں اور مہربانیوں کا شکر یہ ادا کر سکے۔

حمد بے حد اس خدائے پاک کو

نور ایمان جس نے بخشا خاک کو

درود

تمام درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے کی سعادت خدائے تعالیٰ سے ہماری لیے پیغام بھیجا اور جن کی وجہ سے ہم اپنے پیدا کرنے والے خدائے واحد کو سمجھنے لگے۔ بخیر ان کے تمام دنیا میں اندھیرا تھا اور خدا کو ٹھیک سمجھنے والا کئی

بھی دنیا میں موجود نہ تھا۔

تعمیر

جب میں پاکستان میں (مارچ ۱۹۵۳ء) آیا تو میں نے خلاف توقع یہ پایا کہ عوام الناس اسلامی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ علماء دین میں گروہ بندی ہے اور ہر گروہ اپنے اقتدار کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس وجہ سے وہ پائے لٹکس کی طرف زیادہ رجوع ہیں اور ان جرائم کو جو گناہ کبیرہ ہیں اور کثیر تعداد میں روزانہ واقع ہوتے ہیں اور ایک اسلامی ملک کے واسطے نہایت ناموزوں دھبہ ہیں ان کے روکنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ باوجود اس کے کہ قرآن میں آیا ہے کہ ”تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیک کاموں کی ترغیبیں اور اچھے کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں۔ یہی ہیں جن کو صلاح ملے گی۔“ جو لوگ بری عادتوں کو لے کر ہندوستان سے آئے ہیں اور وہ جو خود پاکستان میں ان عادتوں والے پہلے سے رہتے تھے وہ سب درحقیقت غلط تعلیم کا شکار ہیں۔ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ جو موجودہ سائنس اور مختلف انجیاں کے فلسفہ کو پڑھتا ہے وہ ان علوم اور خیالات سے متاثر ہوتا ہے اور ان میں بہا ہوا ہر شے سے جو قرآن پاک کی آیتوں میں ہیں نا آشنا رہتا ہے۔ بچوں کو مدرسہ میں قرآن پاک پڑھایا جاتا ہے اور بعض بچے بیس بیس دور قرآن پاک کے کرتا ہے لیکن ایک لفظ بھی نہیں سمجھتا کہ اس میں جو خدا کا حکم ہے وہ کیسا ہے۔ مسلمان پانچوں

وقت نماز پڑھتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ اُس میں وہ کیا کہ رہے ہیں۔ علماء دین کی کشیدگی انگریزی وال طبقہ سے تو تھی ہی لیکن یہ زیادہ افسوسناک بات ہوئی کہ غیر انگریزی وال طبقہ اور جاہل طبقہ سے بھی علماء دین و ور ہو گئے۔ یہ لوگ مذہب کو صرف کتاب میں لکھا ہوا تصور کرنے لگے اور حق العباد سے قطعاً نا آشنا ہو گئے۔ جب کوئی دنیوی ضرورت پیش آتی ہے تو غیر تعلیم یافتہ شخص کسی مولوی صاحب سے فتویٰ لیتا ہے اور اس کا مخالف دوسرے مولوی صاحب سے فتویٰ حاصل کرتا ہے۔ اکثر یہ دونوں فتوے ایک دوسرے کے بالکل خلاصہ ہوتے ہیں۔ ایک نہایت سنسنی خیز فتوے ایک عالم صاحب نے کیا ہے کہ اچھی میں دیا کہ ایک قاتل کو جس نے دیدہ و دانستہ ایک مسلمان کو قتل کیا تھا اس بنا پر چھوڑ دیا جائے کہ مقتول کے رشتہ دار نے قاتل کو معاف کر دیا تھا۔ باوجود قرآن پاک کی سورۃ النساء کے تیرھویں رکوع کی دوسری آیت کے کہ **وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّعْرُوفًا فَجَزَاءُ مَا جَفَنَّهُمْ خَالِدًا نَبِيهَا وَخَدْنَبَ** اللہ علیہ ذالحدتہ واعداً لہ خذاباً عظیماً یعنی جو شخص ایک مسلمان کو جان بوجھ کر کہ وہ مسلمان ہے قتل کرے گا اُس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ رہے گا اور خدا کا غضب اور لعنت اُس پر ہوگی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار ہے۔ قانون دان پیشہ کے کبھی بہت سے عالم و فاضل حضرات قرآن پاک کی آیات کے معنی سے کجی واقف نہ تھے کہ اُس انتعال کا جواب دینے جو

بعض اختیارات نے اس معاملہ میں قاتل کے حق میں شور مچا رکھا تھا۔

غرضکہ ان حالات کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کم از کم نئی پود کو جو آئندہ پاکستانی شہری ہوں گے اور جن کے کیرکٹر اور اخلاق پر ہی پاکستان کی ترقی یا تنزل کا دار و مدار ہوگا۔ ان کو موجودہ حالت سے بچایا جائے اور ہر مسلمان کو آسان و عام فہم زبان میں اسلامی تعلیم دی جائے۔ اگرچہ اب بھی بعض اصحاب یہاں ایسے موجود ہیں جو اپنے بزرگوں کی صحبت کی وجہ سے اسلامی اصولوں سے فیضیاب ہیں اور ان کے دل میں اسلامی جذبہ موجود ہے۔ مگر پاکستان میں اگر روزی بکمانے میں ان کا اس قدر وقت صرف ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو وہ گھر یا تعلیم نہیں دے سکتے جو ان کے والدین نے خود ان کو دی تھی۔ ایک طبقہ بڑے دولت مند تجارت کا ہے جو رات دن دولت بڑھانے میں کوشاں ہے اور اس کے ذریعہ بڑے مشکل اقتدار حاصل کرنے میں مصروف ہے اس کو دین کے علم پڑھنے کا وقت نہیں ملتا اور وہ اسلامی اصولوں سے ناواقف ہے۔ غریب مزدوری پیشہ طبقہ بالکل ناخواندہ ہے اور مذہب کی باتوں کو جو عربی زبان میں ہوں یا ثقیل الفاظ میں بیان کی جائیں سمجھنے سے قاصر ہے۔

لہذا مجھ جیسے نااہل نے اپنے اوپر یہ بوجھ لینا خوشی سے منظور کیا کہ اسلامی تعلیم کو جو قرآن پاک کی ہے عوام تک آسان زبان میں پچاؤں۔ اس کا شوق تو مجھ کو بہت عرصہ سے تھا اور جب میں اپنے والد صاحب قبلہ مرحوم و مغفور کو دن

میں بارہ بارہ گھنٹے حدیثوں کو ترتیب دینے میں صرف کرتے دیکھتا تھا۔ اور ان پر اس شوق میں باوجود ضعیف العمری کے نہ گرمی کا نہ سردی کا اثر ہوتا تھا تو مجھ میں بھی جوش پیدا ہوتا تھا۔ مرحوم حافظ قرآن اور حاجی تھے اور اپنی اڑسٹھ سال کی عمر سے اٹھتر سال کی عمر تک حدیثوں کو تمام کتابوں سے لے کر ہر مضمون کی جملہ حدیثوں کو معہ اردو ترجمہ کے علیحدہ علیحدہ جمع کر دیا جن سے ایک نگاہ میں کسی مضمون پر بھی تمام حدیثوں کو دیکھا جاسکتا ہے۔ کچھ حصہ مرحوم نے کثیر صرف سے خود چھپوایا لیکن زیادہ تر حصہ لڑائی کے زمانہ میں کاغذ ناپید ہو جانے کی وجہ سے چھپنے سے رہ گیا ہے۔ چونکہ مرحوم کے فیضانِ صحبت سے مجھ کو بھی اسلام کی خدمت کا شوق تھا اس لیے ۱۹۴۴ء میں میں نے ایک کتاب گاڈ۔سول۔ایٹڈ یونیورس۔ان سائنس

ایٹڈ اسلام (GOD SOUL AND UNIVERSE IN SCIENCE)

AND ISLAM) انگریزی وان طنبتہ کے واسطے لکھی تھی جس کو شیخ محمد اشرف صاحب کتب فروش کشمیری بازار لاہور نے طبع کیا ہے۔ اور اس خبر کو سن کر کہ اکثر انگریز اس کو پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے مجھ کو بے حد خوشی ہوئی اور ہمت افزائی ہوئی۔ شروع میں پاکستان آنکر میں نے قرآن پاک کی آیتوں سے اقتباسات نکالے اور ان کو ہر مضمون کے مطابق علیحدہ علیحدہ جمع کیا۔ ایک جلد حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مریم پر قرآن کی آیات کی ترتیب کری اور ویسا چھ لکھنے کے واسطے مجھ کو تمام کتابیں انجیل کی اور پانچوں کتابیں تورات کی اور جملہ کتابیں

دیگر انبیاء و پیغمبروں کی علاوہ تاریخ کالدیہ و بائبل و آشوریہ کے پڑھنے پر پیریں خیر
 میں ایک سا مزید حصہ اس جلد کا لکھا گیا جو بطور تتمہ کے ہے جس میں تدریجاً انجیل
 کے اندر دی ہوئی پیشین گوئی ایک پیغمبر کی آمد کی بابت جو ہے اس کو واقعات
 اور قرآن پاک کی آیات سے ثابت کیا ہے کہ اس پیغمبر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے ہی اور کسی سے نہیں ہو سکتی یہ کتاب بھی انگریزی میں ہے۔ اس
 کے بعد یہ دیکھ کر کہ اسلامی تعلیم مسلمانوں کے ان خاندانوں سے بھی اٹھ رہی
 ہے جن میں اس کا کافی شوق غیر منقسم ہندوستان میں تھا اور مجھ کو باوجود تلاش
 کے کوئی کتاب ایسی نہیں ملی جس میں مذہب کے متعلق تمام باتوں کو مفصل طور
 پر آسان اردو زبان میں دیا گیا ہو۔ بغیر صاف طور پر سمجھائے اگر بچوں کو دیا جائے
 تو ان کو کوئی دلچسپی مذہب سے نہیں ہوتی اور زیادہ تعداد میں بچے مذہب سے
 اور اسلامی روحانیت سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ یہ کتاب جو میں نے لکھی ہے
 اس کی متعدد جلدیں ہیں۔ پہلی جلد آسان زبان میں دینی عقائد کو بتاتی ہے۔ اور
 ہر قسم کی نماز اس میں معنی کے لکھی گئی ہے تاکہ نو عمر بچے اور وہ لوگ جو اب
 تک علم سے بے بہرہ ہیں اور مستورات آسانی سے نماز کو اور اس کے فوائد کو
 سمجھ سکیں تاکہ ان میں نماز کا شوق پیدا ہو۔ اعتقاد اسلامی کو شروع سے ہی بیان
 کیا گیا ہے۔ قرآن پاک کی چند سورتوں کو باہمی دے کر ان کا مطلب سمجھایا گیا
 ہے۔ ہر بات سوال اور جواب کے طور پر اس لیے لکھی گئی ہے تاکہ پڑھنے والے

کو دلچسپی پیدا ہو اور پڑھانے والا بھی آسانی سے سمجھا سکے۔

ایک باب روزہ پر اور اس کی مصلحتوں اور فوائد پر ہے۔ اس کی تشریح میں غور و
 کو ہدایت ہے کہ وہ کن کن بڑی عادتوں سے بچیں اور بڑے لوگوں کو ترغیب ہے کہ
 وہ ان بڑی عادتوں کو جو ان میں ہوں چھوڑ دیں۔

چونکہ یہ بین بائیں ہر مسلمان کو جانتا ضروری ہیں۔ اول اعتقاد اسلامی اور دوم
 سوکیم نماز و روزہ جو ہر ایک مسلمان پر فرض ہیں اس لیے یہ سب اس چھوٹی ٹیسی کتاب
 میں درج ہیں۔ حج و زکوٰۃ جو خاص خاص پر فرض ہیں وہ دوسری جلد میں ہیں۔ علاوہ
 ان کے قرآن پاک کی وہ سورتیں جن کا تعلق عوام الناس کی روزمرہ کی زندگی سے ہے
 اور جن کو سمجھنا ہر کس و ناکس کے لیے ضروری ہے وہ دیگر چھوٹی چھوٹی جلدوں میں ہی
 گئی ہیں تاکہ عوام الناس ان احکامات الہی سے بخوبی واقف ہو جائیں جو ان کی روزمرہ
 کی ضروریات معاشرت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے معلوم ہونے سے وہ ایک
 اسلامی زندگی بسر کر سکیں اور حق العباد کو سمجھیں اور ان حقوق کا خیال رکھیں جو ہر فرد
 جماعت کو ایک جماعتی زندگی بسر کرنے کے واسطے لازمی ہیں۔ اگر جماعتی زندگی
 میں جو قومی زندگی ہے ایک فرد کی دوسرے کے حقوق کو پامال کرنا ہے تو وہ تمام
 قوم کا مخالف ہے اور قوم کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ خیالات ابھی تک جرائم پیشہ
 اشخاص کے دل میں نہیں ڈالے گئے۔ یہ اسی وقت ان کے دماغ میں آسکتے ہیں
 جب ان کو اس کی تعلیم دی جائے۔ اس طرف نہ صرف علماء دین کی توجہ کی ضرورت

ہے بلکہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ہر بچہ کو اس کی تعلیم دے اور کوئی مسلمان بچہ پاکستان
میں ایسا نہ رہے جس کو حق اللہ کے علاوہ حق العباد کی تعلیم نہ ملی ہو۔

ایک جلد روح انسانی۔ وحی۔ تصوف وغیرہ پر لکھی ہوئی جوان خاص خاص

اصحاب کے واسطے ہوگی جو اسلامی اور قرآنی فلسفہ سے دلچسپی رکھتے ہوں قرآن

پاک کی بہت سی آیتوں میں وہ راز پنہاں ہیں جن کے سمجھنے کے لیے بہت سے علوم

کا جاننا ضروری ہے۔ قیامت تک جس قدر علم دنیا میں آنا جائے گا اس پر قرآن پاک

کی آیات روشنی ڈالیں گی۔ بہت سے اصول جن کو شہادت اور تقاریر کے ذریعہ

ثابت نہیں کیا جاسکا وہ مشاہدات سے ثابت ہو گئے۔ سائنس کے ذریعہ جو مشاہدات

ہوتی ہیں ان سے اکثر باتیں جو مذہب میں ہیں ثابت ہو گئیں اور عقیدہ و دلائل سے

زیادہ مشاہدات مٹتی ہیں اس لیے تصوف کی بھی سائنس کے ذریعہ لکھا گیا ہے۔

خاکسار محمد یابین خان

جولائی ۱۹۵۲ء

پاباؤل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال - کیا معنی ہیں؟

جواب - ب کے معنی ساتھ۔ اسم معنی نام۔ اللہ نام ہے اللہ کا۔
الرحمن معنی جو بہت مہربان ہے۔ الرحیم کے معنی جو بہت رحم والا ہے۔

سوال - کیا مطلب ہوا؟

جواب - یعنی۔ میں شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان اور
بڑا رحم والا ہے۔

سوال - کیوں اور کس وجہ سے یہ پڑھا جاتا ہے؟

جواب - جب مسلمان کوئی کام کرتے ہیں تو پہلے اس کو پڑھتے ہیں تاکہ ان کے
دل میں یہ آجائے کہ ہم اللہ کے سامنے موجود ہیں جو ہر چیز دیکھتا اور ہر بات سنتا
ہے اور جو کچھ ہمارے دل میں ہے وہ بھی اس کو معلوم ہے اور اس سے ہم کوئی بات
چھپا نہیں سکتے۔ اس لیے وہ ہر کام نہایت محنت اور ایماناً اور
کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کام ٹھیک اور صحیح بھی ہوتا ہے اور برکت بھی ہوتی

ہے۔

سوال۔ مسلمان کون ہوتے ہیں ؟

جواب۔ جو اللہ کو ایک جانتے ہیں اور اس کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا اور آخری نبی اور خدا کا حکم پہنچانے والا مانتے ہیں۔

سوال۔ معبود سے کیا مطلب۔

جواب۔ معبود وہ ہے جس کی عبادت یعنی تابعداری کی جائے اور جس کو یہ سمجھا جائے کہ وہی ہمارا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے اور وہی جب مارے گا تب مرے گا۔ اور وہی رزق دیتا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اور اس کے احکام کی تعمیل ہم پر لازم ہے۔ اور جو کچھ اراد مانگنی ہو وہ اس ہی سے ہم مانگیں اور اس کے سامنے سر جھکائیں اور کسی کے سامنے نہ سر جھکائیں نہ بد مانگیں۔

سوال۔ مسلمان اپنے اعتقاد کا اظہار کن لفظوں سے کرتے ہیں اور اس کو کیا کہتے ہیں۔

جواب۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اس کو کلمہ اول طیب کہتے ہیں

سوال۔ کیا معنی ہوئے۔

جواب۔ لا کے معنی کوئی نہیں۔ اللہ کے معنی معبود یعنی جس کی عبادت کی جائے۔ الا کے معنی سوائے۔ اللہ معنی اللہ۔ محمد رسول اللہ کے معنی محمد اللہ کے رسول یعنی بھیجے ہوئے ہیں۔

سوال۔ پورے معنی ایک ساتھ بتاؤ۔

جواب۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول یعنی بھیجے ہوئے ہیں۔

سوال۔ پیچھے ہوئے سے کیا مطلب۔

جواب۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے دنیا میں پیدا کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سب آدمیوں کو پہنچادیں۔

سوال۔ وہ پیغام جو دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے وہ کیا ہے؟

جواب۔ وہ سارا پیغام قرآن پاک میں لکھا ہوا ہے۔

سوال۔ اگر اللہ کو ایک تنہا معبود مانیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہ مانیں تو کیا مسلمان ہو جائیں گے؟

جواب۔ جو شخص محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ کیا جو لوگ محمد رسول اللہ کے زمانہ سے پہلے تھے وہ مسلمان نہیں

تھے ؟

جواب۔ قرآن پاک میں ان کو بھی مسلمان لکھا ہے۔ جو رسول اللہ کے زمانے سے پہلے دوسرے نبیوں پر ایمان لاکر خدا کو واحد مانتے تھے اور خدا کی مرضی اور حکم کی تابعداری کرتے تھے لیکن رسول اللہ کی تشریف آوری کے بعد سے وہی لوگ مسلمان ہوں گے جو ان کو سچا اور آخری رسول مانتے ہیں۔
سوال۔ یہ کس وجہ سے کہتے ہو۔

جواب۔ چونکہ پہلے احکامات الہی جو دوسرے نبیوں کی معرفت بھیجے گئے تھے وہ اصل حالت میں دنیا میں موجود نہیں ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ تمام احکامات مکمل صورت میں قرآن پاک میں بھیجے ہیں اور جب تک محمد مصطفیٰ کو رسول اللہ نہ مانا جائے اس وقت تک یہ کیسے سمجھا جاسکتا ہے کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔ اس لیے محمد مصطفیٰ کو رسول ماننا ضروری ہے بغیر اس کے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ کیا محمد مصطفیٰ کے بعد اور بھی رسول آئیں گے۔

جواب۔ نہیں اور کوئی رسول نہیں آئے گا۔ وہ آخری رسول اور نبی ہیں۔

سوال۔ یہ کس وجہ سے کہتے ہو کہ اب کوئی رسول نہ آئے گا۔

جواب۔ چونکہ مذہب مکمل ہو گیا اور قرآن پاک قیامت تک اصل

صورت میں رہے گا اور اس میں ایسی مکمل اور عارف ہدایتیں موجود ہیں جو قیامت تک ہر زمانہ کے واسطے موزوں رہیں گی اس لیے دوسری کتاب الہی کی ضرورت نہ ہوگی لہذا جب دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہوگی تو کسی پیغمبر کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ صرف وقتاً فوقتاً ایسے صاحب علم اشخاص پیدا ہونگے جو لوگوں کو قرآن کے معنی نئے علوم کی روشنی میں سمجھاتے رہیں گے لیکن تو نبی ہوگا اور نہ رسول۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔

سوال۔ یہ تم کیسے کہتے ہو کہ مذہب مکمل ہو گیا۔

جواب۔ رسول اللہ نے سلمہ میں آخری حج کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ
 فَكْرِي لَكُمْ بِمَا نَزَّلْتُ فِي الْبُرْجِ
 سवाल۔ کیا مطلب۔

جواب۔ چونکہ آج کے دنیا ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی تمام نعمتیں پوری کر دیں۔ اور تمہارا دین لیے اسلام کو تمہارا دین بخوبی کر دیا۔ اس سے یہاں تک کہ اب دین میں کسی ترمیم یا تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے چونکہ وہ مکمل ہو چکا۔

سوال۔ اسلام کس کو کہتے ہیں۔

جواب۔ اسلام سے مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کو تسلیم کرنا اور اس پر خوشی سے عمل کرنا۔ اور اپنی خواہش پر اگر وہ اللہ کی مرضی کے خلاف ہو تو اس پر عمل نہ کرنا۔

سوال۔ تم نے کلمہ اول تو بتایا۔ کیا اور بھی کلمے ہیں۔

جواب۔ ہاں چار کلمے اور ہیں۔ کل پانچ کلمے ہیں لیکن بعض لوگ سچے کلمے کہتے ہیں۔

سوال۔ کلمہ سے کیا مطلب۔

جواب۔ کلمہ کلام سے ہے یعنی وہ الفاظ جن کے کہنے سے مسلمانوں کے عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے۔

سوال۔ دوسرا کلمہ کیا ہے اور اس کو کیا کہتے ہیں۔

جواب۔ دوسرے کلمہ کو کلمہ شہادت کہتے ہیں وہ ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

سوال۔ کیا معنی ہیں؟

جواب۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے۔

وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں یعنی

دل سے اقرار کرتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اور رسول ہیں۔

سوال۔ پہلے کلمہ میں اور اس میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ پہلے کلمہ سے اس میں یہ باتیں زیادہ ہیں۔ اول۔ پڑھنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ میں اس کا اول سے اقرار کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی

معبود نہیں۔ دوسری بات یہ زیادہ ہے کہ یہ بھی کہا جائے کہ اللہ

ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ عیسائیوں نے تثلیث بنا لی ہے

اور باپ بیٹا اور روح القدس تینوں کو ملا کر خدا مانتے ہیں جو اسلام میں

شُرک ہے۔ اس لیے اسلام میں یہ ماننا ضروری ہے کہ خدا واحد ہے

اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ محمدؐ کو علاوہ رسول

ہونے کے یہ بھی کہا جائے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں تاکہ مسلمان محبت

میں بھر کر رسول اللہؐ کو بندہ سے زیادہ نہ بڑھا دیں جیسے کہ عیسائیوں نے

حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اور یہودیوں نے حضرت

عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بنا دیا۔ یا ہندوؤں نے کرشن کو خود خدا بنا دیا۔ اسی

طرح محبت میں بھر کر کہیں مسلمان بھی حمد سے تجاوز نہ کر جائیں۔

سوال۔ تیسرا کلمہ کیا ہے اور اس کو کیا کہتے ہیں۔

جواب۔ تیسرا کلمہ تمجید ہے اور وہ یہ ہے

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ

اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

سوال۔ اس کو کلمہ تمجید کیوں کہتے ہیں اور اس کے کیا معنی ہیں۔
جواب۔ تمجید سے مطلب اللہ تعالیٰ کی شان و شوکت اور بڑائی کو ظاہر کرنا ہے۔ اس کلمہ کے معنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ پاک بڑی شان والا ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ

ہی کے واسطے ہیں۔ اور کوئی معبود سوائے اللہ کے نہیں اور اللہ

بہت بڑا ہے اور کوئی طاقت اور قوت سوائے اللہ کے کسی

میں نہیں ہے۔ جو سب سے اونچے اور بڑے مرتبہ والا ہے۔

سوال۔ اس کلمہ میں اور پہلے کلمہ میں کیا فرق ہے۔

جواب۔ پہلے کلمہ میں تو صرف دو باتیں تھیں۔ اول یہ کہ سوائے اللہ کے

کوئی معبود نہیں اور دوسری یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس کلمہ میں پہلی بات

تو موجود ہے لیکن بجائے دوسری بات کے اللہ تعالیٰ کی بابت اور باتیں بھی

بتائی گئی ہیں کہ وہ بڑی شان والا ہے اور بہت بڑا ہے اور ساری تعریفیں جو کچھ

بھی ہو سکتی ہیں وہ سب اسی کے واسطے ہیں اور اس میں ہر قسم کی پوری طاقت

ہے اور ہم کو جو کچھ امداد ملتی ہے وہ اس ہی سے ملتی ہے اور کسی کے ہاتھ میں

ہماری مدد کرنا نہیں ہے یعنی بغیر خدا کے حکم کے کوئی شخص بھی ہماری مدد نہیں کر

سکتا اور اس کا مرتبہ بہت بلند اور بڑا ہے۔

سوال۔ چوتھے کلمہ کا کیا نام ہے اور وہ کیا ہے۔

جواب۔ چوتھے کلمہ کا نام ہے۔ کلمہ توحید یعنی اس کا اعلان کرنا کہ خدا واحد یعنی ایک ہے اس کے الفاظ یہ ہیں :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيدِهِ الْخَيْرُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

سوال۔ کیا معنی ہوئے۔

جواب۔ لفظی معنی ہیں :-

”کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ تمام کائنات اس کی ملکیت ہے اور تمام تعزیزیں اسی کے واسطے ہیں۔ وہی زندگی دینا ہے اور وہی مارتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں سب بھلائی ہے۔ اور وہ تمام چیزوں پر پوری قدرت یعنی پورا اختیار رکھتا ہے۔“

سوال۔ اس کلمہ میں اور پہلے کلمہ میں کیا فرق ہے۔

جواب۔ اس میں پہلے اور دوسرے کلمہ کے کچھ لفظ آئے ہیں یعنی یہ کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اور وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی قوت کا اظہار ہے کہ تمام کائنات جو کچھ ہے وہ سب

اسی کی ہے اور سب تعریفوں کے قابل وہی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے زندگی دے یا مارے۔ چونکہ ہر چیز پر اس کو پورا پورا اختیار اور قدرت ہے۔

سوال۔ پانچوں کلمہ کیا ہے اور اس کو کیا کہتے ہیں۔

جواب۔ پانچوں کلمہ کو کلمہ رد الکفر کہتے ہیں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَشْرِكَ بِكَ شَيْئًا
وَأَنَا أَعْلَمُ وَاسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ
أَنْتَ حَلَمٌ الْغُيُوبِ ثَبَّتْ عَنْهُ وَتَبَرَّاتُ عَنْ
كُلِّ دِينٍ سِوَا دِينِ الْإِسْلَامِ وَأَسْأَلُكَ
وَأَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

سوال۔ اس کے کیا معنی ہیں اور ان الفاظ سے کفر کیسے دور ہوتا ہے۔

جواب۔ اس کے معنی ہیں۔ "اے اللہ میں تیرے پاس تیری پناہ

مانگتا ہوں یعنی تو مجھ کو بچائے رکھنا اس سے کہ میں جان بوجھ کر

کسی کو تیرا شریک بناؤں۔ اور تجھ سے معافی مانگتا ہوں، ان

گناہوں کی جو میں نے نادانستہ طور پر کئے ہوں اور جو مجھ کو باوجود

نہیں چونکہ تو تو سارے رازوں یعنی بھیدوں کو جانتا ہے اور توبہ

کرتا ہوں اُن گناہوں سے جو میں نے کئے ہیں (یعنی جو مجھ کو یاد ہیں)۔ اور تو مجھ کو سب مذہبوں سے سوائے دین اسلام کے بچائے رکھنا۔ میں اسلام میں داخل ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔“

اس کلمہ کے اخیر میں پہلے کلمہ کے لفظ موجود ہیں۔ کفر اس کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اور محمد کی رسالت سے انکار کیا جائے۔ اس کلمہ میں ان دونوں باتوں کا اقرار کرتے ہوئے اس بات کا بھی اقرار ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور گناہوں سے بھی معافی مانگی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا مانگی ہے کہ مذہب اسلام پر قائم رکھنا۔ اور دوسرے مذہبوں سے مجھ کو بچائے رکھنا اور اپنا اسلام پر قائم ہونے کا اعلان بھی ہے۔ اسی سے کفر دور ہوتا ہے۔

سوال۔ کیا ان کلموں کے علاوہ کچھ اور بھی الفاظ ہیں جو ایمان کے اظہار کے لیے ضروری ہیں۔

جواب۔ ہاں وہ یہ ہیں :-

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر

وَرَسُوْلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ

اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر کے اچھے

وَشَرِّهَا مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

اور بڑے پر جو اللہ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر

سوال۔ تم نے پانچوں کلمے سنائے اور ان کا جدا جدا مطلب بتایا،
اب سب کا مجموعی مطلب بتاؤ اور مسلمانوں کے عقیدے مختصراً بیان
کرو

جواب۔ مسلمانوں کے عقیدہ کی بنیاد اسلام اور قرآن
پاک ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو واحد یعنی ایک ماننا جو ہمیشہ سے ہے
اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے کوئی اولاد ہے۔
وہ اپنی مثال خود ہے۔ کوئی چیز ایسی نہیں جس سے اس کی مثال
دی جائے۔ وہ پاک اور بڑی عظمت والا ہے اور بے نیاسی ہے۔ ہر قسم
کی خواہشات سے بالاتر اور آزاد ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ کوئی
جگہ آسمانوں یا زمین کے اوپر یا اندر ایسی نہیں جہاں وہ نہ ہو۔ وہ انسان کی
شدہ سگ سے بھی زیادہ انسان کے قریب ہے۔ وہ ہر چیز پر پورا
قادر ہے۔ اور اس کو پورا اختیار ہے۔ ہر چیز کا اس کو علم ہے۔
کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں خواہ وہ آسمانوں میں ہو یا زمین پر یا اندر
زمین کے ہو یا آسمانوں اور زمین کے درمیان ہو یا آدمی یا جانور کے دل

میں ہو۔ وہ ہر چیز دیکھتا ہے لیکن اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ نور ہے
 اس کے کوئی جسم نہیں۔ وہ ہر بات کو سنتا ہے۔ اگر انسان سے کوئی
 قصور ہو جائے اور وہ اس کی توبہ کرے کہ پھر ایسا نہ کروں گا تو وہ
 اس کو معاف کر دیتا ہے۔ وہ بہت بڑا مہربان ہے۔ اپنی مہربانی سے
 وہ وہ چیزیں آسانش اور ضروریات زندگی کی انسان کو دیتا ہے جس کے
 لیے انسان نے کوئی کام نہیں کیا مثلاً ہوا۔ پانی۔ روشنی۔ خود رو درخت
 وغیرہ وغیرہ۔

اور بہت رحم والا ہے۔ اپنے رحم سے گناہ معاف کرتا ہے اور ہر
 کام کا معادعہ بہت دیتا ہے۔ اگر ایک دانہ غلہ کا بوجا جائے، نشووانے
 دیتا ہے۔ ایک گٹھلی بونئی جائے تو ایک بڑا درخت دیتا ہے جس میں بیشمار
 پھل نکلتے ہیں۔

وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے اور وہی دوبارہ
 زندہ کرے گا۔ وہی رزق بے حساب دیتا ہے۔ وہی تمام کائنات
 کا مالک ہے جس کو چاہے مُلک دے اور جس سے چاہے ملک۔ زمین۔
 مکان۔ دولت چھین لے۔ جس کو چاہے عزت دے۔ جس کو چاہے بے
 عزت کر دے۔ وہی اولاد دیتا ہے۔ وہی چھین لیتا ہے وہ گناہوں
 کی سزا بھی دیتا ہے۔ وہ زندہ ہے یعنی ہر وقت مستعد ہے۔ نہ اس کو نیند

آتی ہے نہ اونگھ آتی ہے۔ وہ ہمیشہ سے خود قائم ہے اور تمام کائنات کو قائم
 رکھتا ہے اور اس سے تھکتا نہیں۔ کوئی ذرہ بغیر اس کے حکم کے ہل نہیں سکتا۔
 مسلمان اس خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کی عبادت یعنی تابداری
 کرتے ہیں۔ اس کے سوا نہ کسی اور کی عبادت کرتے ہیں نہ کسی سے کوئی مدد
 مانگتے ہیں۔ چونکہ خدا کے سوا نہ کسی میں طاقت ہے نہ کوئی مدد کر سکتا ہے۔
 یہ سب باتیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہیں۔ وہ
 اُس خدا کے بندے ہیں اور پیغام لانے والے رسول ہیں۔ ہم ان ہی کی اُمت
 ہیں یعنی ان ہی کے گروہ میں ہیں۔ نہ کسی اور کے گروہ میں ہیں نہ کسی اور کو
 اپنا ذریعہ شفاعت مانتے ہیں۔ وہ آخری نبی اور آخری
 رسول ہیں۔ انھوں نے سب مذہبی باتیں مکمل چھوڑی ہیں۔ اب کسی اضافہ
 کی ضرورت نہیں رہی جس قدر پہلے احکامات ضروری تھے وہ سب قرآن
 پاک میں موجود ہیں۔ اب کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہی۔

باب دوم

سوال۔ کیا مسلمانوں کے لیے یہ اعتقاد جو تم نے بتایا کافی ہے یا کوئی بات اور بھی ضروری ہے۔

جواب۔ جو لوگ اس اعتقاد کو تسلیم کر لیتے ہیں وہ مسلمان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تابعداری کے واسطے چار چیزیں ضروری ہیں ان کو فرض کہتے ہیں۔ فرض سے مطلب ہے لازمی اور ضروری۔ ان کو ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں شریک رہے۔ جماعت بننے سے طاقت ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص بھی جماعت سے خلاف کام کرتا ہے تو اس سے دوسروں کو بھی ترغیب ہوتی ہے اور جماعت کمزور ہو جاتی ہے۔

سوال۔ یہ چار فرض کون کون ہیں۔

جواب۔ نیماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔

سوال۔ نماز کے وقت پڑھی جاتی ہے اور ان کو کیا کہتے ہیں۔

جواب۔ اول نماز صبح کو سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اس کو نماز فجر کہتے ہیں

دوسری نماز۔ نمازِ ظہر کہلاتی ہے۔ یہ دوپہر کے سورج چلنے

کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ پاکستان میں علی العموم ایک اور دو بجے کے درمیان لوگ اس کو پڑھتے ہیں لیکن بعض عرب ممالک میں وہاں کے ساڑھے بارہ بجے پڑھی جاتی ہے۔

تیسری نماز۔ نماز عصر کہلاتی ہے۔ یہ شام کو چار اور پانچ بجے کے درمیان پڑھی جاتی ہے لیکن ہر صورت میں سورج غروب ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔

چوتھی نماز۔ نماز مغرب کہلاتی ہے۔ یہ سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

پانچویں نماز۔ نماز حشر کہلاتی ہے۔ یہ رات کو سونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے لیکن ہر صورت میں آدھی رات سے یعنی رات کے بارہ بجے سے قبل پڑھ لینا چاہیے۔

یہ پانچوں نمازیں فرض ہیں یعنی ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان پانچوں وقت نماز پڑھے۔

سوال۔ کیا نماز پڑھنے سے پہلے کوئی اور کام کیا جاتا ہے۔

جواب۔ ہاں۔ پہلے وضو کیا جاتا ہے تاکہ انسان صاف ستھرا ہو جائے

اور خدا کی طرف رجوع ہونے سے پہلے اس کے ہاتھ منہ اور پیروں پر

سبے خاک و مٹی اتر جائے اور اس کی طبیعت صاف صاف ہو کر اس

کے خیالات بھی پاک و صاف ہو جائیں۔

سوال۔ وضو کس طرح ہوتا ہے۔

جواب۔ وضو صاف ستھرے۔ غیر بدبو دار پانی سے جو پہلے استعمال نہ

ہوا ہو۔ بسم اللہ کہہ اس طرح کیا جاتا ہے۔

۱۔ پہلے دونوں ہاتھ انگلیوں سے لے کر کلائی تک تین دفعہ دھوئے جائیں۔

۲۔ پھر سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر اس سے تین دفعہ نگلی اور غرارہ کیا جائے۔

۳۔ پھر ناک کے نتھنے میں تین دفعہ سیدھے ہاتھ سے پانی ڈالا جائے اور بائیں ہاتھ کی انگلی ناک میں ڈال کر دونوں نتھنے ایسے صاف کریں کہ نہ ان میں خاک رہے نہ مٹی رطوبت۔

۴۔ اس کے بعد سارا منہ تین مرتبہ دھوئیں تاکہ ماتھا۔ گلے۔ ٹھوڑی۔ کان کے اوپر کے حصے سب صاف ہو جائیں۔

۵۔ اس کے بعد کلائی سے لے کر کہنی تک دونوں ہاتھ اچھی طرح دھوئے جائیں اور اوپر سے پانی ہاتھوں پر بہایا جائے تاکہ اگر مہل پھول گیا ہو تو وہ بہ جائے۔

۶۔ پھر ہاتھ گیسے کر کے سر پر پھیرے جائیں تاکہ بالوں پر سے بھی گرد نکل

جائے۔ اور سر ٹھنڈا ہو جائے۔ کانوں کے اندر انگلی اور باہر انگوٹھا
 پھیر کر صاف کریں اور گردن پر بھی گیلے ہاتھ پھیر کر اس کو بھی صاف کریں
 ۷۔ اس کے بعد دونوں پیر اچھی طرح ٹخنوں تک دھوئیں۔ پیروں کی
 انگلیوں کے درمیان سے بھی میل نکال دیں اور اوپر سے پانی بہائیں۔
 پہلے سیدھا پیر پھر الٹا پیر دھوئیں۔

سوال۔ وضو میں کیا کیا بات ضروری ہے۔

جواب۔ ۱۔ منہ دھونا

۲۔ انگلیوں سے لے کر کہنی تک ہاتھ دھونا۔

۳۔ چوتھائی سر پر گیلے ہاتھ پھیرنا۔

۴۔ دونوں پیر ٹخنوں تک دھونا۔

یہ چاروں باتیں قرآن پاک کی رو سے ضروری ہیں لیکن اس طرح
 وضو کرنا چاہیے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے
 یہ خیال مانا ہوا ہے۔

سوال۔ کیا ایک وقت وضو کر کے دوسرے وقت کی نماز بھی
 اسی وضو سے پڑھ سکتے ہیں۔

جواب۔ اگر وضو ٹوٹا نہیں تو پڑھ سکتے ہیں لیکن وضو پاخانہ۔ پیشاب کرنے
 سے یا ریاخ خارج ہو جانے سے۔ جسم سے خون بہنے سے۔ سو جانے سے

ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو پھر وضو کرے۔ ورنہ ظہر کے وقت سے مشرب تک کی نماز اکثر لوگ ایک ہی وضو سے پڑھ لیتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وضو طبیعت اور جسم کی صفائی کے واسطے ہے اور اگر کوئی بات مانع نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ ہر دفعہ تازہ وضو کیا جائے۔

سوال۔ اگر نماز کا وقت آگیا اور پانی نہ ملے یا انسان بیمار یا مجبور ہے تو کیا کرے۔

جواب۔ ایسی حالت میں نیت کیا جاتا ہے وہ اس طرح ہوتا ہے

۱۔ نیت کرے کہ میں بجائے وضو کے تیمم واسطے پاکی کے کرتا ہوں۔

۲۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور انگلیاں خشک صاف اور پاک مٹی پر مار کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔

۳۔ پھر دوبارہ اسی طرح ہاتھ مار کر ایک ہاتھ دوسرے پر انگلیوں سے کہنی تک پھیرے۔

سوال۔ وضو کے بعد نماز کیسے پڑھی جاتی ہے۔

جواب۔ یا تو جماعت کے ساتھ یا تنہا۔

سوال۔ کیا نمازیں رکعتیں ہوتی ہیں۔

جواب۔ ہاں۔ ہر نماز میں رکعتیں ہوتی ہیں۔

سوال۔ رکعت کیا ہوتی ہے۔

جواب۔ پہلے کھڑے ہو کر قرآن پاک پڑھا جائے۔ پھر رکوع میں جا کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کریں۔ پھر کھڑے ہو جائیں۔ پھر سجدہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کریں۔ پھر بیٹھ کر چھوٹی ٹیسی دعا مانگیں۔ پھر سجدہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کریں۔ پھر اٹھیں۔ یہ ایک رکعت ہوتی۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ آگے بتایا جائے گا۔

سوال۔ کیا نماز میں کچھ رکعتیں فرض۔ کچھ سنت۔ کچھ وتر۔ کچھ نقل ہوتی ہیں۔ اور ان میں کیا فرق ہے۔

جواب۔ فرض وہ رکعتیں ہیں جن کے پڑھنے کا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ اس لیے ان کا پڑھنا لازمی ہے۔ سنت وہ کام ہے جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور ان کو دیکھ کر مسلمان بھی کرتے ہیں۔ جو رکعت سنت ہیں۔ ان میں بعض موقوفہ ہیں یعنی جن کے پڑھنے کی تاکید اس وجہ سے کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ کچھ سنت غیر موقوفہ ہیں یعنی ان کے پڑھنے کی تاکید اس لیے نہیں کی گئی چونکہ رسول اللہ ﷺ ان کو بھی پڑھتے تھے اور کبھی نہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اختیار ہے۔ چاہے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ وتر اس عدد کو کہتے ہیں جو طاق ہو اور جوڑ نہ ہو۔ جیسے ۱۔ ۳۔ ۵۔ ۷ وغیرہ (قرآن پاک میں سورہ فجر میں ہے وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ قَسْمٌ مِّمَّ جَفَّتْ كِي اُور طاق كِي اُچونكہ ان ميں تين ركعت هيں اس ليے ان كو

وترکتے ہیں۔ ان کا درجہ واجب یعنی ضروری ہے۔ اگرچہ خداوندی حکم ان کے پڑھنے کا نہیں ہے لیکن رسول اللہ کی ہدایت ہے۔ نفل اپنی خوشی سے زیادہ عبادت کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کے واسطے پڑھے جاتے ہیں۔

سوال۔ فجر کی نمازیں کے رکعت ہوتی ہیں۔

جواب۔ پہلے دو رکعت سنت مؤکدا پڑھی جاتی ہیں۔ پھر دو رکعت فرض پڑھی جاتی ہیں۔

سوال۔ نماز ظہر میں کتنی اور کیا کیا رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔

جواب۔ پہلے چار رکعت سنت پڑھی جاتی ہیں۔ پھر چار رکعت فرض۔ ان کے بعد دو رکعت سنت اور ان کے بعد دو رکعت نفل۔

سوال۔ نماز عصر میں کس قدر رکعتیں ہیں۔

جواب۔ چار رکعت فرض ہیں اور کوئی سنت مؤکدا نہیں البتہ چار رکعت سنت غیر مؤکدا فرض سے پہلے جو چاہے پڑھے۔ عصر کے فرض اور مغرب کی نماز کے درمیان کوئی رکعت نماز نہیں پڑھی جاتی۔

سوال۔ نماز مغرب میں کتنی رکعتیں ہیں۔

جواب۔ پہلے تین رکعت فرض۔ پھر دو رکعت سنت۔

پھر دو رکعت نفل۔

سوال۔ عشاء کی نماز میں کتنی رکعت ہیں۔

جواب۔ پہلے چار رکعت سنت۔ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت۔ اس کے بعد تین رکعت وتر اور بعد میں دو رکعت نفل۔

سوال۔ جماعت کے ساتھ کیا پڑھا جاتا ہے۔

جواب۔ جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کے فرض پڑھے جاتے ہیں سنت و نفل و وتر علیحدہ علیحدہ پڑھتے ہیں لیکن رمضان کے مہینہ میں وتر بھی جماعت سے پڑھے جاتے ہیں اور تینوں میں الحمد و سورت باواز بلند پڑھی جاتی ہے اور عشاء کی نماز میں بیس نفل دو دو کر کے دس مرتبہ پڑھے جاتے ہیں ان کو تراویح کہتے ہیں۔ ان میں حافظ قرآن ایک سیپارہ سے زیادہ روزانہ پڑھتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اٹھائیس دن میں سارا قرآن ختم کر دے۔

سوال۔ جب تنہا نماز پڑھی جائے تو وہ کس طرح پڑھی جاتی ہے۔

جواب۔ ۱۔ پہلے قبلہ کی طرف کہ جو مکہ معظمہ میں ہے منہ کر کے کھڑے ہو۔ یہ پاکستان سے تقریباً مغرب کی سمت ہے۔

۲۔ پھر دل میں یہ کہا جائے کہ میں نیت کرتا ہوں واسطے چار رکعت سنت

واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا قبلہ کی طرف ہے۔ (اگر بجائے چار رکعت سنت کے دو رکعت سنت ہوں یا تین و تیر ہوں، یا دو نفل ہوں یا جس قدر فرض ہوں تو ان کی نیت کرے)

۳۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا دونوں ہاتھ کان کی گونگیاں اٹھائے۔

۴۔ پھر دونوں ہاتھ پیٹ پر ناف کے نیچے ایک دوسرے سے پکڑ لے

اٹا ہاتھ نیچے رہے اور سپیدھا اس کے اوپر پورا شیعہ ہاتھ نہیں باندھنے لگا دیتے ہیں)

۵۔ پھر آہستہ زبان سے کہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ

بُرْهَانِ اور پاکی ہو تجھ کو اسے اللہ اور تمام تعریف تجھ کو ہو اور مبارک ہے

اسْمَاتُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ ذَاكَ الْغَيْبُكَ

تیرا نام اور بلند ہے مرتبہ تیرا۔ اور تیرے سوا کوئی نہیں جس کی عبادت کی جائے

۶۔ پھر پڑھے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی بدگمانی والے شیطان سے جو رانہ درگاہ ہے

۷۔ پھر کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نام اللہ کے جو رانہ درگاہ ہے

۸۔ اس کے بعد آہستہ زبان سے جسے دوسرے نسخہ میں الحمد شریف پڑھے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہازوں کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے جو بڑا مہربان

الرَّحِيمِ ۝ مَا لَيْتَ يَوْمَ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ

اور بڑے رحم والا ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے ہم صرف تیری ہی

تَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اِهْدِنَا

عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں دکھا ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ

راستہ سیدھا جو راستہ دکھایا تو نے ان کو جن پر تیری

عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

نعمتیں ہوئیں اس راستہ پر نہ چلانا جس پر چلنے والوں پر تیرا غضب ہو اور جو گمراہ تھے

پھر آہستہ زبان سے کہو آمین۔ یعنی ایسا ہی ہو۔

۹۔ اس کے بعد قرآن شریف کی ایک چھوٹی سورت یا ایک بڑی آیت

یا تین چھوٹی چھوٹی آیتیں پڑھو جن کے معنی تم کو یاد ہوں تاکہ تم سمجھو کہ

تم خدا کے سامنے کیا کہہ رہے ہو۔ ورنہ بغیر معنی جانے ہوئے پڑھنے

سے تم نہ سمجھو گے کہ خدا کے سامنے کھڑے ہو کر کیا کہہ رہے ہو الحمد شریف

کے منہ بھی تم کو اچھی طرح معلوم ہونے چاہتے ہیں۔

۱۰۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جھک جاؤ اور دونوں گھٹنوں کو مضبوط پکڑو۔ ٹانگوں میں غم نہ آوے اور آہستہ آہستہ زمین و فہ کہو

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ

کس قدر بڑی شان والے میرا رب جو بہت بڑا ہے
رب پیدا کرنے والے اور پالنے والے کو کہتے ہیں

۱۱۔ پھر سَمِيعَ اللّٰهِ لَيْسَ حَكِيمًا

سنا اس کو اللہ نے جس نے اس کی تعریف

کہہ کر کھڑے ہو جاؤ اور پکڑو

اٰمِيْنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا اَطِيْبًا

اے ہمارے رب تجکو ہے تعریف۔ تعریف بہت ہی پاک

مُبَارِكًا فَيُّوْط

اور برکت ہے اس میں

۱۲۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ زمین پر اس طرح کرو کہ تمہارا ماتھا

زمین پر لگ جائے اور دونوں ہاتھوں کی تھیلیاں اور انگلیاں

زمین پر تمہارے کانوں کے برابر لگی ہوں۔ مگر ہاتھوں کی کہنیاں

زمین پر نہ لگیں۔ تمہارے گھٹنے اور پیر کے پنجے زمین پر لگے ہوں۔
اور آہستہ آہستہ تین دفعہ کہو

سُبْحَانَ سَرِيٍّ الْأَعْلَى

کس قدر بڑی شان والا ہے میرا رب جو بہت بلند مرتبہ والا ہے

۱۳۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اس طرح بٹھو کہ بائیں پیر بچھا رہے اور

دائیں پیر کے پنجے کی انگلیاں زمین پر ٹر جائیں اور اڑھی اور پر رہے
اور یہ پڑھو۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَزِدْ قِسْمِي وَاجْعَلْ لِي

اے اللہ مجھ کو معاف کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو رزق دے اور میرا نقصان پورا کر

۱۴۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جاؤ اور وہی پڑھو جو
پہلے پڑھا تھا۔

۱۵۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے گھٹنے اور جاؤ۔ یہ ایک رکعت
ہوگئی۔

سوال۔ دوسری رکعت کیسے پڑھی جائے۔

جواب۔ دوسری رکعت میں یا تیسری ویں تک رکعت میں سبحانک اللہم
اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہیں پڑھا جاتا۔ اگر تم نے صرف دو رکعت
کی نیت کی ہے تو دوسری رکعت ویسی ہی پڑھی جاوے گی جیسے پہلی رکعت

سوائے سبحانک اللهم اور اعوذ اور بسم اللہ کے۔ اور دوسری رکعت کے آخر میں التحیات پڑھی جاوے گی لیکن اگر چار رکعت کی نیت پاندھی ہے، تو تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ یا آیت نہیں پڑھی جاتی لیکن اگر تین رکعت کی نیت پاندھی ہے۔ تو الحمد شریف کے بعد ویسے ہی قرآن پڑھو جیسا پہلی رکعت میں پڑھا تھا۔ اسی طرح رکوع اور اسی طرح دونوں سجدہ ہوں گے لیکن دوسری رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد بجائے کھڑے ہونے کے پیچھے کمر پڑھا جائے گا۔

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاتُ وَالتَّطَيُّبَاتُ

تمام فریضہ واری واسطے اللہ کے ہے اور تمام عبادت اللہ کے واسطے ہے اور تمام پاکیزگی اس کے واسطے

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

سلامتی ہر قسم پر اسے نبی اور رحمت اللہ کی اور اس کی مبارکی پر

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

سلامتی جو ہم سب پر اور اوپر اللہ کی عبادت کرنے والے پاکیزہ بندوں پر

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ

میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی نہیں معبود سوائے اللہ کے، اور گواہی دیتا ہوں کہ

مُحَمَّدًا عَبْدًا لَّهِ وَرَسُولَهُ

محمد اس کے بندے اور رسول ہیں

اب اگر تمہاری نیت صرف دوزخ کی تھی تو اس کے بعد یہ دوزخ
 دوزخ پڑھے جائیں گے :-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ بھیج اپنی نعمتیں اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ

جیسا کہ بھیجیں نعمتیں اپنی تو نے اوپر ابراہیم کے اور اوپر آل

إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَكِيمٌ مُّجِيدٌ

ابراہیم کے بے شک تو ہے تمام تعریفوں کے قابل بڑی شان والا

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ بھیج برکتیں اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے

كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ

جیسی بھیجیں تو نے برکتیں اوپر ابراہیم کے اور اوپر آل

إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَكِيمٌ مُّجِيدٌ

ابراہیم کے بے شک تو ہے تمام تعریفوں کے قابل بڑی شان والا

اس کے بعد یہ دعا مانگو :-

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا

اے اللہ میں نے نا انصافی کی ہے اپنے اوپر بہت بڑی نا انصافی یعنی گناہ

وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي

کوئی معاف نہیں دے سکتا گناہوں کی سولے تیرے لہذا مجھ کو معافی دے

مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَأَحْسِنْ إِنَّكَ

وہ معافی جو تجھ ہی سے مل سکتی ہے اور مجھ پر رحم کر بے شک

أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

تو ہے بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم والا

اس کے بعد اپنی دائیں طرف منہ موڑ کر کہو۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

سلامتی تم پر اور رحمت اللہ کی

پھر بائیں طرف منہ موڑ کر اسی طرح کہو اس کو سلام پھیرنا کہتے

ہیں) پھر پورا اور دُعا مانگنی ہو تو اللہ سے مانگو۔ اگر تمہاری نیت چار رکعتوں

کی تھی تو دوسری رکعت میں التَّحِيَّاتِ پڑھ کر اور درود پڑھنے سے پہلے

اللَّهُ أَكْبَرُ کہہ کر کھڑے ہو جاؤ اور تیسری رکعت مثل پہلی رکعت کے

پڑھو لیکن الحمد سے پہلے بھی کچھ نہیں پڑھا جاتا اور الحمد شریف کے بعد بھی

قرآن کی سورۃ فرعون میں نہیں پڑھی جاتی۔ مگر سنتوں میں پڑھی جاتی ہے جو کئی

رکعت ہیں بھی الحمد شریف سے پہلے اور بعد میں نہیں پڑھا جاتا لیکن التَّحِيَّاتِ

کے بعد دونوں درود اور دُعا پڑھ کر سلام اسی طرح پھیرا جاتا ہے جیسے

اوپر بیان ہوا۔

اگر تین رکعت کی نیت تھی تو بھی دوسری رکعت میں التحیات کے بعد اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو جاؤ اور تیسری رکعت ویسے ہی پڑھو جیسے دوسری لیکن سجدوں کے بعد التحیات اور درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دو۔ جب تین رکعت کی نیت ہے تو تیسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد قرآن پاک کی سورت یا آیت پڑھی جاتی ہے۔

سوال - جماعت کے ساتھ نماز کیسے پڑھی جاتی ہے۔

جواب - روزانہ کی نمازیں اور جمعہ کی نماز میں صرف

شخص جماعت کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ جب نماز پڑھیں تو سب نمازی

برابر برابر بغیر درمیان میں جگہ چھوڑے قبیلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے

ہیں اس کو ایک لائن یا ایک صف کہتے ہیں۔ اگر نمازیوں کی تعداد زیادہ ہو تو کئی

صفیں کر لیتے ہیں لیکن ایک صف کے پیچھے دوسری صف اس قدر فاصلہ

پر ہونی چاہیے کہ پچھلی صف والے آسانی سے سجدہ کر سکیں صف بالکل

سیدھی ہونی چاہیے جیسے کہ فوجی قواعد میں سیدھے کھڑے ہوتے ہیں۔ کوئی

اگے پیچھے نہ ہو۔ یہ نمازی اپنے اپنے سے ایسے شخص کو امام بنا لیتے ہیں جو

بڑھی معاملہ میں سب سے زیادہ قابل ہو اور قرآن کے معنی سمجھتا

ہو۔ یہ امام سب سے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے کھڑے ہونے کی جگہ

ایسی ہوتی ہے کہ سب سے اگلی صفا کے بیچ کے آدمی کے سامنے ہو آئے
 اس کے دائیں طرف اور آگے بائیں جانب ہوں۔ بعد نمازی امام کے پیچھے
 نماز پڑھتے ہیں ان کو مقتدی کہا جاتا ہے۔ امام زور سے اللہ اکبر
 کہہ کر نیت باندھتا ہے سب مقتدی بھی ہاتھ کاٹوں تک اٹھا کر نیت باندھتے
 پھر پھر سب آہستہ آہستہ کہ دو مرتبہ سبحانک اللہم۔ آمین یا اللہ
 بسم اللہ پڑھتے ہیں اور امام دو رکعتوں میں علاوہ ظہر اور عصر کی نماز کے
 زور سے الحمد شریف اور قرآن پاک کی سورۃ یا آیت پڑھتا ہے۔ مقتدی
 چپ اس کا پڑھتا سنتے ہیں۔ جب رکوع یا سجدے میں جانتے ہیں تو امام زور
 سے اللہ اکبر کہتا ہے جب لگے اسے اسٹھتے ہیں تو امام تسبیح اللہ یمن
 حیدرہ کہتا ہے اور مقتدی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھتے ہیں۔ اور
 سجدہ سے اٹھتے وقت بھی امام زور سے اللہ اکبر کہتا ہے۔ امام کے
 ساتھ ساتھ سب نمازی رکوع اور سجدہ میں جانتے ہیں اور سُبْحَانَ رَبِّيَ
 الْعَظِيمِ اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھتے ہیں۔ پھر جب امام سلام
 پھیرتا ہے تو سب مقتدی بھی اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِكَ وَرَحْمَةً اللّٰهِ بِرَبِّهِ
 بلکہ آواز میں کہتے ہیں۔ یہ اپنے دائیں بائیں والے نمازیوں پر سلام ہے۔ بعض
 علماء کا خیال ہے کہ جس رکعت میں امام الحمد شریف زور سے نہ پڑھے
 مقتدی اس میں بھی نہ پڑھیں اور چپ کھٹکے نہ لیں۔ دوسروں کا خیال ہے

کہ مقتدی کو الحمد شریف دل میں پڑھنی چاہیے۔ یہ آخری بات عقلیہ ہے
چونکہ اگر مقتدی نہ تو اہم کو پڑھنے سے سنے گا اور نہ خود پڑھے گا تو اس کے خیالات
منتشر ہو جائیں گے اور نماز کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

سوال۔ عشاء کی نماز میں جو رتہ ہیں وہ کیسے پڑھے جاتے ہیں۔

جواب۔ وتر اسی طرح پڑھے جاتے ہیں جیسے مغرب کی تین رکعتیں لیکن ان
میں یہ اضافہ ہے کہ تیسری رکعت میں الحمد اور سورۃ کے بعد اللہ اکبر
کہہ کر ہاتھ اٹھا کر پھر ہاتھ پیٹ پر باندھو اور یہ دعائیں کہتے قنوت
کہتے ہیں پڑھو۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَجُورُكَ

اے اللہ ہم تہمتے ہیں تیری مدد اور تجھ ہی سے معافی مانگتے ہیں

وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُشْفِي

اور ایمان رکھتے ہیں تجھ پر اور تجھ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری

عَلَيْكَ الْخَيْرُ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ

تعریف کرتے ہیں بہتر طریقہ پر اور تیرا شکر یہ ادا کرتے ہیں اور تیرے اعمال و فراموش

وَنَخْلَعُ وَنَشْرِكُ مَنْ يَفْجُرُكَ

تھیں اور ملحدہ کرتے ہیں اور جدا کرتے ہیں ان کو جو تیری ناقربانی کریں

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعْبُدُكَ

اسے اللہ ہم صرف تمہاری ہی عبادت کرتے ہیں اور تمہارے ہی

نُصْرَتِي وَ نَسْتَجِدُ وَاِلَيْكَ نَسْتَعِي

سے دعا مانگتے ہیں اور تمہارے ہی اور تیری ہی پاس دوڑ کر آتے ہیں

وَ نَحْفِظُ وَاَسْرَجُو رَحْمَتِكَ وَ نَخْشِي

اور اس میں تیری کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں تیری رحمت کی اور ڈرتے ہیں

عَذَابِكَ اِنَّكَ عَذَابُكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ

تیرے عذاب سے یقیناً تیرا عذاب یعنی سزا کافروں کو پکڑ لے گا۔

سوال۔ وہ کون کام ہیں جن کو نماز پڑھتے ہیں کرنے سے نماز خارج اور غلط ہو جاتی ہے۔

جواب۔ اگر ان میں سے کوئی کام کیا جائے تو نماز خارج ہو جاتی ہے اور دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے :-

۱۔ اگر نماز کے درمیان کسی اور شخص سے بات کی جائے۔

۲۔ اگر نماز پڑھتے ہیں کوئی چیز کھانی یا پی جائے

۳۔ اگر بجائے قبلہ کی طرف کے دوسری سمت کو رُکنا اور سبب کر کے کھڑے ہوں۔

۴۔ جو باتیں نماز میں ضروری ہیں یعنی الحمد للہ رب العالمین اور دوسری آیت

پڑھنا۔ رکوع کرنا، سجدہ کرنا، ان میں سے ایک بھی اگر رد جائے تو

نماز نہیں ہوتی۔

- ۵ - نماز کے درمیان کوئی اور کام کرنے سے۔
 ۶ - نماز کے درمیان وضو خارج ہو جانے سے یعنی پاخانہ یا پیشاب
 خطا ہو جانا یا ریح خارج ہونا۔

سوال - اگر کوئی معمولی سی غلطی نماز میں ہو جائے اور اس کو درست کر لیا جائے
 تو کیا پھر بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

جواب - نہیں معمولی سی غلطی سے نماز نہیں ٹوٹتی مگر سجدہ سے سہو کرنے
 سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔

سوال - سجدہ سے سہو کیا اور کیسے ہوتا ہے۔

جواب - سہو کے معنی ہیں بھول جانا اور بھول میں کام غلط کرنا یا کام
 نہ کرنا۔ اس لئے اس کو سجدہ سے سہو کہتے ہیں کہ اس سے غلطی معاف ہو جاتی ہے
 یہ ایسے ہوتا ہے کہ آخری رکعت میں جب التَّحِيَّاتُ ختم ہو جائے تو درود
 پڑھنے سے پہلے سیدھی طرف کو سلام پھیر کر اور الصَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 کہہ کر پھر منہ سیدھا کر لو اور اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جاؤ اور پھر بیٹھنے کے
 بعد دو ستر سجدہ حسب طریقہ کرو۔ پھر التَّحِيَّاتُ۔ درود اور دعا پڑھ کر
 سلام پھیر دو۔

سوال - اگر آدمی ضعیف یا بیمار ہے تو کیا اس کو بھی کھڑے

ہو کر نماز پڑھنی چاہیے ؟

جواب۔ اگر آدمی ضعیف ہے تو وہ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر بیمار ہے تو لیٹے لیٹے پڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ کی آخری آیت میں فرماتا ہے کہ وہ کسی شخص پر اس سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا جتنا وہ اکلنے کے قابل ہے۔

سوال۔ نماز جمعہ فرض ہے یا سنت اور کتنی رکعت ہوتی ہیں۔

جواب۔ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی فرض ہے اس میں صرف دو رکعت ہوتی ہیں۔ اور دونوں میں الحمد شریف اور قرآن پاک کی سورت یا آیت امام زور سے پڑھتا ہے۔ نماز جمعہ سے قبل چار رکعت سنت جیسے روزانہ ظہر کے وقت ہوتی ہیں پڑھی جاتی ہیں لیکن روزانہ ظہر میں فرض کے بعد دو رکعت سنت ہوتی ہیں مگر جمعہ کے دن فرض کے بعد بھی چار رکعت سنت پڑھی جاتی ہیں۔ اس طرح یہ چار رکعت چار فرض کی بجائے ہو جاتی ہیں جس سے تعداد رکعت تمام قسم کی نماز جمعہ کے دن کی روزانہ کی نظر کی تعداد سے دو زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ چار سنت کے بعد پھر دو سنت اور دو نقل بھی پڑھے جاتے ہیں۔

سوال۔ جمعہ کی نمازیں اور کیا ضروری ہے۔

جواب۔ دو فرض کے علاوہ خطبہ بھی ضروری ہے جو امام نماز سے پہلے پڑھتا ہے۔ خطبے کے دو حصے ہوتے ہیں پہلے حصہ میں امام اللہ تعالیٰ کی

عظمت، بیان کرتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے اس کے بعد امام ذرا سی دیر کے واسطے منبر پر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر دوسرا حصہ پڑھتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاروں خلفائے راشدین، حضرت فاطمہ، حضرات امام حسن و امام حسین، تمام اصحاب اور جملہ بزرگان دین پر سلام بھیجا جاتا ہے چونکہ رسول اللہ جب جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے تو نماز سے قبل مسلمانوں کو مخاطب کر کے جو ضروری سمجھتے تھے فرمایا کرتے تھے اس لئے اس کو خطبہ کہتے ہیں۔ اب چونکہ امام مسجدوں میں اکثر اس قابلیت کے نہیں ہوتے کہ وہ اپنی طرف سے مسلمانوں سے کوئی بات ایسی کہیں جو سارے مسلمانوں کے لئے ضروری ہو اس لئے لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں

سوال۔ کیا جماعت سے نماز ہونے سے پہلے کوئی پکار دی جاتی ہے اس کو کیا کہتے ہیں۔

جواب۔ روزانہ جماعت سے نماز پڑھنے سے قبل پانچوں وقت زور سے پکار دی جاتی ہے کہ نماز میں شریک ہو۔ اس پکار کو اذان کہتے ہیں۔ اور اذان دینے والے کو مؤذن کہتے ہیں۔ جمعہ کی نماز کے وقت ایک اذان تو ظہر کے وقت کی ہوتی ہے لیکن دوسری اذان اُس وقت اور دی جاتی ہے جس وقت امام منبر پر جا کر بیٹھے۔

سوال۔ اذان میں کیا کہا جاتا ہے۔

جواباً۔ چار دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ بہت بڑا ہے

کہا جاتا ہے۔ پھر دو دفعہ

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں

پھر دو دفعہ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں

پھر دو دفعہ دائیں طرف کو منہ کر کے

حَتَّىٰ عَلَيَّ الصَّلَاةُ

دوڑو تم نماز کی طرف

کہا جاتا ہے۔ پھر دو دفعہ بائیں طرف منہ کر کے

حَتَّىٰ عَلَيَّ النَّسْلَاحُ

دوڑو تم نسلخ کی طرف

کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد دو دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہ اذان ہوتی جس وقت تک مٹوون یہ پکارے وہ کانوں پر ہاتھ رکھے رہتا ہے۔

صبح کی اذان میں حَتَّىٰ عَلَيَّ النَّسْلَاحُ کے بعد دو دفعہ

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

نماز بہتر ہے سونے سے

کہا جاتا ہے۔

عیسائیوں کی نمازوں سے اور جنازہ کی نماز سے قبل اذان نہیں کہی جاتی۔

حالانکہ یہ جماعت سے پڑھی جاتی ہیں۔

سوال۔ اذان اقامت کیا ہوتی ہے اور کس وقت کہی جاتی ہے۔

جواب۔ جب جماعت نماز کے واسطے کھڑی ہو جائے تو نماز سے قبل

پانچوں وقت اور جمعہ کے دن اذان کہی جاتی ہے لیکن اس میں حج علی الصلح

کے بعد دو دفعہ یہ بھی کہا جاتا ہے

قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ

کھڑے ہو جاؤ نماز کے واسطے

سوال۔ اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز جماعت سے نہ پڑھ سکے اور اکیلا

پڑھے تو کیا اس حالت میں بھی وہ فرض پڑھے گا۔

جواب۔ اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز جماعت سے نہ پڑھ سکے تو وہ ظہر کی

نماز معمولی طریقہ پر پڑھے گا جس میں چار رکعت فرض ہیں۔

سوال۔ کیا کسی حالت میں فرض کی رکعتوں میں کچھ کمی کر دی جاتی ہے۔

جواب۔ اگر اذان بیش از حد سے زیادہ لمبے عرصہ پر جاؤ تو اس میں

بجائے چار رکعت فرض کے صرف دو رکعت پڑھو۔ یعنی ظہر۔ عصر اور عشاء کی نماز میں صرف دو رکعت فرض پڑھے جاتے ہیں اور صبح و مغرب کی نماز کے فرض بدستور پڑھے جاتے ہیں۔ اس کی نماز کو قصر کہتے ہیں اب سواری اور سفر میں بہت سہولتیں ہو گئی ہیں لیکن پھر بھی بعض اوقات ریوے اسٹیشن پر یا ایروپین میں یا موٹر روک کر سڑک پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں قصر پڑھنی چاہیے۔

باب سوکھم

سوال - پانچوں وقت نماز میں قرآن کی کون سی سورۃ پڑھنا ضروری ہے۔

جواب - نماز کی ہر رکعت میں سورۃ نماز جہد و نماز عیدین الحمد و شریف پڑھنا لازمی ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔

سوال - کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی قرآن کا جزو ہے۔

جواب - ہاں۔ جو پہلی مرتبہ بسم اللہ قرآن میں ہے۔ وہ قرآن کا جزو ہے۔ اور یہی مانا گیا ہے۔ پھر ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ تبارک و تعالیٰ لکھی گئی ہے۔ اس لیے ہر نماز کی پہلی رکعت میں الحمد شریف سے قبل بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی پڑھنا ضروری ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

سوال - الحمد شریف کو کیوں ضروری قرار دیا ہے

جواب - الحمد شریف میں سات آیتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان سات آیتوں کو بار بار پڑھی جانے والی سات آیتیں فرمایا ہے۔ اس سورۃ میں اسلامی تعلیم کا مختصر لفظوں میں سبق ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔ یعنی :-

- ۱۔ وہ تمام جانوں کا پیداکرنے والا اور پالنے والا ہے۔
- ۲۔ اور اپنی رحمت سے وہ وہ چیزیں دی ہیں جن کے واسطے انسان نے کوئی کام نہیں کیا۔
- ۳۔ اور اپنے رگم سے بہت نفع پہنچاتا ہے جس کے بغیر انسان کی زندگی مشکل ہے اور وہ انسان کی پرورش کے لیے ضروری ہیں۔ جیسے ایک دانہ کے عوض تلو و لٹے، اور ایک گٹھلی کے عوض ایک درخت جس سے بے شمار پھل نکلتے ہیں دیتا ہے۔

۴۔ اور وہی مار ڈالتا ہے اور دوبارہ زندہ کرے گا اور اس زندگی اور اس زندگی کے اعمال کا حساب لے گا۔ اس خدا کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی تعریف کی جاتی ہے یعنی الحمد للہ کہا جاتا ہے۔ اور اسی خدا سے کہا جاتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں یعنی نہ تیرے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں اور نہ کسی اور سے کوئی مدد پہنتے ہیں۔ تو ہم کو اس ٹھیک راستہ پر چلا جس پر چلنے والوں پر تو نے نعمتیں عطا کر لی ہیں یعنی ہم وہ ایماندار ہی کی زندگی بسر کریں جیسی ان لوگوں نے کی تھی جن پر تو نے عذاب نازل کیا اور اس راستہ کی زندگی سے بچائے رکھنا جس پر چلنے والوں پر تیرا غضب نازل ہوا، یا جو گمراہ تھے۔

اس سے بہتر دُعا ملنا ناممکن ہے۔ یہ دنیا نے مان لیا ہے۔

سوال۔ اس کے پڑھنے سے انسان پر کیا اثر ہوتا ہے۔

جواب۔ جب ہم یہ جانتے ہیں کہ ہم کو پیدا کرنے والا ہی ہم کو پالتا ہے اور

وہی ہم کو مار کر پھر زندہ کرے گا۔ اور اسی کے ہاتھ میں سب قدرت ہے۔ اور وہ

ہمارے سب کام دیکھتا ہے۔ اس سے ہم کوئی بات چھپا نہیں سکتے اور ہم اس

سے وعدہ کرتے ہیں کہ سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اور نہ کسی سے

کوئی مدد مانگتے ہیں تو ہم میں خود داری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہم کسی انسان سے

خواہ وہ زندہ ہو یا مرا ہوا ہو یا اور کسی قوت سے مدد مانگنا محبوب سمجھنے

لگتے ہیں اور ہم اپنے آپ کو ایسا بناتے ہیں کہ خود ہم میں خوبیاں پیدا ہو جائیں اور

کسی کے دست نگر نہ ہوں بلکہ خود اپنی خوبیوں اور تعلیم کے ذریعہ اپنی روزی

کمائیں۔ محنت کریں۔ کاہل نہ ہوں۔ وقت کو ضائع نہ کریں۔

اور اچھے کام کریں جس سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے دنیا بھی

ہم سے خوش ہوگی اور ہم کسی کی ناجائز دھمکی سے ڈریں گے نہیں۔ اگر ہم ان لوگوں کے

سے برے کام کریں گے جن سے خدا ناخوش ہو۔ تو ساری دنیا ہم کو برا کہے گی اور

ہم ذلیل ہوں گے۔ برخلاف اس کے اچھے کاموں سے دنیا خوش ہوگی، ہماری عورت

ہوگی۔ ہماری کمائی نیک ہوگی۔ تو ہمارا دل بھی اندر سے خوش رہے گا اور ہمارا

سر اوشیا ہوگا۔ دعا سے پیدا کرنے والے کا دل کبھی خوش نہیں رہتا۔ ہمیشہ اس کے

دل میں دھک دھک کا رہتا ہے۔ ساری دنیا اس کو ذلیل سمجھتی ہے اور وہ اپنے

ذلیل کاموں کو چھپانا ہے۔ ایمان دار اپنا کام کھلم کھلا کرتا ہے۔ جن کانوں سے دوسروں کو تکلیف پہنچے یا جو فطرت کے خلاف ہیں ان سے خدا ناخوش ہو تا ہے۔ اگر کوئی اپنے جسم کے کسی حصہ سے وہ کام لے جو منع ہے۔ تو دنیا ہی میں سزا مل جاتی ہے۔ اگر آنکھ سے زیادہ کام لے تو اندھا ہو جاتا ہے۔ اگر پیٹ میں زیادہ بھر لے تو بدہضمی ہو جاتی ہے۔ اگر ہاتھ یا پیر یا جسم کے کسی اور حصہ سے وہ کام لے جس کے لئے خدا نے ان کو نہیں بنایا، تو وہ خراب ہو جائے گا۔ یہ سب وہ غلط راستے ہیں جن پر چلنے والوں پر غضب نازل ہو چکا ہے۔ بہت سی قومیں جن میں براٹھیاں پیدا ہو چکی تھیں ان کو خدا نے غارت کر دیا۔ کہاں ہے فوجوں۔ کہاں ہے نمرود۔ کہاں ہیں قوم عاد و ثمود۔ کہاں ہے قوم لوط۔ کہاں ہے زار روس۔ کہاں ہے ہٹلر جرمن۔ یہ سب تباہ ہو گئے۔ باوجود بڑی طاقت کا زعم رکھنے کے جس وقت خدا کا غضب نازل ہوا یہہ اور ان کی سینہ زوری ایک دم ختم ہو گئی۔ خدا کی نعمتیں رسول اللہ پر نازل ہوئیں جو تینوں سے بادشاہت پر پہنچے۔ بادشاہت وہ بادشاہت کہ ہر شخص ان کا طبع اور فرمانبردار بن گیا۔ اور ان کے بعد سے کروڑوں آدمی ان کے بدولت ایمان لائے ہوئے ہیں اور اپنی جان ان پر قربان کرنے کو تیار ہیں۔ پچاس کروڑ مسلمان جو اس وقت دنیا میں موجود ہیں ان کے نام پر لڑنے کو تیار ہیں جو لوگ اس سورت کو سمجھ کر نماز ہیں پڑھتے ہیں وہ ہمیشہ برے کاموں سے بچتے رہتے

ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔ یہ انسان کو شیطانی کاموں سے روکتی ہے۔ اور بہترین نمونہ انسانیت کا بنا دیتی ہے۔ اسی لئے مسلمان دوسری قوموں کے واسطے بہترین نمونہ ہو جاتا ہے جس کی خوبیوں کو دیکھ کر دوسری قومیں سب مسلمانوں کا ادب کرتی ہیں اور ان سے سبق حاصل کرتی ہیں۔ اس سورت کو بار بار سمجھ کر ٹھہرنے سے آدمی میں خداوندی صفات کا پورا اثر ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اس کے خلاف کرتے ہیں وہ نہ صرف تمام مسلمانوں کو دنیا کی نگاہ میں ذلیل کرتے ہیں۔ بلکہ اسلامی برادری کے لئے نہایت مخدوش ہوتے ہیں۔

سوال۔ اگر مسلمان نماز کو سمجھ کر پڑھیں تو کن کن کاموں سے بچتے ہیں۔

جواب۔ اگر کوئی شخص معنی سمجھ کر نماز پانچوں وقت پڑھے تو وہ کوئی گناہ کا کام نہ کرے گا۔ چونکہ وہ یہ سمجھے گا کہ اگلے وقت نماز میں خدا کے سامنے کس منہ سے کھڑا ہوں گا جس سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ ان لوگوں کی راہ سے سچا جہنمیر اغضب نازل ہوا یعنی جو گنہگار ہیں۔ اور یہہ کام خاص کر نہ کریگا۔

۱۔ جھوٹ نہ بولے گا۔ ۲۔ کسی کی پھٹی نہ کھائے گا۔

۳۔ چوری نہ کرے گا۔ ۴۔ دغا بازی نہ کرے گا۔

۵۔ ڈاکہ نہ ڈالے گا۔ ۶۔ جوانہ کھیلے گا۔

۷۔ شراب نہ پیئے گا۔ ۸۔ نہ مرد فحش و بے حیائی کا کام

کرے گا اور نہ عورت کرے گی۔

- ۹۔ نہ بلیک مارکٹ کرے گا، نہ بلیک مارکٹ سے کوئی چیز خریدے گا۔
- ۱۰۔ نہ کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی شے ملا کر بیچے گا۔ اور اگر کسی کو ایسا کرنے دیکھے گا تو اس کو پکڑو اور دے گا۔
- ۱۱۔ کسی کی جیب نہ کترے گا اور اگر کترے دیکھے گا تو اس کو پکڑو اور دے گا۔
- ۱۲۔ کسی عورت کو نہ چھیڑے گا۔ اور نہ کوئی بے حیائی کی بات کرے گا اور کسی شخص کو کسی عورت کو چھیڑنا یا فحش بات عورت کے سامنے کہتے ہوئے سننے کا تو فوراً عورت کی مدد کرے گا۔
- ۱۳۔ کسی اندھے یا اباہج یا کمزور کو نہ مستنائے گا بلکہ ان کی امداد کرے گا۔
- ۱۴۔ کسی کارروپیہ نہ مارے گا۔
- ۱۵۔ کسی کا جائز مطالبہ نہ روکے گا۔
- ۱۶۔ کسی سے آگے بڑھ کر اس کا حق آگے ہونے کا نہ مارے گا۔
- ۱۷۔ خواہ مخواہ کسی سے نہ لڑے گا نہ چھرا بھونکے گا۔
- ۱۸۔ کسی کو قتل نہ کرے گا اور نہ کسی کے جسم پر کوئی ضرب مارے گا۔
- ۱۹۔ نہ کسی پر ظلم کرے گا۔
- ۲۰۔ نہ حاکم کو یا پولیس کو رشوت دے گا۔
- ۲۱۔ نہ ملک سے باہر ناجائز طور پر مال بھیجے گا اور نہ ناجائز طور پر مال ورائڈ کرے گا۔

۲۲۔ نہ الیکشن میں اپنا ووٹ بیچے گا اور نہ غیر مستحق کی حمایت کرے گا۔
یہ سب شیطانی کام ہیں اور وہ شخص کہتا ہے جس پر شیطان کا پورا
اثر ہو جاتا ہے۔

سوال۔ نماز سمجھ کر پڑھنے سے کیا کیا اچھے کام کرنے کی عادت ہو جاتی ہے
جواب۔ جو شخص نماز سمجھ کر پڑھتا ہے وہ

- ۱۔ اپنے جسم اور کپڑوں کو صاف اور پاک رکھتا ہے۔
- ۲۔ اپنے ماں باپ اور استاد کی تابعداری کرتا ہے۔ چونکہ قرآن پاک
میں آیا ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ خواہ تم کتنے ہی بڑے ہو جاؤ
ادب کے ساتھ پیش آؤ اور مہربانی کا بڑتاؤ کرو اور کبھی کوئی لفظ سختی
سے ان سے نہ بولو۔ جب قرآن پاک کی سورتیں نماز میں معنی سمجھ کر
آدمی پڑھتا ہے تو اس کو خداوندی احکام معلوم ہو جاتے ہیں۔
- ۳۔ کسی غریب اور مظلوم کو دیکھو گے تو اس کی مدد کرو گے۔
- ۴۔ جو لوگ تم سے عمر میں یا علم میں زیادہ ہیں ان کی عزت کرو گے۔
- ۵۔ جو تم سے چھوٹے ہیں یا کمزور ہیں ان سے محبت سے پیش آؤ گے۔
- ۶۔ اسلام کی جو خوبیاں تم کو معلوم ہیں وہ دوسروں کو بتاؤ گے لیکن
ان کے بتانے میں اس عمدگی اور سہولت کا سختیاد کرو گے کہ اس کو
بُرانہ لگے۔

- ۷ - اسلام و مسلمانوں سے محبت کا جذبہ دل میں پیدا ہوگا۔
- ۸ - ہر نیک کام کرنے کی خواہش پیدا ہوگی۔
- ۹ - اپنے ملک سے محبت ہوگی اور اس کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہ کروگے اور کسی لاپرواہی میں آن کر توئی یا ملکی مفاد کو ضائع نہ کروگے۔
- ۱۰ - کسی غیر ملک والے کے جاسوس نہ بنوگے اور اس طرح اپنے ملک کو ذرا سے ذاتی لاپرواہی کی وجہ سے تباہ و برباد نہ کروگے۔
- ۱۱ - اپنی نیک اور محنت و ایمانداری کی بھڑائی پر قناعت کروگے اور خوش رہوگے اور بے ایمانی سے دولت حاصل کرنے کو برا سمجھوگے۔
- ۱۲ - قانون پر خواہ وہ شریعت کا ہو خواہ قانون بنانے والی جماعت کا ہو خواہ کسی با اختیار شخص کا نافذ کیا ہو اور اس کی پابندی کروگے۔ چونکہ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ تابعداری کرو خدا کی اور اس کے رسول کی اور اس کی جو تم میں سے حاکم ہو۔
- ۱۳ - اللہ سے ہر وقت ڈرو گے جو تم کو ہر وقت دیکھتا ہے۔

باب چہارم

سوال۔ کیا روزانہ کی نماز اور جمعہ کی نماز کے سوا اور بھی نماز ہوتی ہیں ؟
 جواب۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ جس کو بقرب عید
 کہتے ہیں۔ یہ دو نمازیں ہر سال ہوتی ہیں۔ اور سورۃ ۵ کی نماز ہوتی ہے۔ جب
 کوئی مسلمان مرجائے تو اس کو نہلا دھلا کر کفن پہنا کر دفن سے پہلے نماز پڑھی
 جاتی ہے۔

سوال۔ نماز عیدین کیسے ہوتی ہے کیا یہ بھی فرض ہے۔
 جواب۔ عیدین کی نماز فرض نہیں ہے لیکن واجب ہے۔ چونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ہدایت ہے۔ دونوں عیدوں میں نماز ایک ہی طرح پڑھی جاتی ہے صرف
 خطبہ میں فرق ہے۔ یہ نماز امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس
 میں صرف دو رکعت ہوتی ہیں اور اس طرح پڑھی جاتی ہے۔ کہ سب نمازی کعبہ کی
 طرف منہ کر کے صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور دو رکعت نماز واجب اور
 چھ زائد تکبیروں کی نیت کرتے ہیں پھر امام زور سے اللہ اکبر کہتا ہے تو سب
 کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر پیٹ پر ناف کے نیچے باندھ لیتے ہیں، اور
 سبحانک اللہم و اعوذ باللہ استغفرہ من ذنوبی سے پڑھا جاتا ہے پھر امام زور

سے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھانا ہے اور نیچے کو چھوڑ دینا ہے پھر تیسری مرتبہ
 بھی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیتا ہے۔ پھر چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہہ
 کر ہاتھ اٹھاتا ہے اور پھر پیٹ پر ناف کے نیچے باندھ لیتا ہے۔ اسی طرح جیسا
 جیسا امام نے کیا سب مقتدی کرتے ہیں لیکن اللہ اکبر زور سے نہیں کہتے۔
 اس کے بعد امام بسم اللہ آہستہ سے پڑھ کر الحمد شریف زور سے پڑھتا
 ہے اور اس کے بعد قرآن پاک کی ایک چھوٹی سورت یا بڑی آیت پڑھتا
 ہے۔ پھر رکعت کو حسب معمول ختم کرتا ہے۔ دوسری رکعت کے لئے جب
 کھڑے ہوں تو ہاتھ پیٹ پر باندھ لئے جاتے ہیں اور امام الحمد شریف اور
 قرآن کی سورت یا آیت با آواز بلند پڑھتا ہے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ
 کانوں تک اٹھاتا ہے اور سب اٹھاتے ہیں پھر نیچے کو چھوڑ دیتے جاتے ہیں پھر
 دو دفعہ اور ایسے ہی اللہ اکبر کہہ کر کیا جاتا ہے۔ چوتھی مرتبہ اللہ اکبر
 کہتے ہوئے رکوع میں جاتے ہیں۔ بقیہ نماز حسب دستور پڑھی جاتی ہے۔ اس
 کے بعد امام خطبہ پڑھتا ہے۔ عید الفطر میں رمضان کی خوبیاں اور صدقہ فطر
 بتاتا ہے اور بقر عید میں یہ بتاتا ہے کہ جانور کی قربانی کس طرت کی جائے۔ اور
 حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا قصہ کہ اس طرح حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے
 لے گئے، بیان کرتا ہے۔

سوال - بقر عید کی نماز اور قربانی سے کیا مطلب۔

جواب۔ بقر عید کی نماز حج کے اگلے دن پڑھی جاتی ہے اس لئے مسلمان
 ساری دنیا میں حج کے اگلے دن نماز بقر عید ادا کرتے ہیں۔ قربانی کی مصلحت کو
 رسول اللہؐ خوب اچھی طرح سمجھتے تھے اور مسلمانوں کو بھی سمجھنی چاہیے بغیر اس
 کی مصلحت سمجھے بعض مسلمان ایسے فعل کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو اسلام میں گناہ
 عظیم ہے جیسے کہ کراچی میں کچھ عرصہ ہوا کہ ایک اہم شخص نے اپنے بیٹے کو ثواب
 سمجھ کر ذبح کر ڈالا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے زمانہ میں تمام دنیا میں انسانی قربانی
 کا رواج تھا اور کفار اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے واسطے ان کی مورتی پر آدمی
 کی بھینٹ چڑھاتے تھے۔ اکثر دوسروں کے بچہ کو بکڑ کر اس کو ذبح کرتے تھے اور
 خون مورتی پر چڑھاتے تھے۔ جیسا بعض جاہل اب بھی ہندوستان میں
 کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے لڑکے کو خدا
 کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔ لہذا وہ بھی اپنے خدائے واحد کو خوش کرنے کے
 واسطے اپنے بیٹے اسمعیل علیہ السلام کو قربان کرنے لے گئے۔ لیکن جب ذبح کرنا
 چاہا تو وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ بس کرے ابراہیم تم ہماری راہ میں
 اپنی سب سے پیاری چیز قربان کرنا چاہتے تھے۔ ہم نے تمہاری قربانی قبول
 کی اور اس کی بجائے دوسری چیز قربانی کی بھیج دی۔ اور تمہاری نسل میں بھی قربانی
 ہوا کرے گی (یعنی بکرے کی جو اس وقت ذبح ہوا)

اس کی صاف صاف مصلحت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کفار کی اس

وحشیانہ حرکت کو جو وہ انسان کو ذبح اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کی خاطر کیا کرتے تھے ممنوع قرار دے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی معرفت جنھوں نے اپنے باپ دادا کا کفر کا مذہب چھوڑا تھا اور خدائے واحد کی پرستش اختیار کی تھی دنیا کو یہ بتا دیا کہ انسانی قربانی نہایت محبوب ہے، اور آئندہ ایسا قسط ہی نہ کیا جائے بلکہ عرب میں زمانہ جاہلیت میں جب بت پرستی کا زور تھا اور دنیا بھر کے بت پرست بڑے بڑے مجمع ہوتے تھے اور اس گھر کو جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل (علیہما السلام) نے مل کر خدا کی عبادت کے واسطے بنایا تھا اس کو سد سے بڑے بت کدہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس وقت خود حضرت اسمعیل کی اولاد میں انسانی قربانی رائج ہو گئی تھی۔ اس سنگین گناہ سے بچانے کے واسطے رسول اللہ نے یہ ضروری سمجھا کہ مسلمانوں کو علی العموم اور عربوں کو بالخصوص جو حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل (علیہما السلام) کی اولاد ہیں اور ان کی معرفت آئی ہوئی خداوندی ہدایت کو بھول گئے تھے کہ انسانی قربانی ناجائز اور گناہ ہے۔ ہر سال یا دو لایا جائے تاکہ آئندہ وہ اس غلطی کو دوسری قوموں کو دیکھ کر پھرنے لگیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بڑا احسان دنیا پر ہے کہ ان کی معرفت خدائے اس مذہب حرکت کو دنیا میں پہلی مرتبہ روکا اور رسول خدا کا احسان ہے کہ ان کی امت کی وجہ سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں وحدانیت کا سبق پہنچا اور انسانی قربانی ممنوع ہوئی بلکہ ساتھ میں رسول اللہ نے مسلمانوں کو یہ باور کر دیا کہ مسلمان ہر بڑے سے بڑی

قربانی اللہ کی راہ میں کرنے کو تیار رہیں۔ یعنی ذبیحہ انسان کا تو ممنوع ہے مگر جہاد میں اپنے بچوں کو بھیننے کے لئے تیار رہو۔ جہاد میں اللہ کے نام پر اپنی اور اپنی اولاد کی جان دینے سے گریز نہ کرو۔ خوشی سے اپنے بیٹوں کو جہاد میں بھیجو جو شخص اپنی اور اپنی اولاد کی جان کو اللہ کی راہ میں دینے کو تیار ہوگا وہ مال کی کیا پروا کرے گا۔ وہ اپنا مال بھی اللہ کی راہ میں صرف کر دے گا۔

جہاد صرف لڑائی میں لڑنا ہی نہیں ہوتا بلکہ جب تم اپنے ملک میں ایسے غریب یتیم بیوہ۔ نابینا۔ معذور مسلمان دیکھو جن کے پاس کھانے کو نہیں، یا کپڑے نہیں یا تعلیم کے واسطے روپیہ نہیں تو تم اپنے دل پر جہاد کر کے اپنا روپیہ اللہ کے واسطے ان اللہ کے بندوں کی امداد پر خرچ کرو اور ان کی ضرورتیں پوری کرو یہ بھی جہاد ہے۔

اپنے عیش پر جہاد کر کے نماز وقت پر پڑھو اور روزہ رکھو اور مذہب کی بابت جو تم جانتے ہو وہ ان کو سکھاؤ جو نہیں جانتے۔ یہ بھی جہاد ہے۔

اشاعت اسلام پر خرچ کرو مسجدیں بناؤ یتیموں کی پرورش کرو منظم کو ظلم سے بچاؤ۔ یہ بھی جہاد ہے۔

یہ کام دکھاؤٹ کی خاطر یا حکام کو خوش کرنے کے لئے یا شکس سے بچنے کی خاطر نہ کئے جائیں۔ بلکہ اس اللہ کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر کئے جائیں جس نے تمہیں دوسروں سے زیادہ دولت دی اور تم کو اس قابل کیا کہ تم دوسروں کی مدد کر سکو۔

اس اللہ میں یہ بھی طاقت ہے کہ تم کو امیر سے غریب کر دے۔ تمہاری صحت کی بجائے تمہیں بیماری دیدے۔ لہذا تم اس کے احسان کا شکر یہ اس طرح ادا کر سکتے ہو کہ اس کے غریب بندوں کی مدد کرو۔ تعلیم گاہوں پر خرچ کرو۔ یہ سب ایک قسم کی قربانی ہے۔ چونکہ اللہ کے نام پر ہے۔ یہ سب باتیں اس سے نکلتی ہیں کہ جہنم سے ابراہیم خلیل اللہ اپنے اوس بیٹے کو جو قریت کے لحاظ سے انسی برس سے زیادہ کی عمر میں پیدا ہوئے تھے اللہ کے واسطے قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ رسول اللہ نے ان دور رس مصاحبتوں کو سمجھ کر یہ سنت ابراہیم جاری کی۔ خطبہ اس لئے ہوتا ہے کہ مسلمان اصل سبق حاصل کریں نہ کہ ایک درد بھری کہانی سن کر کھوڑی دیروں ہیں۔

سوال۔ مردہ کی نماز کیسے ہوتی ہے۔

جواب۔ مردہ کی نماز مرنے والے کو ثواب پہنچانے کے واسطے سب مسلمان جو جمع ہو جائیں پڑھتے ہیں۔ یہ اصل میں مرنے والے کی مغفرت کی دعا ہے جنازہ کو اس طرح رکھا جاتا ہے کہ سرانہ شمال کی طرف ہوتا کہ میت کا منہ قبلہ کی طرف کو ہو۔ پھر میت کے مشرق میں امام میت کی طرف یعنی قبلہ کی منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے پیچھے ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو جس قدر کھلی آدمی ہوں صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور یہ نیت کرتے ہیں۔

نیت۔ میں نیت کرتا ہوں چار تکبیر نماز جنازہ کی۔ سب تعریف اللہ کے واسطے اور اس کی مہربانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

اور واسطے دعاء مغفرت اس میت کے۔ میں اس امام کی امامت

اس نماز کے واسطے قبول کرتا ہوں۔ میرا منہ قبلہ کی طرف کو ہے۔

پھر اللہ اکبر کہہ کر سب نمازی کا نون تک ہاتھ اٹھا کر پیٹ پر ناف کے

نیچے باندھتے ہیں۔ اس کے بعد سب یہ پڑھتے ہیں۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ

بُرْآنِي أَدْرِيَا كِي هُوَ تَجْه كُو اے اللہ اور تمام تعریف تیرے لئے ہے اور مبارک

اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ شَأْنُكَ

ہے نام تیرا اور بلند ہے مرتبہ تیرا اور بڑی ہے تعریف تیری

وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ط

اور تیرے سوا کوئی نہیں جس کی عبادت کی جائے

اس کے بعد امام زور سے اللہ اکبر کہتا ہے اور نمازی دل میں کہتے ہیں

اور پھر امام اور سب نمازی وہ دونوں درود آہستہ آہستہ پڑھتے ہیں جو نمازیں

التحیات کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد امام زور سے اللہ اکبر کہتا

ہے اور سب نمازی آہستہ آہستہ دعا پڑھتے ہیں۔ اگر مرلے والا بالغ ہے تو

یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا

اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور مردوں کو اور جو حاضر ہیں

وَأَشْكِبْنَا وَبَخَيْرِنَا وَحَكِيمِنَا ذَكَرْنَا

اور جو جو نہیں اور جو چھوڑے ہیں یا بڑے ہیں اور جو مرد ہیں

وَأَنْشَأْنَا اللَّهُمَّ مِنْ أَحْيَيْتَهُ وَمَا فَاحِشِيهِ

اور عورتیں اے اللہ جس کو تو جان دیتا ہے اس کو تو زندگی دے

عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَقَّيْتَهُ مِنْ فَتَوَانِهِ

کہ اسلام پر قائم رہے اور جن کو تارنا ہے اس کو موت ایسی دے

عَنْ الْإِيمَانِ

کہ ایمان کی حالت میں مرے

اگر مرنے والا بچہ لڑکا ہے تو بجائے اوپر کی دعا دے کے یہ پڑھیں۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا

اے اللہ بنا اس کو ہم سے پہلے آنے والا اور بنا اس کو ہمارے واسطے

أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا

انعام اور خزانہ اور بنا اس کو ہمارے واسطے شفاعت والا

وَمُشَفِّعًا

اور منظور کر اس کی شفاعت

اگر مرنے والا بچہ لڑکا ہے تو تینوں جگہ اجْعَلْهُ کی بجائے اجْعَلْهَا

پڑھا جاوے اور شَافِعًا وَ مُشَفِّعًا کی بجائے شَافِعَةٌ وَ

مَشْفَعَةً پڑھا جائے جس سے عورت بھی جائے یعنی شفاعت مانگنے والی
 اس کے بعد امام اللہ اکبر کتا اور سب سیدھی طرف کو منہ موڑ کر
 کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ پھر دوسری طرف کو منہ موڑ کر یہی کہتے ہیں
 سوال۔ کیا ان نمازوں کے علاوہ جہان ہوئی ہیں اور بھی نماز پڑھی جاتی ہے۔
 جواب۔ ہاں۔ جو عابد و زاہد لوگ ہوتے ہیں وہ حسب ذیل نمازیں روزانہ علاوہ
 پانچ وقت کی نماز کے پڑھتے ہیں۔

۱۔ عشراق کی نماز۔ یہ سورج پورا نکل آنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔
 اس میں دو یا چار نفل ہوتے ہیں۔ لیکن دو دو رکعت نفل کی
 نیت ہوتی ہے۔

۲۔ چاشت کی نماز۔ یہ عشراق کے بعد سے لے کر دوپہر سے پہلے پہلے
 پڑھی جاتی ہے لیکن اس کا اصل وقت سورج نکلنے اور دوپہر کے درمیان ہے
 یعنی قریب دس بجے صبح کے پڑھنی چاہیے اس میں دو سے لیکر آٹھ
 تک نفل پڑھے جاتے ہیں۔ دو دو رکعت کی نیت ہوتی ہے۔

۳۔ تہجد کی نماز۔ یہ رات کو کچھ دیر سو اپنے کے بعد یعنی ادھی رات سے لیکر
 صبح کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اکثر عبادت گزار اشخاص رات کو
 ساڑھے تین بجے پڑھتے ہیں اور پھر صبح کی نماز تک جاگتے ہیں۔ بعض
 لوگ بہ نماز پڑھ کر پھر سو جاتے ہیں۔ یہ نماز رسول اللہ اور صحابہ کرام

ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اس لئے اس نماز کو سنت کا درجہ حاصل ہے
 اسی نماز کا ذکر سورہ منزل میں ہے۔ یہ ایسا خاموشی کا وقت ہوتا ہے کہ
 اس وقت انسان اللہ سے دل لگا کر رجوع ہوتا ہے۔ اس میں چار
 رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک پڑھی جاتی ہیں۔ نیت ایک دفعہ
 میں دو دو یا چار چار رکعت کی کی جاتی ہے۔

اکثر اصحاب بجائے عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھنے کے تہجد کی نماز کے
 ساتھ وتر پڑھتے ہیں۔

ان نمازوں کے علاوہ بعض اصحاب ہر وضو کے بعد دو رکعت
 نفل پڑھتے ہیں۔

ان روزانہ نمازوں کے علاوہ یہ دو نمازیں جماعت کے ساتھ موقع پڑنے
 پر بغیر اذان کے پڑھی جاتی ہیں۔

۱۔ بارش کے واسطے جب قحط کا ڈر ہو۔ دو رکعت نفل

۲۔ سورج اور چاند گرہن کے وقت۔ دو رکعت نفل

باب پنجم

سوال - کیا تم کو چاروں قلوں کے معنی و مطلب معلوم ہے

جواب - ہاں معلوم ہیں۔

سوال - اچھا ایک ایک کر کے سناؤ۔

جواب - قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ

کدو (بے پیغمبر) اے کافر و میں اس کی عبادت

مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُونَ

نہیں کرتا جس کی تم اور نہ تم اس کی عبادت کرو گے جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور

إِنَّا عَابِدُونَ مَا أَعْبُدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ

نہیں اس کی عبادت کروں گا جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرو گے جس

مَا أَعْبُدُ ۝ كَسِرْ دِينَكُمْ وَيَا دِينَ ۝

کی عبادت میں کرتا ہوں (لہذا) تم کہ تمہارا دین اور مجھ کو میرا دین

سوال - مطلب سمجھاؤ۔

جواب - جب کافر رسول اللہ کے سمجھانے پر بھی ایمان نہیں لاتے تھے اور اپنے

بتوں کی تعریفیں کرتے تھے اس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی تھی اور پیغمبر صاحب

سے خدا نے کہا تھا کہ تم کافروں سے کہو کہ جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو، میں ان کی پرستش ہوگزند کروں گا۔ اور میں جس اللہ واحد کی پرستش کرتا ہوں اس کی پرستش کیے اپنے تم رضامند نہیں۔ لہذا تم اپنے مذہب پر خوشش رہو اور میں اپنے پر اس حدیث سے اس الزام کا بھوٹ ثابت ہوتا ہے جو کفار لگاتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا۔ برخلاف اس کے اس سے اسلام کی رواداری ثابت ہوتی ہے، کہ مذہب کے موافق کوئی تشدد نہ کیا جائے۔

سوال۔ اب دو سراقل سناؤ۔

جواب۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحْسَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝

کہہ دو اسے سچا ہے وہ اللہ ہے جو واحد ہے یعنی ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے

لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَكَمْ يَكُنُّ

تارے کسے بنا جو بنا اور نہ وہ کسی سے بنا گیا اور اس کی مشال کا

تَهُ كُفُوًا أَحْسَدٌ ۝

کوئی نہیں وہ اپنا جیسا کتا ہے

سوال۔ کیا مطلب۔

جواب۔ اس سبت میں خدا کو بتایا گیا ہے کہ وہ کیا ہے یعنی

۱۔ وہ ایک ہے

۲۔ وہ بے نیاز ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور کسی چیز کی اس کو خواہش نہیں

اور نہ کسی کا دست نگر۔ وہ خود مختار ہے اور ہر قسم کی قوت اس میں ہے۔ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے لفظ حمد کا ترجمہ ایک لفظ میں نہیں ہو سکتا۔

۳۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے یہ عیسائیوں کے اوس عقیدہ کی تردید کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں جن کو ہر قسم کی جسمانی خواہشات تھیں اور خدا خواہشات سے بالاتر ہے۔

۴۔ وہ کیا ہے اس کی مثال کسی چیز سے نہیں دی جاسکتی۔ وہ تو خالق ہے یعنی پیدا کرنے والا ہے اور جملہ اشیاء جو کائنات میں ہیں وہ مخلوق ہیں۔ تو مخلوق سے کیسے خالق کی مثال دی جاسکتی ہے۔

یہ ان تمام خیالات کی تردید کرتا ہے جن میں خدا کا تخیل کسی شکل میں کیا جائے بعض لوگ خدا کو ایک روشنی کی شکل میں خیال کرتے ہیں بعض حدت سے تعبیر کرتے ہیں۔ آتش پرست یہ دونوں باتیں آگ یا سورج میں ہونے کی وجہ سے آگ کی شکل قرار دیتے ہیں بعض لوگ ایک بڑا سا طاقت ور انسان جیسا ہو دینا مانتے ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت کا بنایا۔ وغیرہ وغیرہ اس آیت سے ان تمام خیالات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ سورت قرآن پاک کی سورتوں میں بہت ہر دھڑکتی ہے۔ چونکہ یہ نہایت مختصر اور جامع لفظوں میں خدا کو یعنی اس کی ذات کو بتاتی ہے۔ قرآن پاک کی اور سورتوں میں صفات بہت جگہ ہیں لیکن

خدا کی ذات کی بابت چھوٹی طسی سورت نہایت معنی خیز ہے۔

سوال۔ تمییر اقل کیا ہے۔

جواب۔ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ

کردر اسے پیغمبر ہیں پناہ مانگتا ہوں پیدا کرنے والے فلق کی ان برائیوں سے

مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ

جو دنیا میں موجود ہیں اور ان برائیوں سے جو رات کا اندھیرا ہونے سے ہوتی ہیں اور ان

شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ

برائیوں سے جو ٹوٹنے والی گرہ لگا کر ٹوٹتی ہیں اور ان برائیوں سے جو حاسد کے

اِذَا حَسَدٍ ۝

حسد سے ہوتی ہیں

سوال۔ کیا مطلب۔ اس میں رب فلق سے کیوں امداد مانگی ہے رب
العالمین سے کیوں نہیں مانگی۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین معنی کل جانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن

جانوں میں جو چیزیں ہیں ان کا بھی پیدا کرنے والا وہی اللہ ہے۔ فلق کا معنی اس

وقت کا جبکہ صبح کی پچھٹی اور اندھیرا ہٹنا شروع ہو۔ اور مشرق میں سفیدی

دن کے نکلنے کی شروع ہو اس کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ اس سورت میں

اللہ تعالیٰ کو رب فلق اس لئے کہہ کر پکارا گیا ہے، چونکہ ان برائیوں سے بچانے

کے لئے دعا کی ہے جو اندھیرے میں یا چھپ کر کی جاتی ہیں۔ یعنی لوگ باگ
 چوری۔ ڈاکہ۔ رہزنی۔ نقب زنی۔ حرام کاری۔ شراب نوشی۔ قتل۔ جاوہر۔
 ڈونہ وغیرہ اس وقت کرتے ہیں۔ جب رات کا اندھیرا ہو جائے یا ان کے کام کو
 کوئی دیکھنے نہ پائے۔ پہلے زمانہ میں سورج پرست سورج سے یہ امید رکھا کرتے
 تھے کہ وہ نکلے ہی ان کو ان برائیوں سے بچا دے گا لیکن قرآن پاک میں فلق کے
 پیدا کرنے والے سے اس لئے مدد مانگی ہے کہ فلق پر روشنی تو سورج نکلنے سے
 پہلے آجاتی ہے اور سورج نکلنے سے بہت پہلے چاند ناپھیل جاتا ہے اور حرم کرنے
 والے بھاگ جاتے ہیں۔ اور چونکہ خدائے تعالیٰ سورج بھی پیدا کرنے والا ہے
 اور سورج خدا کے حکم کی تعمیل کرتا ہے یعنی اسی وقت نکلتا ہے جو اس کے لئے مقرر
 ہے۔ اسی وقت چھپتا ہے جو مقرر ہے اور مقررہ وقت پر اپنے سورج پر گھومتا
 ہے۔ اس لئے ان سورج پرستوں کے اعتقاد کو درست کرنے کی ضرورت تھی
 جو سورج سے مدد مانگتے تھے اس سورت کو پڑھنے والا ب فلق سے دعاء
 مانگتا ہے۔ کہ مجھ کو ان لوگوں کی برائیوں سے بچائے رکھنا جو چھپ کر یا اندھیرے
 کی وجہ سے برائیاں کرتے ہیں اور ان کے برے کاموں پر روشنی ڈال دے
 تاکہ وہ باز آئیں۔ اور جو جاوہر ڈونہ کرنا چاہیں ان کے عیب پر روشنی ڈال دے
 اور جو شخص سینہ میں حسد کو چھپائے ہوئے ہے اس کے حسد کو ظاہر کر دے۔
 یہ وہاں ثابت عمدہ اور خوبصورت اور فصیح دعاء ہے۔ اگر اس کو

روزانہ سوینے سے پہلے سانس متبرہہ پڑھا جائے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مکان کو محفوظ رکھے گا۔ کسی کی برائی و ٹوٹہ یا حسد کا اثر نہ ہوگا۔ اور پڑھنے والا خود بھی کسی سے حسد نہ کرے گا۔ چونکہ حسد ایک قسم کی آگ ہے جو حسد کرنے والے کے دل کو جلاتی ہے۔ ہر عمدہ آدمی کو اس سے بچنا ہی چاہیے۔

سوال۔ چوتھا قسط کیا ہے۔

جواب۔ قَسْلٌ اَعُوذُ بِرَبِّ الْمَنَاسِ ۝ مَسْلِكِ

کہدور کے پیغمبر ہیں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب کی انسانوں کے

الْمَنَاسِ ۝ اِلَى الْمَنَاسِ ۝ مِنْ تَفْسِرِ الْوَسْوَاسِ ۝

حکمران کی انسانوں کے معبود کی برائیوں سے بے حسد خیالات

الْخَمَاسِ ۝ الْبَدِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ الْمَنَاسِ ۝

کی جو برے آتے ہیں وہی دوسو سے جو انسان کے دل میں

مِنَ الْجِنَّةِ وَالْمَنَاسِ ۝

شیطان یا آدمی ٹوہا ہیں

سوال۔ کیا مطلب۔ یہاں رب سلق کی بجائے اور لفظ کیوں ہیں۔

جواب۔ یہ ایسی عمدہ دعا ہے کہ اس کی مثال کسی مذہب میں نہیں مل سکتی اس

میں انسان اپنے پیدا کرنے والے اپنے مالک اور اپنے معبود سے جس کو وہ سزا دے

اور تابعدار ہی کرتا ہے۔ یہ دعا مانگتا ہے کہ مجھ کو ان بے حسد خیالات سے جو انسان

کے دل میں خواہ شیطاں یا انسان کے بہکانے سے پیدا ہونے ہیں سچائے رکھو یعنی
یہ بڑے خیالات میرے دل میں نہ آئیں اس دعا سے انسان اپنے آپ کو درست
کرتا ہے۔ وہ یہ دعا کرتا ہے کہ اس کے دل میں کوئی بری بات نہ آنے پائے۔ چونکہ
جب تک بڑا خیال نہ آئے گا اس وقت تک وہ کوئی بڑا کام نہ کرے گا۔ پہلے
بڑا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس پر عمل ہوتا ہے۔ لہذا اس دعا سے آدمی بڑے
کام ہی سے نہیں بلکہ بڑے خیال سے بھی بچتا ہے۔ درحقیقت سچا مسلمان وہی
ہے جو بڑے خیالات کو بھی دل میں نہ آنے دے۔ اپنے دل کو کدورت سے صاف
رکھے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی پر بلا وجہ شبہ نہ کرو چونکہ آدمی
اپنے پیدا کرنے والے اور مالک کی امداد چاہتا ہے جس کو سب کے دل کا حال معلوم
ہے اور اس سے خیالات بھی نہیں چھپ سکتے۔ اور مسلمان اس اللہ سے ڈرتا
بھی ہے۔ لہذا وہ اس دعا کو پڑھ کر اپنے دل کو ایسا صاف بناتا ہے کہ اس کے
دل میں بھی کوئی برائی کا خیال نہ آئے بڑا کام کرنا تو درکنار۔ جب ناپاک خیال ہی
دل میں نہ آئے گا تو وہ گناہ کا مرتکب نہ ہوگا۔ نہ کسی سے بغض و عداوت رکھے گا
نہ کسی پر چھوٹا الزام لگائے گا۔ نہ کسی پر بلا وجہ شبہ کرے گا۔ بلکہ جس نے تھوڑی سی
بھی بھلائی اس کے ساتھ کی ہو اس کا احسان بہت مانے گا۔ اور کبھی احسان کو نہ
بھولے گا۔ کبھی کسی کی برائی دوسروں سے نہ کرے گا۔

ایسا آدمی دنیا میں ہر دل عزیز ہو جاتا ہے۔ سب اس سے محبت کرنے

لگتے ہیں اور اس کی عزت کرتے ہیں۔ تمام دنیا کی قوموں کے واسطے ایسا مسلمان ایک اخلاق کا نمونہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ مسلمان دوسری قوموں کے واسطے ایک نمونہ ہیں۔ درحقیقت وہی مسلمان نیکی کا نمونہ ہیں جو اس دعاء کو سمجھ کر پڑھتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ ان کے دل میں ہی بڑا خیال نہیں پیدا ہونے پاتا۔ وہ پہلے ہی روک دیتے ہیں۔ جبکہ بڑے آدمی ہر وقت بڑے بڑے خیالات کی ادھیڑ بن میں لگے رہتے ہیں۔ یہ دعاء انسان اپنے آپ کو اچھا بنانے کے واسطے مانگتا ہے۔ اور خود اپنی برائیوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اس سے پہلی دعاء میں اپنے آپ کو دوسروں کی برائیوں سے بچانا پانا گیا تھا۔

سوال۔ کیا آیتہ الکرسی بھی یاد ہے۔ اگر ہے تو بتاؤ۔

جواب۔ اللہ لا الہ الا ہُوَ الَّذِیُّ الْقَدِیْسُ الرَّحِیْمُ

اللہ ہے اور نہیں ہے معبود کوئی سوائے اسکے۔ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ سے قائم اور قائم

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَاَرْضِ

رکھنے والا۔ نہیں آتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ درمیان آسمانوں کے

وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مِّنْ ذَاکَ ذِیْ یُشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا

ہے اور جو کچھ درمیان زمین کے ہے۔ کہن ہے ایسا جو سفارش کر سکے اس سے بلا اس کی

بِاِذْنِہٖ ط یُحْکَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمۡ وَمَا تَلْفَہُمۡ

اجازت کے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ کہ لوگوں کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے ہے

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ

اور نہیں کر سکتے احاطہ کسی چیز سے اس کے علم کا سوائے اس کے جو وہ چاہے

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ

پھیلی ہوئی ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین میں اور نہیں ٹھیکائی اس کی

حِفْظُهَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

حفاظت اس کو اور وہ ہے بلند مرتبہ عظمت والا ہے

سوال۔ اس کے بعد کی آیت کیا ہے۔

جواب۔ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ مَقْدَّتَيْنِ

نہیں چاہیئے زبردستی دین کے بارے میں بے شک یلغور ہو گئی

الرُّشْدَ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ

ہدایت گمراہی سے پس جو انکار کر لے ہیں بتوں کو ماننے سے

وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

اور ایمانی لائے اللہ پر تو یقیناً پکڑ لی انھوں نے مضبوط

السُّوْتَةِ ۚ لَا انْقِصَامَ لَهَا ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

رستی جو نہیں ٹوٹ سکتی اور اللہ ہے سننے والا جاننے والا

سوال۔ دونوں آیتوں کا مطلب بتاؤ۔

جواب۔ پہلی آیت میں یعنی آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کو بتایا گیا ہے کہ وہ

کون ہے۔ قل هو اللہ احد۔ میں بتایا گیا تھا کہ وہ کیا ہے۔ اور اس
 میں یہ ہے کہ وہ کون ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ وہ ہے جو
 زندہ ہے۔ اور ہمیشہ سے خود قائم ہے۔ پشیرسی کی امداد کے۔ اور تمام کائنات کو
 قائم کئے ہوئے ہے۔ قیوم کے معنی ہیں ہمیشہ سے اپنے آپ خود بخیرسی کی امداد کے
 قائم ہونا۔ انسان بخیر و دوسروں کی امداد کے زندہ نہیں رہ سکتا لیکن خدا کو کوئی ضرورت
 نہیں ہیں جن کے پورا کرنے کے واسطے کسی کی امداد کی ضرورت نہ ہو بلکہ اسی کی وجہ
 سے تمام کائنات ظاہر ہوئی اور قائم ہے۔ اور نہ اس کو نیند آتی ہے نہ اونگھ بلکہ وہ
 ہر وقت مستعد ہے۔ بعض مذاہب میں کہا گیا ہے کہ خدائے کائنات بنا دی اور پھر
 آرام کرنے لگا اور سو گیا۔ زبور میں بھی لکھا ہے کہ پھر خدا مثل ایک بڑے آدمی کے
 نیند سے جاگا۔ ہندوؤں میں ہے کہ بھو و بنا کو بنا کر کنول کے پتے پر سو گئے۔ اسلام
 میں ہے کہ خدا کبھی غافل نہیں ہوتا۔ وہی کائنات کا بنانے والا ہے اور وہی قائم
 رکھنے والا ہے۔ اور جو کچھ آسمانوں میں یعنی زمین کے اوپر ہے، سماء کے معنی ہیں بلندی۔
 اس لیے آسمانوں کے معنی ہیں زمین سے اور اونچے فاصلوں پر اور جو زمین پر ہے
 یعنی زمین کے اوپر اور زمین کے اندر یہ سب اللہ کا ہے۔ کسی کی مہمان نہیں کہ بخیر اس کی
 اجازت کے اس سے سفار شکر کر دے یعنی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی انسان کی
 ایسی عزت ہے کہ وہ جو چاہے اللہ سے کرا لے یا جس کو چاہے جو دار سے یا جیسے
 عیسائی سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سفارش کریں گے تو خدا اسے فائدہ دے گا

اسلام یہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ خدا کی خدائی میں کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں اور صرف ان ہی کی سفارش چلتی ہے جن کو خدا اجازت دیدے۔ اس کا علم لانا تھا ہے اس کو معلوم ہے کہ آگے کیا ہے اور پیچھے کیا ہے اور پہلے جو ہو چکا اور آئندہ کیا ہوگا اس کا علم اتنا وسیع ہے کہ کوئی اس کے علم کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور لوگوں کو اسی قدر معلوم ہوتا ہوتی ہیں غیبی وہ بتا دیتا ہے۔ اس کی کرسی یعنی خود اس کی موجودگی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمام کائنات کو قائم رکھنے میں تھکتا نہیں جیسے آدمی کام کرنے میں تھک جاتے ہیں۔ اور کھاتے پیتے ہیں اور سوتے ہیں اور اس کا مرتبہ بہت بلند اور عظمت والا ہے۔ یعنی آدمی اس کے مرتبہ کو سمجھ نہیں سکتا۔ وہ اس قدر بلند ہے کہ آدمی کی سمجھ سے باہر ہے۔

دوسری آیت میں یہ رواداری سکھائی گئی ہے کہ مذاہب کے معاملہ میں کوئی جبر اور تشدد نہ کیا جائے بلکہ اشاعت اسلام سمجھا کر کی جائے چونکہ اسلام کی خوبیاں کفر سے اور دوسرے مذاہب سے اس قدر بالا ہیں کہ اگر ان کو سمجھا کر بیان کیا جائے تو ہر ذہنی عقل کی سمجھ میں آجائے گا۔ کہ اسلام ہی سچا اور عمدہ مذاہب ہے اور جو لوگ اس میں داخل ہو جائیں گے وہ اللہ کی رحمتی کو جو اس قدر منہب و طیب ہے کہ کوشش میں نہیں سکتی پھر دین کے یعنی اسلام میں داخل ہو جائے کے اور اللہ تعالیٰ کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے بعد وہ پھر کفر کی طرف کبھی مائل نہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اس سب کچھ سننا اور سب کچھ جانتا ہے۔

سوال۔ کیا ایک یاد و اور آیتیں قرآن پاک کی ایسی یاد ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہو۔

جواب۔ ہاں۔ دو آیتیں آل عمران کی یہ ہیں۔

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ

کہو اے اللہ تو مالک ہے تمام ملکوں کا دیتا ہے ملک کی حکومت جس کو
تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ

تو چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے تو چاہے اور جس کو چاہتا

تَشَاءُ وَتُنْزِلُ مَنْ تَشَاءُ بِإِذْنِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ

ہے عزت دیتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو تو چاہتا ہے تیرے ہاتھ میں سب خیر ہے بے شک

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

تو ہر چیز پر پورا اختیار رکھتا ہے۔

تَوَلِّجُ اللَّيْلِ فِي النَّهَارِ وَتَوَلِّجُ النَّهَارَ فِي

نکالتا ہے رات کو دن کے بعد اور نکالتا ہے دن رات کے

اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَتُخْرِجُ

بعد اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ میں سے اور نکالتا ہے

الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ

مردہ کو زندہ میں سے اور رزق دیتا ہے تو جس کو چاہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

بلا حساب کے

سوال - کیا مطلب ہے۔

جواب - یعنی اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کا مالک ہے اور اسی کے ہاتھ میں سب اختیار ہے جس کو چاہتا ہے ملک کی حکومت اور عزت دیتا ہے جیسے نادر شاہ ایک گڈریے کو بادشاہ بنا دیا تھا۔ نپولین جی سے افسر کو شہنشاہ بنا دیا کمال اتاترک کو ترکی کا حکمران اور نادر شاہ پہلوی کو ایران کا شہنشاہ کر دیا اور وہی جس سے چاہے ملک - دولت - زمین - مکان - عزت چھین لے۔ جیسے فرعون کو غرق سمندر کیا۔ زار دیوس کو ہلاک کیا۔ قیصر جرمن کو معزول کر کے ملک بدر کیا۔ نپولین کو فرانس سے نکال کر ایک ویران جزیرہ سینٹ ہلینا میں قید کیا۔ سٹلر اور مسولینی کو عروج دے کر پھر دولت دی۔ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ انگلستان سے تاج و تخت چھین کر اس کے بھائی کو دیا۔ اور اُسے ملک بدر کیا۔ ہزار ہا جرمن کو ان کے مکانات سے نکال کر پاکستان آئے۔ پھر چھوڑ دیا۔ اور ان میں بیشتر کو سڑک کی پٹری پر جگہ دی۔ جنس کے ہاتھ میں حکومت دیدی۔ یہ سب اختیارات اپنے وہ بھلائی کی وجہ سے کرتا ہے۔ سب را جو برے آدمی کو دیتا ہے اس میں بھی اچھے آدمیوں کی بھلائی ہوتی ہے۔ اگر ہٹلر اور مسولینی با اختیار اور زندہ رہتے تو دنیا کو تباہ و برباد کر دیتے لہذا ان کی تباہی سے تمام دنیا کی بھلائی ہوتی۔ زادوں دنیا کے مسلمانوں کے واسطے خطرناک تھا اس کو

اور اس کے خاندان کو تباہ کر دیا۔ اسی طرح سے سب کو دولت و ثروت حکومت دے کر آ رہا ہے۔ جو اس کا جائز استعمال کرتے ہیں ان کی پشتیں اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں اور جو ناجائز استعمال دولت کا یا حکومت کا کرتے ہیں ان کو تباہ و برباد کچھ دن کے بعد کر دیتا ہے۔ جو لوگ بلیک مارکیٹ کرتے ہیں ان کی اور ان کی اولاد کی ایک دن تباہی لکھی ہے۔ جو لوگ حکمران ہو کر رشوت لیتے ہیں یا طاقت کو غلط استعمال کرتے ہیں ان کی تباہی خدا لائے گا تاکہ مظلوم ان کے ظلم سے بچیں اور دوسرے افسران بالا ان لوگوں کا جو راشی یا ظالم ہیں پورا حساب آئزہ لیں گے اور ان کو اپنی جمع کردہ دولت اگلی پڑے گی۔ جیسے کلائو اور وارن ہینگز کو ان کی جمع کردہ دولت جو ظلم سے کمائی تھی اگلی پڑی تھی۔ اکثر مسلمان مہاجر جو اپنے گھر اور ملک چھوڑ کر مصیبت میں بھاگے وہ خود اپنے اعمال یاد کریں اور توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اسی لئے نازل کی ہے تاکہ مسلمان ہر وقت اس سے ڈرتے رہیں۔

وہی دن کے بعد رات لانا ہے اور وہی رات کے بعد دن لانا ہے یعنی دنیا کی گردش جو اپنے محور پر گھومتی ہے جس سے دنیا کا کچھ حصہ سورج کے سامنے ہو جاتا ہے۔ تو وہاں دن ہو جاتا ہے اور کچھ حصہ سورج کی طرف سے ہٹ جاتا ہے۔ وہاں اندھیرا یعنی رات ہو جاتی ہے۔ یہ گردش اللہ ہی کے حکم سے اور اسی کی طاقت سے ہوتی ہے۔ اگر وہ چاہے دنیا

کا گھومنا بند ہو جائے۔ تو کپڑے دنیا کی مجال نہیں کہ گھومے۔ چونکہ ہر قسم کی تمام طاقت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مردہ چیزیں سے زندہ نکالتا ہے۔ مثلاً انڈا بے جان چیز ہے اس میں سے زندہ بولتا چلتا چوزہ نکالتا ہے۔ اور مرغی جان دار ہے اس میں سے بے جان انڈا نکالتا ہے۔

اب سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ درخت میں بھی جان ہوتی ہے جس سے وہ بڑا ہوتا ہے۔ اور ہرے درخت کے پتے توڑنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے جس کا وہ اظہار کرتا ہے۔ اگرچہ ہر ایک شخص درخت کے دکھ کو نہیں سمجھ سکتا۔ لہذا یہ جاندار درخت بھی بے جان زمین سے نکلنے ہیں۔ اور وہ جس کو چاہے جتنا رزق دیدے۔ اس کا کوئی حساب نہیں۔ اس کے یہاں ریشن برابر برابر نہیں ہے۔ بلکہ جس کو جتنا چاہے دیدے۔ ایک آدمی ہے کہ ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتا اس کو کھانے میں بریانی۔ مرغی۔ تورمہ۔ شیرمال وغیرہ دیتا ہے اور دوسرا دن بھر پلایا ڈھوتا ہے یا دھڑکٹ کھاتا ہے اس کو سوکھی روٹی دیتا ہے۔ یہ اس کی مہربانی ہے جسے چاہے جیسا بنا دے۔ اور یہ سب درحقیقت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جس کی خدا سزا و جزا دیتا ہے۔ ویسے تو پہاڑ کے اندر چھپے کپڑے کو بھی غذا دیتا ہے مصنف کے مکانات کی بنیادیں ناظم آباد میں جب کھدیں تو چار فٹ نیچے پتھر پٹی

کنکریٹ کی زمین کے اندر ایک جوڑا مینڈک زندہ اس طرح دبا ہوا بیٹھا تھا کہ
 اس کے ہٹنے جلنے کی کوئی جگہ نہ تھی اور ان کی جگر پر ان کا سانچہ بنا ہوا تھا۔ خدا معلوم
 کب کتنے سو سال قبل یہ یہاں پھنس گیا اور زندہ رہا۔ اس کو حوض میں ڈال دیا اور
 دونوں تیرنے لگے اور اب تک زندہ ہیں۔

باب ششم

روزہ

سوال - روزہ کیا اور کیوں ہوتا ہے ؟

جواب - روزہ اس کو کہتے ہیں کہ جب صبح کی سفیدی مشرق میں نمودار ہو اس وقت سے سورج پورا چھپنے تک نہ کھاؤ نہ کچھ پیو۔ نہ سکرٹ پیو اور نہ پان کھاؤ۔ اور نہ میاں و بیوی علیحدہ میں ملیں۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ

۱۔ اول تو انسان بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور اگر کبھی لڑائی یا سفر یا قحط میں یا کسی اور وجہ سے کھانا پینا نہ ملے تو وہ آسانی سے اس کو برداشت کر لیتا ہے۔

۲۔ دوسرے وہ لوگ جو ضرورت سے زیادہ کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ روزہ کی وجہ سے کھانے میں کمی کر سکتے ہیں تاکہ ان کی صحت ٹھیک ہو جائے۔

۳۔ تیسرے انسان بڑے کاموں سے بچا رہے تاکہ بڑے کاموں سے بچنے کی عادت ہو جائے۔

۴۔ چوتھے جو شخص روزہ رکھتا ہے وہ کسی سے چھپ کر بھی نہ کھانا کھاتا ہے اور نہ پانی پیتا ہے۔ کیونکہ اس کو خدا کا ڈر ہوتا ہے۔ لہذا روزہ رکھنے سے وہ خدا سے ڈرنے

کا عادی ہو جاتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے۔

۵۔ پانچویں ایسی بری عادتیں جیسا سگریٹ یا حقہ پینا۔ پان کھانا۔ شراب پینا۔ اور کھانا یا اور کوئی نشہ کی چیز استعمال کرنا۔ یہ سب روزہ رکھنے سے آسانی سے چھوٹ سکتی ہیں۔ جب کوئی شخص دن بھر سگریٹ نہ پیے اور پان نہ کھائے تو ذرا سا دل پر حیر کر کے رات کو بھی ان کا استعمال چھوڑ سکتا ہے اور یہ ناپاک عادتیں جو انسان میں بری صحبت کی وجہ سے پڑ جاتی ہیں روزہ کی برکت سے چھوٹ سکتی ہیں۔ یہ عادتیں اسلامی روحانیت کے خلاف ہیں۔ چونکہ ان سے دوسرے لوگوں کو کراہت ہوتی ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ جو شخص پان کھاتا ہے نہ صرف اس کا منہ غلیظ ہوتا ہے اور بات کرتے میں اس کے منہ سے چھالیہ کے دالے اڑ کر دوسروں کے کپڑے خراب کرتے ہیں بلکہ وہ سارے مکان کو غلیظ کر دیتا ہے۔ جا بجا کتھے چوڑے کے ناٹھ دیواروں۔ کواڑوں۔ پردوں سے پونچھ دیتا ہے۔ اور مکان کے فرش پر اور سڑک پر پیک کر دیتا ہے۔ لیکن صاف ستھرے آدمیوں کو ایسے شخص سے کراہت آتی ہے۔ اسی طرح سگریٹ پینے والا بدبو دار دھواں منہ سے نکالتا ہے اور سارے کمرے میں یا ریل کے ڈبے میں بدبو پھیلاتا ہے۔ اور اس کے منہ سے جب وہ بات کرتا ہے بدبو آتی ہے۔ وہ خود تو محسوس نہیں کرتا لیکن نفیس مزاج آدمی متنفر ہو کر اس سے بیچھے کر بیٹھتے ہیں تاکہ اس کے منہ کی بھبک سے بچیں۔ علاوہ اس کے یہ کس قدر معیوب ہے کہ مسلمانوں کی کمانی

وھوئیں کے ذریعہ یا پتے چبا کر اڑائی جائے اور ملک کی دولت تباہ کی جائے۔
جس شخص میں یہ بری عادتیں پڑ گئی ہوں تو اس کو روزہ رکھنے سے موقع ملتا ہے کہ وہ
ان کو چھوڑ دے اور اپنا کیرکٹر مضبوط بنالے۔

۷۔ چھٹے یہ کہ انسان روزہ میں عمدہ اور پاکیزہ خیالات رکھتا ہے اور میں دن ایسا
کرنے سے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ پاکیزہ اور عمدہ خیالات رکھے جس کی وجہ
سے وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ ناجائز طریقہ سے کمائی کرتا ہے اس سے
وہ ایماندار آدمی بن جاتا ہے۔

۸۔ ساتویں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا عادی ہو جاتا ہے۔

۹۔ آٹھویں وقت کی پابندی کرنی سیکھتا ہے چونکہ وقت پر سحری و افطاری کھاتا ہے

۱۰۔ نویں نہ کسی سے برسی طرح بولتا ہے، نہ برا بڑاؤ کرتا ہے یہی اس کی عادت ہوتی ہے

۱۱۔ دسویں خیرات کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور اپنی بھوک پیاس سے غریبوں کی بھوک
پیاس کا اندازہ کرنے لگتا ہے۔

۱۲۔ گیارھویں انوث اسلامی کا جذبہ دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۳۔ بارھویں جو لوگ جھوٹ بولنے کے اور جھوٹی قسم کھانے کے عادی ہو جلتے ہیں۔ یا

کالیاں بکتے ہیں اور فحش کلام کرتے ہیں انکی عادتیں روزہ کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہیں۔

۱۴۔ نوزندہ انسان تمام خوبیوں کا عادی اور تمام برائیوں سے بچنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ روزہ

انسان کو انسان بنانا ہے اور شیطان کے پنجہ سے بچانا ہے۔

سوال۔ کیا روزہ رکھنا ضروری ہے اور اگر ضروری ہے تو کتنے روزے ضروری ہیں۔

جواب۔ باب دوم کے شروع میں بتایا گیا ہے کہ روزہ مجملہ چار فرضوں کے ایک فرض ہے۔ اب تعداد بتائی جاتی ہے کہ رمضان کے پورے مہینہ کے روزے فرض ہیں یعنی خدا کا حکم ہے۔ قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کے ۲۳ ویں رکوع کے جو پارہ دوم میں ہے

ارو با محاورہ معنی دئے جاتے ہیں۔ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر فرض کئے گئے روزے جیسا کہ

فرض کئے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے سے تھے (یعنی ان پیغمبروں کی امتوں پر جو پہلے

ہو چکے ہیں) تاکہ تم پر پیر کار بن جاؤ۔ یہ روزے گنتی میں منقرہ دنوں کے ہیں یعنی جتنے

دن بھی مہینہ میں چاند کے حساب سے ہوں) لیکن جو شخص کہ ہو تم میں سے مریض یا سفر کی حالت

میں وہ گنتی روزوں کی پوری کرے (یعنی جو ان وجوہات سے رمضان کا روزہ کوئی چھوڑ دے

تو وہ دوسرے مہینوں میں وہ روزے جو قضا ہوئے رکھ لے) اور جو لوگ اس کی استطاعت

رکھتے ہیں کہ غریب کو کھانا کھانا سکیں ان پر یہ واجب ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک

غریب کو کھانا کھلائیں لیکن اگر اپنی خوشی سے اس سے بھی زیادہ دیں تو وہ ان کے لیے بہتر

ہے لیکن تم کو یہ جاننا چاہیے کہ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم روزہ رکھو (یعنی یہ بھی جائز ہے کہ

تم بطور کفارہ ایک روزہ قضا کرنے کے عوض ایک بھوکے کو کھلا دو، یہ بھی روزہ کی ادائیگی

کے برابر ہے لیکن یہ بہتر ہے کہ جو روزہ قضا ہوا اس کے عوض دوسرے کسی مہینہ میں سال کے

اندر روزہ رکھ لو

رمضان کا مہینہ ایسا ہے جس میں نازل کیا گیا قرآن تم لوگوں کی ہدایت کے لیے

جس میں واضح دلیلیں ہدایت کے لئے اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے ہیں پس جو کوئی موجود ہو تم میں سے اپنی دانش کی جگہ پر اس مہینہ میں اس پر ضروری ہے کہ وہ روزے رکھے۔ اور اگر کوئی بیمار ہو جائے یا سفر کی حالت میں ہو وہ ان روزوں کو جو اس وجہ سے قضا ہو جائیں ان کو دوسرے مہینوں میں پورا کر دے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور دشواری تمہارے لئے نہیں چاہتا۔ تاکہ تم روزے گنتی میں پورے کرو اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی اس آسانی کی وجہ سے بیان کرو اس نے تم کو یہ ہدایت اس لئے دی ہے تاکہ تم اس کا شکریہ ادا کرو۔

اور جب مجھ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھیں میرے بندے میری بابت تو یقیناً میں پاس ہونے لگتا ہوں۔ اور دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتے ہیں۔ تو ان کو بھی چاہیے کہ وہ بھی میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ حلال کر دیا گیا تمہارے لئے رات میں روزوں کے زمانہ کی پاس جانا اپنی بیویوں کے وہ لباس ہیں تمہارے لئے اور تم لباس ہو ان کے لئے (یعنی جیسے لباس منگے پن کو دھک کر بے جیانی سے بچاتا ہے اسی طرح میاں اور بیوی ایک دوسرے کو بے حیائی سے بچاتے ہیں) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کو جو تم لوگ حنفیہ طو پر آپس میں کیا کرتے تھے پس معاف کیا تم کو اور دگنڈر کی تم سے پس اب تم ہم بستری کر لیا کرو ان سے (یعنی اپنی بیویوں سے) اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اور کھاؤ بیویوں (رات میں) اس وقت تک جب تک کہ صبح کی سفید دھاری

رات کی سیاہ وھاری سے (افق میں) صاف صاف تم کو
 علیحدہ معلوم ہونے لگے۔ پھر پورا کر روزہ کو رات تک۔ اور جن دنوں
 میں تم مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھتے ہو ان دنوں کی رات میں بھی اپنی بیویوں سے
 علیحدہ رہو۔ یہ حدیں ہیں اللہ کی پس ان حدوں کے باہر نہ جاؤ اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو
 اس لیے لوگوں کے واسطے صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔“
 ان آیتوں کا ترجمہ آسان زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ صاف ظاہر ہے
 کہ اللہ تعالیٰ نے روزے اس لیے فرض کئے ہیں کہ ان کے رکھنے سے مسلمان پرہیزگار
 بنیں۔ یہ مصلحت خدا نے خود ظاہر کر دی ہے۔ اس لیے روزہ ایک قسم کی ٹریننگ ہے
 جس سے آدمی کا اخلاق درست ہو جاتا ہے۔ جیسے جسمانی ورزش سے جسم ٹھیک رہتا ہے
 اور کمزور یا بچھا نہیں بنتا۔ اسی طرح روزہ رکھنے سے اخلاق ٹھیک اور عمدہ ہوتا ہے۔
 اگر انسان جسمانی ورزش نہ کرے تو وہ بے ڈھنگا، بد نما، تشکل ہو جاتا ہے پیٹ بڑھ جاتا
 ہے۔ چربی چھا جاتی ہے۔ اور بجائے چھریہ جسم کے موٹا پا آ جاتا ہے۔ اور آدمی بھاگنے دوڑنے
 سے معذور ہو جاتا ہے۔ اور اکثر عمدہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔ جسمانی ورزش ان باتوں سے جسم
 کو بچاتی ہے۔ اسی طرح روزہ روحانیت کی ایک ورزش ہے جو انسان کو پرہیزگار بنانا
 ہے۔ جیسا خدا کے تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

بعض لوگ رمضان میں دن کو رات اور رات کو دن بنا لیتے ہیں۔ رات بھر خوب
 کھاتے ہیں اور جاگتے ہیں اور دن کو پڑ کر سوٹے ہیں اور کوئی کام کاج ان سے نہیں ہوتا۔

روزہ کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ اپنی روزمرہ کی زندگی کے مطابق صبح سے شام تک کام کرو اور روزہ کی وجہ سے اس میں فرق نہ آئے اور رات کو آرام کر لیکن چونکہ اوپر لیا کہ روزہ کی مصلحت معلوم نہیں ہوتی۔ وہ رمضان کو ایک قسم کا تہوار بنا کر گیارہ مہینہ تک پھر سب عبادت اور پرہیزگاری کو طاق میں رکھ دیتے ہیں۔ وہ نمازی جو رمضان میں نظر آتے ہیں وہ عید کے بعد سے غائب ہو جاتے ہیں اس طرح رمضان منانے سے ان کی روزمرہ کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور رمضان میں روزے رکھنے کا ان پر کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ یہ تو ایسا ہوا کہ ایک شخص نے اسکول یا کالج میں تعلیم تو حاصل کی لیکن بعد میں سب بھول گیا۔ یا تو اے ایسکھی لیکن بعد میں بے ڈھنگے پن سے چلنے لگا اور برابر کے قدم اٹھانے بھول گیا۔ اور بجائے سینہ تان کر جھک کر چلنے لگا۔ وہ سبق جو خدا تعالیٰ پرہیزگاری کا سکھاتا ہے وہ کہاں گیا۔ بعض لوگ افطار کرتے ہی ڈاڈا ڈٹ دتین گلاس برف سے گھنڈے کٹے ہوئے شربت کے انار لیتے ہیں اور اوپر سے پھلکیاں جو خراب بسین کی ہوتی ہیں کھاتے ہیں۔ اور کئی چیزیں مختلف قسم کی جو گھنڈی اور گرم ہوتی ہیں کھاتے ہیں پھر اوپر سے گرم گرم چاء پیتے ہیں۔ یہ تو افطار ہے اس کے گھنڈے اور گھنڈے بعد کھانا کھاتے ہیں۔

یہ سب باتیں مضر صحت ہیں جب کرکٹ یا باکی یا ٹینس یا فٹ بال کھیل کر آتے ہیں تو اونی سوپر اس لئے پہن لیتے ہیں کہ گرم گرم جسم کو ہوانہ لگ جائے اور سینے میں بھیگے ہوئے کپڑے جب جسم کو لگے ہوتے ہیں ان کو گھنڈی ہوانہ لگ جائے تو جسم کے

انداز سے جو گرمی نکلتی ہے وہ بند ہو جاتی ہے۔ لہذا حفظانِ صحت کا بھی طریقہ ہے کہ گرمی میں سردی نہ پہنچے۔ اسی طرح جب آدمی روزہ رکھتا ہے تو دن بھر کی بھوک پیاس سے اس کے جسم میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور جس طرح کھیل کے فوراً بعد یعنی جب تک بدن ٹھنڈا نہ ہو جائے ٹھنڈا ہوا پانی پینا منع ہے۔ اسی طرح روزہ کھولتے ہی ٹھنڈا شربت پینا صحت کے واسطے خراب ہے۔ اور یہ تو بالکل غلط ہے کہ ایک دم کئی گلاس چڑھا جائیں۔ چونکہ اس سے پیاس تو بھرتی نہیں پیٹ میں ٹھنڈا پانی یا شربت بھر جاتا ہے اور پھر اس میں دیر ہضم غذا مثل بھلیکیوں کے پہنچتی ہے تو معدہ کا فعل خراب ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ کہ آدھے گھنٹہ بعد دوسری غذا پیٹ میں پہنچتی ہے اور اس غذا میں مل جاتی ہے جو ابھی ہضم ہوتی شروع ہوتی ہو۔ پھر رات کو عیش لوگ تین بجے ہی سے سحری کھانا شروع کر دیتے ہیں اور ان کا پیٹ بالکل خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے رمضان میں لوگ باگ، کھانسی، زکام، نزلہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ نے جو بڑا حکیم ہے روزے اس لئے تو فرض نہیں کئے کہ آدمی اپنی صحت کو خراب کر لیں اور دن میں مجھول اور کاہل بن جائیں۔ روزے کی حکمت انسان کو پرہیزگار بنانا۔ اس کے اخلاق کو درست کرنا۔ اس میں سے بڑی عادتوں کو ترک کرانا۔ اس کی صحت کو درست کرنا وغیرہ ہے۔ نہ کہ انسان اپنے آپ کو رات کے وقت مولیشی بنائے اور دن کو چمکاوڑ بنے۔ لہذا روزہ رکھنے میں افطاری کے وقت بہت احتیاط رکھنی چاہیے۔ اور سحری بالکل آخر وقت میں کھا کر پانی کافی پیا جائے

تاکہ دن میں پیاس نہ لگے اور انسان بے کار نہ ہو جائے۔ سحر کو غذا بغیر مسالہ والی کھائی جائے۔ اور کم مقدار میں ہو تو انسان پیاس کی شدت سے بچار ہوتا ہے۔ روزے میں انسان کو ان مسلمانوں کی مثال سامنے رکھنی چاہیے۔ جو رسول اللہ کے اور صحابہ کرام کے خاص کر حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں کئی کئی دن کے فاقہ سے جہاد میں لڑتے تھے اور جب ایک پیاس سے زخمی ہو کر مر رہا ہوتا تھا پانی کا پیالہ دیا جاتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ مجھ سے زیادہ دوسرے کا حق ہے اور اس کو وہ دیدیتا تھا۔ یہ دوسرا تیسرے کو بھی کہہ کر دیتا تھا۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے جس کی وجہ سے ان مجاہدین نے دنیا کو بتا دیا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے جو اس قدر انسانیت ایک شخص میں پیدا کر دیتا ہے انہیں مجاہدین کی بدولت آج دنیا بھر میں اسلام پھیلا ہوا ہے اور ان کے کارنامے سونے کی روشنائی سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ہر مسلمان میں یہی روح چھپکی ہوئی تھی۔ یہ رسول اللہ کا فیضانِ صحبت تھا کہ مسلمانوں کے اخلاق اس پیمانے پر پہنچ گئے تھے۔ خلفائے راشدین نے بھی یہی مثال قائم کی اور ان کی وجہ سے اسلام کے دشمن اسلام کو تباہ نہ کر سکے بلکہ دنیا کی ساری بڑی طاقتیں ان کے زمانہ میں اسلام کے ماتحت ہو گئیں۔ یہ افعال جفا کشی۔ سچائی اور دلیری کے تھے جن کے باعث عروج ہوا۔ محض اقوال سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اگر کوئی مسلمان جفاکش نہیں ہے اور آرام طلب ہے اور بہت سا کھاتا ہے وہ اسلام کی

تعلیم سے بے برکتہ اور روزہ کا تقصد ہی نہیں سمجھتا روزہ رکھو تو مشکل
 کو بھگتنے کے عادی بنو۔ ہمت والے بنو تاکہ ملک اور قوم کے کام آسکو۔ پرہیزگار
 بنو تاکہ تم سے کسی دوسرے کو کوئی نقصان یا تکلیف نہ پہنچے اور اللہ کے پیارے بندے
 اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے جو اس کے بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان
 کی کسی قسم کی حق تلفی نہیں کرتے۔ ہر بُرے اور غلط کام سے کسی
 نہ کسی کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جو پرہیزگاری کے خلاف ہے۔

ابستم غسل

سوال۔ کیا غسل کرنا بھی اسلامی اصول ہے؟

جواب۔ ہاں۔ چونکہ اسلام میں مسلمانوں کے واسطے ایک طرز زندگی قائم کیا گیا ہے۔ اس لیے بہت سے احکامات ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے اور کیا کیا نہیں کرنا چاہیے۔ منجملہ ان اصولوں کے ایک اصول نہایت عمدہ یہ ہے کہ انسان اپنے جسم اور لباس کو پاک اور صاف رکھے۔ اسی لیے ضروریات سے فارغ ہو کر طہارت کی جاتی ہے۔ انسان کا جسم اگر مٹیلا ہو تو اس کے جسم سے بدبو آنے لگتی ہے۔ اور پیل جو جسم پر ہو اس میں جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جو لوگ سر کو اور جسم اور کپڑوں کو مٹیلا رکھتے ہیں ان کے سر میں اور کپڑوں میں جو ہیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

انسان کی کھال میں بہت باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں جو اس قدر باریک ہیں کہ آنکھوں کو بغیر خوردبین کے نظر نہیں آتے اور انہی میں سے پسینہ نکلتا ہے جس کے ذریعہ سے جسم کے اندر کا خراب مواد نکلتا ہے۔ اگر جسم کے اوپر پیل چڑھا ہو تو یہ باریک سوراخ بند ہو جاتے ہیں اور پسینہ ٹھیک طرح نہیں نکل سکتا جس کی وجہ سے خراب

مادہ جسم کے اندر رہ جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسلام میں حفظانِ صحت اور صفائی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے وضو کرنا بتایا گیا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ ایک مرتبہ روزانہ سارے جسم کو دھویا کرے تو اس کا جسم صاف رہے گا۔ بالوں میں کنگھا کرنا چاہیے تاکہ سر میں جسم نہ بیدار ہوں۔ اور لباس صاف پہننا چاہیے تاکہ کپڑوں کی گندگی سے جسم پر برا اثر نہ ہو۔

سوال۔ کیا کسی خاص وقت پر نہانا ضروری ہے؟

جواب۔ ہاں۔ انسان پر یہی وقت شرعی گندگی ہوتی ہے اور اس وقت نہانا شریعت میں ضروری ہے۔

(۱) جب مرد اور عورت مجامعت کریں تو دونوں گندے ہو جاتے ہیں۔

(۲) اگر مرد کا مادہ تولید کسی وجہ سے خارج جائے تو وہ گندا ہو جاتا ہے۔

(۳) عورت کو جب ایام ماہواری ہوں یا جب زچگی ہو تو عورت گندی ہو جاتی ہے۔

اس گندگی کو رفع کرنے کے لئے غسل کیا جاتا ہے جس میں یہ امور

ضروری ہیں :-

(۱) جسم کے پوشیدہ حصہ کو خوب اچھی طرح کافی پانی سے صاف کیا جائے

(۲) پھر ہاتھوں کو تین دفعہ دھو کر حلق کے اندر پانی ڈالا جائے اور اچھی طرح تین

مرتبہ غرغره کیا جائے اور تین گلیاں کی جائیں۔

(۳) ناک کے اندر پانی پہنچایا جائے اور دونوں نتھنوں کے اندر سے سب میل صاف کریں۔

(۴) تمام جسم کو منہ بالوں کے تین دفعہ پانی ڈال کر دھوئیں کوئی حصہ بغیر دھوئے نہ رہ جائے۔ یہ سر سے پیر تک تین دفعہ پانی بہانے سے ہو جاتا ہے۔ جلد اول ختم۔ بقیہ اسلامی تعلیم دوسری جلدوں میں ہے۔

محمد یامین خاں۔ میرٹھی

حال کراچی

اسلامی تعلیم

جلد دوم

حج و اسکے احکامات و رسومات سے متعلق مسائل و تجزیہ حجۃ الوداع

مصنفہ

نواب سر محمد یاقین خان صاحب سی آئی بی بی۔ ایس۔ بیسٹریٹ لا۔
سابق ممبر و ڈپٹی پریسیڈنٹ مرکزی بحیثیت سبیل و ہدیٰ منقسمہ ہندوستان سابق ممبر
انگریزی کونسل و کورٹ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ و کورٹ دہلی یونیورسٹی۔

مصنف

گاوڈ سول اینڈ پریورس ان سائنس اینڈ اسلام و کانسٹ ایبل میری ان قرآن و غیر
ساکن میرٹھ، حال کراچی

ناشران :- ملک دین محمد اینڈ سٹریٹس شاعت منزل بل روڈ لاہور

طابع :- ملک محمد عارف

مطبوعہ :- دین محمد اینڈ سٹریٹس لاہور

طبع :- اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حکمہ

اُس خدا کے پاک کے واسطے تمام تعریفیں ہیں جس نے انسان کو عقل دی کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو سمجھے اور جس نے انسان کی تلقین کے واسطے انبیاء علیہم السلام کو پیدا کیا جس نے حضرت ابراہیم خلیل کو وحدانیت کا سبق سکھایا اور ان کے ذریعہ انسان کا ذبح کرنا ممنوع قرار دیا۔

دُرُود

اور لاکھوں درود اور سلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں جنہوں نے تمام دنیا سے انسانی قربانی کی رسم مٹا دی۔ اور تمام دنیا سے بت پرستی اپنی امت کے ذریعہ مٹائی۔ ان ہی کا طفیل ہے اور ان ہی کی تعلیم کا اثر ہے کہ اس وقت تمام دنیا اللہ کی وحدانیت کو مانتی ہے۔ وہ لوگ بھی جو اپنے آپ کو مسلمان کہنا نہیں چاہتے وہ بھی اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر اللہ کو واحد مانتے لگے ہیں۔ اگر اسلام کی تعلیم ان کے کالوں تک ان کی زبان میں پہنچائی جائے تو وہ مسلمان ہونا فرمیں گے۔ یہ ہمارے آخری رسول اور آخری نبی محمد رسول اللہ ہی کا طفیل ہے۔

اس جلد میں کیا ہے

اس جلد میں حج کی بابت جو رسوم ہیں اور جس قدر آیات ہیں اور وہ وجوہات کہ حج کیوں قائم ہوا اور اس کے قائم رکھنے میں کیا مصلحتیں تھیں لکھی گئی ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جو رسول اللہ نے خطبہ دیا تھا اس میں سے ضروری

اقتباسات بھی دیے گئے ہیں۔ ہر حاجی کو چاہیے کہ اس چھوٹی ٹیسی کتاب کو پڑھے جو اس

کے فائدہ کے واسطے لکھی گئی ہے۔ اس سے پہلی جلد میں عقائد اسلام، نماز، روزہ اور

قرآن پاک کی چند سورتوں کا ترجمہ معہ مطلب دیا گیا ہے۔ یہ جلد حج کی بابت مخصوص ہے

اس کے بعد کی جلدیں دیگر اسلامی تعلیم کے متعلق ہیں

مخادم قوم محمدیہ امین خاں میرٹھی، ناظم آباد بلاک ۴۔ کراچی

یکم جمادی الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۵۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تہمید

چونکہ حج کا تعلق اس مکان سے بھی ہے جس کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور اسماعیل
 ذبیح اللہ نے اللہ واحد کی عبادت کے واسطے بنایا تھا اور دنیا بھر میں سب سے اول اللہ
 واحد کی عبادت کے واسطے ہی گھر بنا تھا جس کو مسلمان خانہ کعبہ کہتے ہیں اس لئے
 یہ ضروری ہے کہ ہر حاجی کو حضرات ابراہیم و اسماعیل (علیہما السلام) کے حالات سے
 آگاہی ہو جائے اس غرض سے جو کچھ حضرات ابراہیم و اسماعیل کی بابت کلام پاک میں آیا
 ہے وہ مختصراً بیان کیا جاتا ہے لیکن حج کی بابت جس قدر بھی آیات ہیں ان سب کا جامعاً
 آسان اور زبان میں ترجمہ دیا جاتا ہے تاکہ آسانی سے سمجھا جاسکے جس جگہ کلام پاک
 میں کوئی بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بابت نہیں ہے وہ عربی روایات حدیث
 شریف و تورات سے جو آج کل مروج ہے لی گئی ہے اگرچہ تورات اصل شکل میں موجود
 نہیں ہے اور قرآن پاک کے نزول کے وقت بھی اصل صورت میں نہ تھی لیکن جو آج کل
 مروج ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً پونے چھ سو سال قبل یعنی حضرت
 موسیٰ علیہ السلام سے سو سات سو سال بعد لکھی گئی تھی لیکن اس کا بھی کوئی اصل نسخہ
 عبرانی زبان میں اس وقت کا لکھا ہوا یا اس کی نقل موجود نہیں ہے صرف یونانی زبان

میں ترجمہ موجود ہے اور اس سے انگریزی زبان میں ترجمہ ہوا۔ اس لئے بہت جگہ معنی اور مطلب میں فرق آگیا جیسا علی العموم ترجمہ و ترجمہ کرنے سے ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے حالات

حضرت ابراہیم شہر اراک کے باشندہ تھے۔ جو ملک کالدیہ (خالدیہ) کا ایک بہت پرانا شہر تھا اور بہت متبرک مقام سمجھا جاتا تھا جو بصرہ سے تقریباً سو سو میل شمال پر واقع تھا۔ کلدانی سلطنت اور بابل کی سلطنت بعد ازاں مل کر ایک ہو گئی تھیں اور یہ موجودہ ملک عراق کا بڑا حصہ تھیں۔ کلدانی قوم ستاروں کی پرستش کرتی تھی جس میں سورج۔ چاند۔ زہرہ۔ مشتری۔ مریخ۔ عطارد اور زحل شامل تھے۔ ان کے بت طرح طرح کے بنائے جاتے تھے۔ حضرت ابراہیم ابھی لڑکے ہی تھے اسی وقت سے وہ بت پرستی اور ستارہ پرستی کے قائل نہ تھے۔ چونکہ انھوں نے سورج کو چھپتے دیکھا اور چاند اور سیارگان کو بھی چھپتے دیکھا اس لئے ان کو معبود ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر بتوں کو دیکھا کہ وہ تو انسان کے خودزائشے ہوئے ہیں پس ان کی پرستش کو بجا اور بے معنی سمجھا۔ لہذا بت خانہ میں جا کر تمام چھوٹے بتوں کو توڑ دیا لیکن سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا۔ جب لوگوں نے ان پر بت توڑنے کا الزام لگایا تو انھوں نے کہا کہ اس بڑے بت سے پوچھو۔ لوگوں نے کہا یہ بت بولتے نہیں ہیں۔ حضرت بھی یہی کہلوانا چاہتے تھے۔ اس پر انھوں نے کہا کہ جو بول نہیں سکتے اور تمہاری کہانی مدد نہیں کر سکتے

تو تم ان کی پرستش کس لئے کرتے ہو۔ لوگ قائل تو ہوئے لیکن حاکم نے حکم دیا کہ ان کو آگ میں ڈال دیا جائے۔ وہ ڈالے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ آگ ٹھنڈی ہو جائے اور ابراہیم کو نقصان نہ پہنچے اور وہ سلامت رہیں۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ لَئِنَّا خَدَاكَ عِلْمٌ مِّنْ أٰبْرٰهٖمِ كُو كُو لٰى اٰيٰخٌ نَّهٖنٰجٰى اوروہ سلامت رہے۔ پھر جب بڑے ہوئے تو انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ وہ بتوں کو چھوڑیں اور اللہ کی عبادت کریں مگر باپ نے کہا کہ میں تم کو گھر سے نکال دوں گا۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں جانا ہوں اور آپ کے لئے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بخش دے۔ حضرت ابراہیم سے اپنی بیوی سارہ کے اور بھتیجے لوط اور ایک اور بھائی کے آگے کوچھوڑ کر ملک شام کے جنوبی حصہ میں جس کو ارم کہتے تھے چلے گئے۔ اور وہاں ان کے پاس کچھ عرصہ میں بکریوں کا ریوڑ اور گائے بچھڑوں کا گلہ بہت بڑا ہو گیا۔ اور بہت سے غلام ان کے پاس ہو گئے تو حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کنعان کو آگے لیکن کھوڑے عرصہ بعد حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے غلاموں میں مویشی چکانے میں جھگڑا ہونے لگا۔ اس پر حضرت لوط جنوب کی طرف شہر سدوم کو چلے آئے اور حضرت ابراہیم اس مقام کے قریب رہنے لگے جہاں شہر سدوم ہے جس کو خلیل الرحمن بھی کہتے ہیں۔ ان کی رہائش اس زمانہ میں دیروں میں ہوتی تھی تاکہ مویشی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائیں جہاں گھاس اور میدان کافی ہو اور دولت کا دار و مدار مویشیوں اور غلاموں کی تعداد پر ہوتا تھا۔ حضرت ابراہیم

کے پاس چونکہ بہت مولشی اور غلام تھے اس لیے وہ دولت مند تھے۔ ایک دفعہ قحط اور خشک سالی کی وجہ سے یہ جانوروں کو چگاتے ہوئے مصر کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ وہاں کا بادشاہ جو غالباً فرعون مصر کا ماتحت تھا۔ وہ ہر مسافر کو جس کی بیوی خوب صورت ہوتی تھی مروا ڈالتا تھا اور بیوی کو خود لے لیتا تھا۔ توریث کے لحاظ سے جب حضرت ابراہیم اس شہر میں پہنچے تو اپنی بیوی حضرت سارہ سے کہا کہ تم اپنے آپ کو میری بیوی نہ کہنا بلکہ بہن کہہ دینا ورنہ تمہاری خوب صورتی کی وجہ سے میں مارا جاؤں گا۔ توریث کے لحاظ سے یہ بات سچ بھی تھی چونکہ حضرت سارہ بھی حضرت ابراہیم کے باپ کی ہی بیٹی تھیں۔ اگرچہ ان کی مائیں جدا جدا تھیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کالدیہ میں سو سلی بہن سے شادی جائز تھی اور وہ بہنوں سے ایک ساتھ بھی جائز تھی۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کی اور بنی اسرائیل میں پہنچنے سے بھی جائز تھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد عمران نے کی اس قسم کی شادیوں کی مانعیت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی معرفت توریث میں اور رسول اللہ صلعم کی معرفت قرآن پاک میں کر دی ہے۔

بادشاہ کو جب حضرت سارہ کے حسن کی خبر پہنچی تو اس نے حضرت ابراہیم سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے انھوں نے کہا میری بہن ہے۔ اس پر بادشاہ نے ان کو مروایا نہیں لیکن حضرت سارہ کو ان سے لے لیا اور اپنے محل میں بھیج دیا اور بہت تحفے دیئے لیکن خدا کا ایسا حکم ہوا کہ وہ باوجود سارہ کے

کئی دن اس کے ہاں رہنے کے کوئی ناجائز حرکت ان کے ساتھ نہ کر سکا۔ حضرت سارہ نے بھی اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کی بہن بنایا تھا۔ چند دن کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے تمام گھرانے پر بڑی آفت آنے والی ہے چونکہ اس نے جس عورت کو ناجائز ارادہ سے اپنے یہاں رکھا ہے وہ درحقیقت حضرت ابراہیم کی بیوی ہے۔ بادشاہ بہت گھبرا گیا اور اس نے حضرت ابراہیم کو بلا کر دریافت کیا اور صاف صاف جواب مانگا کہ آیا حضرت سارہ ان کی بیوی ہیں یا نہیں۔ اس پر انھوں نے صاف بتایا کہ بیوی ہیں۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ تم نے اور سارہ نے جھوٹ کیوں بولا تھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ جھوٹ نہیں تھا۔ چونکہ وہ بھی میرے باپ کی بیٹی ہے اور ہماری مائیں جدا جدا تھیں اس لئے ہم نے صرف ایک رشتہ یعنی ایک باپ کی اولاد ہونا بتا دیا تھا۔ اس ڈر سے کہ تو مجھ کو نہ مروا ڈالے۔ اب تجھ کو معلوم ہو گیا لہذا تجھے اختیار ہے کہ مروائے یا چھوڑے۔ بادشاہ نے اپنے خواب کا ذکر کیا، اور حضرت سارہ کو مع ان تمام اشیاء کے جو اس نے تحفہ میں دی تھیں واپس کر دیا اور حضرت ابراہیم کو ایک دو شیپرہ لڑکی دی جس کا نام ماجرہ تھا جو عربی روایت کی رو سے اس بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت ابراہیم مصر کی حدود سے واپس آگئے۔ اور حضرت ماجرہ سے شادی کر لی چونکہ حضرت سارہ نے بھی اس کی خواہش کی۔ تو ریت کے لحاظ سے حضرت ابراہیم کی عمر اس

وقت اسٹی سال سے زیادہ تھی اس لئے وارث کی ضرورت تھی۔ حضرت
 باجرہ کے حضرت اسمعیلؑ پیدا ہو گئے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی
 عمر چھیالیس سال ہو گئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسمعیلؑ اور باجرہ
 سے بہت محبت ہو گئی۔ اس پر حضرت سارہ کو حسد پیدا ہو گیا اور انھوں
 نے اپنے مہر کی شرط کو پورا کرنے کے واسطے کہا۔ وہ شرط یہ تھی کہ جو وہ کہیں گی وہ
 پورا کرنا ہو گا۔ حضرت سارہ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ وہ اپنے لڑکے اسمعیلؑ
 اور بیوی باجرہ کو ایسے ویران مقام پر چھوڑ کر آئیں جہاں پانی اور زراعت نہ ہو
 حضرت ابراہیمؑ کے واسطے حالانکہ ایسا کرنا نہایت تکلیف دہ تھا لیکن ان کو
 اپنا وعدہ پورا کرنا بھی نہایت ضروری تھا۔ چونکہ خدا نے ان کو حکم دیا تھا کہ عہد
 شکنی کبھی نہ کرنا اور قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی
 بار بار ہدایت کی ہے اور ان لوگوں کو نیک اور مسلمان کہا گیا ہے جو اپنے
 وعدے پورا کرتے ہیں۔ خواہ ان کے پورا کرنے میں کسی بھی تکلیف کیوں نہ ہو اللہ
 تعالیٰ ان کو بعد میں بڑا اجر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے اس قصہ سے
 آگے معلوم ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کا حضرت باجرہ اور اسمعیلؑ کو عرب لاکر چھوڑنا

حضرت ابراہیمؑ فلسطین کے زرخیز ملک سے حضرت باجرہ اور حضرت اسمعیلؑ

کو عربستان لائے اور یہاں دونوں کو کئی دن کی خوراک اور پانی کا مشکیزہ دیکر صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے قریب اللہ پر بھروسہ کر کے چھوڑ گئے۔ تو ریت اور عربی روایات میں بہت فرق ہے۔ اور عربی روایات صحیح ہیں۔ چونکہ توریت کی کہانی دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقریباً سو سات سو سال بعد لکھی گئی ہے اس لئے ناقابل اعتبار اور خارج از قیاس ہے۔ جب پانی ختم ہو گیا اور دونوں کو پیاس کی شدت تھی تو حضرت ہاجرہ اسمعیل کو اس جگہ لٹا کر جہاں زم زم سے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر اور ان کے ارد گرد پانی کی اور کسی گزرنے والے قافلہ کی تلاش میں پھرنے لگیں لیکن نہ پانی ملا اور نہ کوئی قافلہ۔ تب بچہ کو دیکھنے واپس آئیں تو اس جگہ جہاں بچہ نے پیارے تھے پانی کا سوت معلوم ہوا۔ انھوں نے گڑھا ہاتھ سے کیا۔ تو وہ پانی سے بھر گیا۔ اسی کا نام چاہ زم زم ہے۔ حضرت ہاجرہ نے اسمعیل کو بھی پلایا اور خود بھی پیا۔ اس کے بعد گزرنے والے قافلوں کو پانی دیا اور ان سے خوراک ملی۔ ان کی اس طرح گذر ہوئی رہی۔

حضرت ابراہیم کا پھر لڑکے کو دیکھنے آنا اور خواب

حضرت ابراہیم کو کچھ دن بعد بیٹے کی یاو نے ستایا تو دیکھنے آئے جب حضرت اسمعیل بارہ تیرہ برس کے لڑکے ہو گئے اس وقت حضرت ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے پیارے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کرتے ہیں۔

انہوں نے بیٹے سے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ بیٹے نے کہا جو حکم
 الہی ہے اسے پورا کیجئے۔ میں بخوشی اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے
 واسطے تیار ہوں۔ اس کے متعلق قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ دیا جاتا ہے اور یہی
 مستند واقعہ ہے چونکہ کلام الہی ہے۔

سپارہ ۲۳۰ - سورۃ الصافات - مکیہ - رکوع ۳۰ - آیات ۱۰۰ لغایت ۱۱۱۔

ابراہیم نے دعا مانگی، اے میرے پروردگار مجھ کو ایک لڑکا دے جو
 صالحین میں سے یعنی نیک بندوں میں سے ہو۔ پس ہم نے اس کو
 خوش خبری حلیم لڑکے کی دی یعنی جو بہر بات آسانی اور خوشی سے
 برداشت اور منظور کر لے، جب لڑکا بڑا ہوا۔ ابراہیم نے کہا کہ اے
 میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو خدا کی راہ میں
 قربان کرتا ہوں تو بنا تیری کیا رائے ہے۔

لڑکے نے کہا۔ اے میرے باپ تو اس کی تعمیل کر جو خدا تجھ کو حکم
 دیتا ہے۔ اور خدا نے چاہا تو تو مجھ کو صابریں میں سے پائیگا (یعنی
 صبر کرنے والوں میں)

پس جب دونوں خدا کے حکم کی تعمیل پر تیار ہو گئے اور ابراہیم نے
 نے اسمعیل کو پیشانی کے بل لٹا دیا یعنی ذبح کرنے کو اس وقت
 ہم نے ندا دی کہ بس کر یعنی ذبح نہ کر، اے ابراہیم تو نے خواب

ہیں جو حکم پایا تھا اس کو پورا کر دکھایا۔ تحقیق ہم ان کو ایسا ہی انعام دیتے ہیں جو ٹھیک کام کرتے ہیں۔ تحقیق یہ ایک ظاہر آزمائش تھی اور ہم نے اس کو بدل دیا ایک بڑے ذبیحہ سے (یعنی سینڈھے کی قربانی سے) اور ہم نے یہی ان کی آئندہ نسلوں کے واسطے مقرر کیا۔ سلامتی ہو ابراہیم پر۔ ہم ٹھیک کام کرنے والوں کو اسی طرح انعام دیتے ہیں۔ بے شک وہ ان بندوں میں سے تھا جو مؤمنین ہیں یعنی ایمان لائے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا مضبوط عقیدہ خدا پر

ان آیات الہی سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل دونوں کا عقیدہ خدا پر کس قدر مضبوط تھا اور وہ دونوں اس کو خدا کا حکم سمجھ کر کہ حضرت اسماعیل کو ذبح کیا جائے تیار ہو گئے لیکن درحقیقت یہ ان دونوں کو آزمائش تھی۔ حضرت ابراہیم کا اس بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جانا جو چھپا سی سال کی عمر میں پیدا ہوا تھا کس قدر بڑی آزمائشیں ہیں کامیاب ہونا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل کی عمر اس وقت تیرہ سال یا اس سے بھی کم تھی چونکہ اگلی آیت میں ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی خوش خبری سنائی یعنی اس آزمائش کے بعد نوریات کے لحاظ سے حضرت اسماعیل کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم

کی عمر تیسو سال کی تھی۔ اس طرح حضرت اسماعیل حضرت اسحاق سے چودہ سال بڑے تھے اس سے ثابت ہوا کہ اس واقعہ کے وقت تیرہ سال یا اس سے بھی کم عمر کے لڑکے تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کی صفت

حضرت اسماعیلؑ کا اس طرح اپنے آپ کو ذبح کرانے کے لئے تیار ہو جانا کس قدر مضبوطی ایمان کی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعائاً کی تھی کہ مجھ کو ایسا لڑکا دینا جو صالحین میں سے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لڑکا دیا جو حلیم ہے۔ حضرت اسماعیلؑ خود باب سے کہتے ہیں کہ تو مجھ کو صابریں میں سے پائے گا۔ پھر سورۃ الانبیاء رکوع ۶، آیات ۸۵ و ۸۶ میں اللہ تعالیٰ نے حضرات اسماعیلؑ اور ابراہیمؑ کو صابریں اور صالحین میں سے فرمایا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حسب و عار حضرت ابراہیمؑ ان کے بیٹے کو صالحین میں سے کیا اور خود حضرت اسماعیلؑ کے اپنے کہنے پر صابریں میں سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے حلیم کیا۔ ایسے لڑکے کی جس قدر تعریف کی جائے وہ کم ہے جس میں بیہوشی صفات موجود نہیں اور وہ بڑی آزمائش میں پورا اترا۔

قریان گاہ

وہ مقام جہاں حضرت ابراہیمؑ قربانی کے لئے لے گئے تھے غالباً منیٰ کا میدان

تھا۔ اسی لئے اس میدان میں آن کر جج کے زمانہ میں مستربانی کی جاتی ہے۔ راستہ میں شیطان نے حضرت اسماعیل کو ورغلابا تھا کہ تمہارا باپ تم کو ناحق ذبح کرنا چاہتا ہے لیکن انہوں نے اس کی ایک نہ مانی اور اپنا استقلال قائم رکھا۔ اس لئے حاجی اس کی یادگار میں پتھر پھینکتے ہیں اور اس یاد کو تازہ بنا کر اپنے واسطے بھی یہی طریقہ اختیار کرنے کا وعدہ کرتے ہیں کہ جب کبھی ان کو شیطان نیک کام کرنے سے ورغلائے گا تو وہ بھی اس پر لعنت بھیجیں گے اور اپنے اس ادارہ کو اس طرح مصمم اور سچتہ بناتے ہیں کہ شیطان پر پتھر پھینکتے ہیں۔ حاجیوں کو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ پتھر پھینکنا محض رسماً اور بے معنی نہیں ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں ہیں کہ وہ حضرت اسماعیل کا طریقہ اختیار اور پسند کر کے اس پر آئندہ پابند رہیں گے اور حج کے بعد چاہے شیطان ان کو کسی کام میں بہکائے وہ ہرگز اس کے پھندے میں نہ آئیں گے اور نہ بہکیں گے اور اپنا پتھر مارنا اور مصمم ارادہ کرنا ان کو یاد آجائے گا۔ اس ارادہ کو دل میں قائم کرنے سے اور اس پر عمل کرنے سے حج کی وجہ سے آدمی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اگر حج کے بعد بھی انسان شیطان کے پھندے میں پھنس گیا اور لوگوں کے ساتھ خلاف ایمان برتاؤ کرنے لگا تو اس کا ایمان بالکل کمزور اور خراب ہو جائیگا اور وہ شکل میں پڑ جائیگا۔

حضرت ابراہیم کی آزمائش

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو کسی موقعوں پر آزمایا اور وہ پورے اندر سے اس لئے ان کا نام آج تک دنیا میں ان کے چار ہزار سال بعد تک روشن ہے اور قیامت

تک رہے گا۔ ان کی اولاد میں بہت سے نبی ہوئے اور دنیا کا بہترین آدمی آخری نبی،
 آخری رسول، اللہ کا پیارا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان ہی کی اولاد میں ہوا۔ پہلی
 آزمائش ایمان کی اس وقت تھی جب آگ میں پھینکے گئے۔ دوسری وہ جب باپنے
 گھر سے نکل جانے کے واسطے حکم دیا۔ تیسری وہ جب حضرت سارہ نے اپنے ہر کے
 معاوضہ میں حضرت ہاجرہ اور سچہ اسماعیل کو گھر سے نکلا اور ویران میں چھوڑا دیا۔ چوتھی
 پہ سخت آزمائش کہ بڑھا چلے ہیں پیدا ہوئے اکلوتے لڑکے کو اللہ کی راہ میں قربان
 کرنے کو تیار ہو گئے۔ اور حضرت اسماعیل بھی آزمائش میں پورے اترے۔ ان کا تذکرہ
 اور ان کے برگزیدہ اعمال کا ذکر قرآن پاک میں اس لئے آیا ہے کہ مسلمان اس سے
 سبق سیکھیں اور اپنے آپ کو ان جیسا بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا
 ہے کہ وہ کسی کے لئے کوئی نظر انداز نہیں کرتا بلکہ اچھے کام کا معاوضہ کم از کم دے گا۔

بہر حاجی کو چاہیے

لہذا بہر حاجی کو حج کو جانے کے وقت اور حج کے وقت اور واپس آئیے بعد از وقت
 کو باور رکھنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بھی اپنی زندگی میں ہزار مالش کے منفع پر پورا اترے۔

انسانی قربانی کا رواج حضرت ابراہیم کا اس کے خلافت میں

اللہ تعالیٰ نے اس طرح وہ مذہب حرکت جو کفار میں عام طور پر اور فلسطین میں خاص طور پر

انسان کے بچوں کو بحال جس کو مولا کبھی کہتے ہیں اس پر بھینٹ چڑھانے کی تھی اور بچہ دیوی اور دیوتاؤں کو خوش کرنے کے واسطے مارا جاتا تھا یا جلنی آگ میں زندہ ڈالا جاتا تھا اور کسی کو لب کشائی کی ہمت نہ تھی اس کو اپنے خلیل کی معرفت مرٹا دیا اور ممنوع قرار دیا حضرت ابراہیمؑ کے دل کو بھی دکھا دیا کہ بیٹے کا ذبح کرنا ماں باپ کے واسطے کیا ستم ڈھاتا ہے۔ اور پھر ان کو اس فعل سے روک کر یہ بتا دیا کہ یہ صرف آزمائش تھی ورنہ اللہ تعالیٰ کو پچھ حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرانا منظور نہیں تھا نہ وہ اپنے کسی پیدا کردہ کو ذبح کرانا چاہتا ہے۔ انسان کے بدلے مینڈھے کو قربان کر دیا جس کا گوشت انسان کی خوراک ہے۔ دنیا میں انسانی قربانی کے خلاف یہ پہلا سبق تھا۔ دنیا کی تاریخ میں اس سے قبل یہ سبق کہیں نہیں ملتا۔ ہندوستان میں لوہے کی کٹر جاہل دوسروں کے بچوں کو دیوی یا دیوتا کے خوش کرنے کے لئے ذبح کر دیتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا چونکہ انھوں نے خدا آتے ہی ہاتھ روک دیا اور اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کی بجائے مینڈھے کو ذبح کیا۔ اور دنیا کو انسان کی قربانی کے خلاف سبق دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دہشیا پر احسان

حضرت اسماعیلؑ کی اولاد نے باوجود حج ہر سال منانے کے رفتہ رفتہ کفار کی عادات اور خیالات اختیار کر لئے اور انسانی قربانی کو جائز سمجھنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام دنیا پر اور اہل عرب پر بڑا احسان ہے۔ کہ انھوں نے اس کو یہ سبق حضرت ابراہیمؑ

نئے مین ہزار سال قبل سکھایا تھا اور جس کو دنیا بھول گئی تھی از سر نو مکمل طور پر سکھایا اور
 دنیا بھر سے یہ رسم مٹا دی۔ ان کی امرت نے دنیا کے ہر گوشے میں پہنچ کر اللہ واحد کی ستش
 سکھائی اور بعالم یعنی مولاک اور دیوتاؤں کی پرستش مٹا کر یہ سبق سکھایا کہ انسان کی قربانی
 غلط ہے اور اس سے کوئی خوش نہیں ہو سکتا۔ اور صرف اس اللہ واحد کی پرستش کرنی چاہئے
 جو ہر ایک کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ اور وہی جب مارے گا تب آدمی
 مرے گا۔ وہ کسی کی جان لینے سے خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ اس قسم کے مارتے کو قتل قرار
 دیتا ہے۔ رسول اللہ کی ہی وجہ سے اور ان ہی کے طفیل سے انسان نے دنیا بھر میں
 یہ سبق سکھا۔ ورنہ ان سے پہلے کفر ہر جگہ پھیلا ہوا تھا اور انسان کی قربانی کے خلاف
 کوئی سبق دینے والا نہ تھا۔

حضرت اسماعیل کی اولاد کا کعبہ کی محافظ اور اس میں بتوں کی پوجا

حضرت اسماعیل کی اولاد عرب میں آباد ہوئی اور اس گھر کی محافظت کرنے لگی،
 جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے مل کر خدا کی عبادت کے واسطے
 بنایا تھا جس کی بابت آیات قرآن آگے غصہ پر ہوں گی۔ شروع میں تو اللہ ہی
 کی عبادت ہوئی، مگر رفتہ رفتہ اس میں تمام دیہا کے بت رکھ دیے اور سب جگہ سے
 بت پرست اس کی عبادت کو آنے لگے۔ خانہ کعبہ کی حکیم تو بہت تھے لیکن وہاں
 بجائے اللہ واحد کی عبادت کے کئی بت رکھے گئے اور روزانہ ایک جگہ

بت کی پرستش ہوتی تھی اور سات دن سات ستاروں کے بتوں کی پرستش ہوتی تھی
 پہلی سب سے بڑا بت تھا جو سرخ شقیق کا بنا ہوا تھا۔ حاجی لوگ حج کرنے آتے تھے
 اور ان ہی تواریخ میں حج ہوتا تھا جن میں اب ہوتا ہے۔ اس طرح حضرت ابراہیم
 اسمعیل کی یادگار قائم تھی لیکن حاجی بت پرست تھے اور برہنہ ہو کر بلواف کعبہ
 کرتے تھے۔ صفا درود کی پہاڑیوں پر ودعت بنائے گئے تھے۔ ایک مرد کا
 اور دوسرا عورت کا۔ اور جب ان پہاڑیوں کے درمیان حج کے زمانہ میں
 جاتے تھے تو ان بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ ایسی قسم کی اور حرکات و سوانح
 پکا گئی تھیں۔

ذیقعدہ ذی الحجہ اور محرم کے مہینے شہریک قرار دئے گئے تھے اور ان
 مہینوں میں آپس کی لڑائی بند ہو جاتی تھی تاکہ جو لوگ دور دراز سے حج کے
 واسطے آئیں وہ محفوظ رہیں اور حج پر شراب، اثر نہ ہو۔ عربوں میں مہمان نوازی
 اور شجاعت تو سدا رہی طور پر بت تھی۔ حج کے موقع پر ان دونوں چیزوں
 کا مظاہرہ کافی تھا۔ یہ کیا جانا تھا۔ لیکن اللہ کا نام لیا کوئی نہ رہا تھا۔ چونکہ
 مکہ معظمہ تجارت کے قافلوں کے راستہ میں تھا۔ اور مشرق و غربت کی
 تمام اشیاء مشرقی ممالک کے واسطے اور مغربی ممالک کی مشرق کے واسطے
 یہاں آجاتی تھی۔ اور یہاں آتے تھے۔ اور یہاں آتے تھے۔ اور یہاں آتے تھے۔ اور یہاں
 پھر کے بت پرست یہاں آتے تھے اور ان کی اوام پرستی اور بت پرستی

کے واسطے سب قسم کے لوازمات اور بت موجود تھے۔

رسول اللہ نے کعبہ کو بتوں سے صاف کیا

رسول اللہ نے یہ سب بت توڑ دیئے اور شانہ کعبہ کو صاف کر کے پھر اس کو اللہ واحد کی عبادت گاہ بنا دیا جس کے واسطے حضرت ابراہیم و اسمعیل نے اس کو تعمیر کیا تھا۔ اور تعمیر کے وقت یہ دعا مانگتے جاتے تھے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ

اے ہمارے رب قبول کر ہم سے بے شک تو ہے

السَّوْبِعُ الْعَلِيِّ

سب سننے والا اور سب جاننے والا

حج کی نوعیت تک کہ کعبہ سے آخری حج رسول اللہ کا سلام

حج کی رسم تو رسول اللہ سے کئی ہزار سال قبل سے چلی آتی تھی لیکن تمام مذہبوں کو گناہ اور بت پرستی اس سے وابستہ ہو گئی تھیں۔ مشہور ہجری میں جب فتح مکہ ہوئی اس کے بعد نئے حج کی نوعیت بالکل بدل گئی۔ اور احکامات الہی کے مطابق حج اور اس کی رسومات ہونے لگیں۔ خود رسول اللہ نے سلامہ کے اخیر کا حج ادا کیا اس دفعہ ایک لاکھ چوبیس ہزار حاجی مہنی کے میدان میں جمع ہوئے اور پیغمبر خدا کا آخری خطبہ

سنا اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ چونکہ پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ آئندہ شاید تم لوگ مجھ کو نہ دیکھو گے۔ اور اسی زمانہ میں قرآن پاک کی آخری آیت نازل ہوئی۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ

یعنی آج کے دن ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

اور تمہارے لئے اسلام کو دین تجویز کر دیا

یہ ایک قسم کی خبر تھی کہ اب رسول اللہ کی زندگی کا زمانہ ختم پر آگیا۔ چنانچہ حج کے

تین ماہ بعد ۱۲ ربیع الاول ۱۰ سالہ کو آپ نے رحلت فرمائی۔

حج کی پابیت قرآن پاک کی آیتیں

حج کی بابت جو آیات کلام پاک میں آئی ہیں ان کا احوال اور ترجمہ بہ ترتیب

سورۃ آیات قرآنی دیا جاتا ہے تاکہ ہر حاجی احکام الہی کو اپنی زبان میں سمجھ سکے۔

تشریح بعد کو کی جائے گی۔

سپارہ ۱، سورۃ المیز - رکوع ۱۵ - آیات ۱۲۴ تا ۱۲۶

آیت ۱۲۴ - اے یاد کرو کہ ابراہیم کو اس کے رب نے چند احکام دیے اور فرمایا۔

ہن کو اس نے پورا کر دیا۔ تمہیں اس نے کہا کہ ہن تجھ کو تمام

آویسوں کا امام بناؤں گا۔ ابراہیم نے التنبہ کی کہ میری اولاد کو بھی

بنانا۔ رب نے جو اسے دیا۔ کہ ان میں سے جو گنہ گار ہوں گے
ان کے لئے وعدہ نہیں کیا جاسکتا۔

آیت ۱۲۵۔ پانچ روزہ ہم نے ابراہیم کو مکانِ رخا نہ کعبہ دیا جس میں آدمی جمع
ہوں اور امن پائیں۔ اور مقامِ ابراہیم کو تم عبادت کی جگہ سمجھو
ہم نے ابراہیم اور اسمعیل سے عہد لیا کہ وہ ہمارے گھر کو ان
لوگوں کے لئے پاک بنائیں جو اس کا طواف کریں یا اس میں
اعتکاف کریں۔ یا اس میں رکوع یا سجدہ کریں

آیت ۱۲۶۔ اور کہا ابراہیم نے کہ۔ اے رب میرے بھائی سے اس شہر کو
امن والا اور روزی دے میوہ اور پھلوں کی اس میں بسنے والوں
کو جو ایمان لائیں خدا پر اور قیامت کے دن پر۔ اللہ نے کہا
کہ جو کوئی نافرمانی کرے گا اس کو تھوڑا سا فائدہ دوں گا۔
لیکن بعد میں دوزخ کا عذاب دوں گا۔ اور وہ جگہ وہاں
میرے والوں کے لئے بہت تکلیف دہ ہے۔

آیت ۱۲۷۔ اور جب ابراہیم اور اسمعیل خا نہ کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے تھے
تو یہ دعا مانگتے جاتے تھے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اسے
رب ہمارے قبول کر ہم سے۔ بے شک تو سب کچھ

سننے والا اور سب کچھ جاننے والا۔

آیت ۱۲۸ - ایسے رب ہمارے بنا ہم کو اپنا نایب اور مسلمان اور ہماری اولاد کو

بھی بنا مسلمان جو تیرے حکم کے سوا سب سے چھٹکائیں اور ہم کو حج کرنے

کے طریقے سکھا اور۔ نُبُّ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ

الْتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ اور توجہ فرما ہم پر بیشک

تو ہے توجہ فرمانے والا بے نواذ یعنی توجہ قبول کرنے والا

آیت ۱۲۹ - اور بھیجنا ان میں سے (یعنی ہماری اولاد میں سے) ایک رسول

جو ان کو تیری آیتیں سنائے اور تیری کتاب اور حکمت

(یعنی عقل کی باتیں) سکھائے اور ان کو پاک باطن بنا دے۔

يَقِيْنًا تُوْحِيْدًا مِّنْ حَيْثُ وَجَّهْتُمُ الْاٰمَانَ۔

رکوع ۱۶ - آیت ۱۳۰ - اور کون پھر سکنا ہے دین ابراہیم سے سوا سب سے اس کے

جو پیدا کئی کم عقل ہو۔ اور ہم نے ابراہیم کو پاک بنا دیا اس دنیا

میں اور آخرت میں وہ صالحین میں سے ہوگا۔

رکوع ۱۹ - آیت ۱۵۸ - بے شک صفا اور مروہ کی دونوں پہاڑیاں اللہ کی

آداب گاہوں میں سے ہیں پس جو کوئی شخص حج یا عمرہ کرے

تو اس کے لئے یہ گناہ نہیں ہے کہ وہ ان کا طواف کرے۔

اور جو کوئی خوشی سے نیک کام کرے یہ کا یقیناً اللہ تعالیٰ کے

اس کو جانتا ہے اور تندرکتا ہے۔

رکوع ۲۴۔ آیت ۱۹۶۔ اور پورا کرو حج کو دیا۔ اور عمرہ کو اللہ کے لیے لیکن اگر

تم کو کوئی وجہ اس کو پورا کرنے سے روک دے تو جو کچھ

تم سے ہو سکے وہ قربانی کے لئے بھیج دو۔ اور جب تک قربانی

کی چیز اپنی قربانی کی جگہ نہ پہنچے اس وقت تک اپنے سر نہ

منڈواؤ۔ اور اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کی کھوپڑی میں

کوئی مرض ہو جس کی وجہ سے سر منڈانا ضروری ہو تو اس کا

بدلہ روزہ سے یا غریب کو کھلانے سے یا قربانی سے ہو

سکتا ہے اور جب تم پھر چین کی حالت میں ہو جاؤ اور تم میں

سے کوئی عمرہ کوچ سے ملا کر فائدہ اٹھانا چاہے تو اس کو

اس جانور کی قربانی کرنی چاہیے جس کی اس میں مقدرت ہو

لیکن اگر اس میں جانور کی قربانی کی استطاعت نہ ہو تو

وہ تین دن کے روزے حج کے زمانہ میں رکھے اور واپس

رہا کر سات دن اور روزے رکھے اس طرح دس

روزے پورے کرے۔ یہ حکم ان لوگوں کے واسطے ہے جن

کے مکانات خانہ کعبہ کے پاس نہیں ہیں۔ اور خدا سے ڈرو

اور یاد رکھو کہ اللہ سخت غذاب دینے والا ہے۔

رکوع ۲۵ آیت ۱۹۷۔ حج کے واسطے جو عیبیت ہیں وہ اچھی طرح معلوم ہیں پس حج کرے وہ اس زمانہ میں نہ تو عورت کے پاس جائے نہ کوئی گناہ کا کام کرے۔ اور نہ کوئی لڑائی جھگڑا کرے۔ جو کچھ نیک کام کرے گا اللہ کو سب معلوم ہو جائیں گے۔ اور اپنی زاد راہ کے واسطے (خوراک کا سامان) لے لیا کر و سبے شکس بہترین زاد راہ (سوال کرنے سے) پچھتا ہے۔ اسے خقل والو اللہ سے ڈرتے رہو۔ یعنی جب اس دنیا سے چلو تو کچھ تمہارے پاس زاد راہ نیک اعمالوں کی اور شہادت کی ہو۔

آیت ۱۹۸۔ اس میں تمہارے لئے گناہ نہیں ہے کہ تم اللہ کی مہربانی سے نفع پہنچنے کی خواہش کرو۔ یعنی ایمانداروں کی شمار سنت حاجیوں کے آرام و فائدہ کے واسطے مناسب نفع لے کر کرو۔ دیکھو دعا بازی سے زائد نفع حاجیوں سے حاصل کرو۔ یا بلیک ماکینٹ (کرو) اور جب تم عذبات سے لوٹو تو پاکہ یادگار پر اللہ کی یاد کرو (یعنی مزدلفہ پر ٹھہر کر عبادت کرو) اس طرح پر جیسے تم کو بتایا گیا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے تم گمراہ تھے۔

آیت ۱۹۹۔ اس کے بعد تیزی سے آس پاس سے لوٹو جہاں سے

واپس ہوتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگنے کا ہرگز بھی مانگو

وہ غفور الرحیم یعنی بخشنے والا ہے۔

آیت ۲۰۰۔ پس جب تم ارکان حج پورے کر لو تو اللہ کی یا اس طرح سے

کر و جیسے کہ تم اپنے باپ و اداؤں کی یاد کیا کرتے تھے بلکہ اس سے

بھی زیادہ دل لگا کر کرو و عرب لوگ حج کے زمانہ میں اپنے

باپ و اداؤں کے شجاعت اور سخاوت کے قہقہے مارتے

تھے اور تمہارے پڑھتے تھے اور ان پر فخر کرتے تھے۔

بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اسے ہمارے رب ہم کو سب

کچھ اسی دنیا میں دیدے، ان کے لئے آخرت میں کچھ نہیں ہے

آیت ۲۰۱ و ۲۰۲۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي

الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اُولَئِكَ لَسِمَ لَهُمْ نَجِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا

وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○

اُسے دنیا و آخرت سے دے ہم کو بھلائی اس دنیا میں اور دے

بھلائی آخرت میں اور بچاؤ ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ یہی

لوگ ہیں جن کو ان کے گنہگار اور اللہ حساب لینے

یہی جلد ہی کرنا ہے۔

آیت ۲۰۳ - اور جردن مقرر ہیں ان میں اللہ کی یاد کرو اور اس کا ذکر کرو۔
لیکن اگر کوئی شخص جلدی کی وجہ سے روزن میں واپس نہ جا سکے
تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر ٹھیرا رہے تو بھی گناہ نہیں۔ اگر
اس کا ارادہ نیک کام کرنے کا ہے۔ خدا سے ڈرو اور یاد
رکھو کہ تم کو لوٹ کر اس کے پاس جانا ہے۔

سپارہ ۴ - سورۃ آل عمران - رکوع ۱۰

آیت - ۹۶ - تحقیق انسان کے واسطے پہلا گھر اللہ کی عبادت کا ہے۔ اگر اللہ کا
پرانا نام ایسے تھا جو برکتوں والا اور تمام عالم کی ہدایت کے
واسطے ہے۔

آیت ۹۷ - جس میں کئی کھلی نشانیاں ہیں۔ سچا ان کے نظام ابراہیم ہے۔
جو کوئی اس میں داخل ہوگا۔ وہ امن والا ہو جائے گا۔ اور اللہ
کے واسطے ان لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جن پر
اس تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔

سپارہ ۷ - سورۃ المسائد - رکوع ۱۳

آیت ۹۸ - لے ایمان والو جب تم خانہ کعبہ کی حدود میں ہو یا احرام باندھے
ہوئے ہو تو تمسکار نہ کیلو۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایسا کریگا۔
تو اس کو ویسا ہی اور اسی قیمت کا جانور جس کا شہتہ مبینہ

دو منصف مزاج آدمی کریں خانہ کعبہ کی حرمت کے لئے
 قربانی کے واسطے دینا ہوگا۔ یا غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا
 ہوگا۔ یا اس کی برابر روزے رکھنے ہوں گے تاکہ وہ اپنے
 کئے کو یاد رکھے (یعنی مزا چکھ لے)

آیت ۹۹ - تمہارے اور مسافروں کے لئے سمت اور پانی کا شکر
 جو مفید ہے وہ جائز ہے (یعنی احرام باندھنے کی حالت
 میں بھی) لیکن زمین کا شکر جب تک احرام باندھے ہوئے
 ہو منع ہے۔

آیت ۱۰۰ - اللہ تعالیٰ نے متبرک گھر (خانہ کعبہ) کو انسانوں کے واسطے
 ایک امن کی پیام گاہ بنایا ہے۔ اور چند مہینوں کو اور
 قربانی کے جانوروں کو متبرک بنایا ہے (ذیقعدہ ذی الحج
 محرم اور رجب متبرک مہینے شمار تھے۔ ان میں لڑائیاں بند
 کر دی جاتی تھیں لیکن کفار مکہ نے فتح مکہ سے قبل اکثر اس
 رواج سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس
 کی بابت دوسری آیات قرآن پاک میں ہیں)
 سپارہ ۱۷ - سورۃ الحج - رکوع ۴

آیت ۲۶ - دیکھو ہم نے ابراہیم کو متبرک مکان (خانہ کعبہ) پر کہہ کر دیا

کہ تم کسی کو اللہ کا شریک اپنی عبادت میں نہ بنانا اور ہمارے
گھر کو ان لوگوں کے لئے متبرک قرار دو جو اس کا طواف کریں
اور جو نماز کے واسطے) کھڑے ہوں یا رکوع کریں یا سجدہ
کریں۔

آیت ۲۷۔ اور حج کا اعلان تمام آدمیوں میں کریں۔ تاکہ لوگ باگسے
یہاں آئیں اور وہ پیدل بھی آئیں گے اور اونٹوں پر بھی آئیں گے
چاہے ان کو دور دراز ملکوں اور پہاڑی راستوں سے
آنے میں سفر کی تکلیف یا تھکان کیوں نہ ہو۔

آیت ۲۸۔ تاکہ وہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیں اور گواہ ہو جائیں ان فائدوں
کے جو ان کے واسطے ہیں اور مقررہ دنوں میں اللہ کا نام
ان جانوروں پر لیں (یعنی ذبح کریں) جو اللہ نے ان کو
قربانی کے واسطے دیئے ہیں۔ اس میں سے خود بھی کھائیں اور
فقرا کو بھی کھلائیں۔

آیت ۲۹۔ پھر ان کو وہ رسومات پوری کرنے دو جو مقرر ہیں اور ان کو
اپنی نذریں پوری کرنے دو۔ اور پھر پڑانے گھر کا طواف
کریں۔

آیت ۳۰۔ یہ سب صحیح۔ جو کوئی اس کی رسومات کی عزت کرے گا اس

کے لیے اس کے رب کے پاس سے بھلائی ہے حج کے
 زمانہ میں تمہارے لیے سوائے ان جانوروں کے جو ممنوع
 ہیں باقی خوراک کے لیے جائز ہیں لیکن بتوں سے اور جھوٹے
 الفاظ سے پرہیز کرو۔

حج کی بابت جو آیات الہی ہیں وہ اوپر تحریر ہوئیں۔ ان کے پڑھنے سے
 معلوم ہوگا کہ بعض رسومات اس زمانہ میں مروج تھیں جن کو ہر شخص عربستان میں
 جانتا تھا اس لیے ان کی تشریح قرآن پاک میں نہیں کی گئی بلکہ ان کا حوالہ دیا
 گیا ہے۔ بعض رسومات کو رسول اللہ نے خارج کر دیا اور بعض کو قائم رکھا صفا
 اور مروہ دونوں پہاڑیوں کو اللہ نے اللہ کی نشانیاں فرمایا ہے اور ان کے
 درمیان چلنا اور دوڑنا منع نہیں کیا۔ کفار عرب نے ان پہاڑیوں پر دوبت
 بنا رکھے تھے۔ ایک مرد کا اور دوسرا عورت کا اور ان کی پیش کرتے تھے جب
 وہاں دوڑتے تھے۔ شروع میں مسلمانوں کو یہ رسم مکر وہ معلوم ہوتی تھی۔ چونکہ اللہ
 واسد کے پرستش کرنے والوں کو وہ رسومات جو کفار نے اپنی بت پرستی کی وجہ
 سے قائم کر لی تھیں اسلام کے خلاف معلوم ہوئیں اور وہ صفا و مروہ کے درمیان
 نہیں بھاگتے تھے۔ اس وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر تم ان کو اللہ کی نشانیاں
 سمجھ کر ان کے درمیان بھاگو تو کوئی گناہ نہیں ہے یعنی پہاڑیوں میں کوئی منبرک
 نہیں ہے اور نہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ کسی پہاڑ کو منبرک سمجھے بلکہ اس خیال سے

یہاں دوڑے کہ اس سے وہ حضرت ہاجرہ کی پریشانی جو شدت پیا اس سے
 نکلے یا وگرنے اور جیسا وہ اللہ پر توفیق رہیں ویسے ہی حج کرنے والا آئندہ اپنی
 زندگی میں حج کے بعد ہر مسیبت اور مشکل میں توفیق رہے اور خدا پر بھروسہ
 رکھے جس طرح اللہ نے ان کو زم زم کا پانی اس شکل میں اس پر بھروسہ رکھنے
 کے عوض دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر اس حاجی کو اجروے کا جو حج کرنے کے
 بعد ان روایات کے ذریعہ اپنی زندگی سچی اور نیک بنا لے گا۔ اور کسی حق العباد
 کو یعنی ان حقوق کو جو آدمیوں کے اس پر ہیں ان کو پامال نہ کرے گا۔ اللہ کی نشانیوں
 وہ ہوتی ہیں جو انسان کو نیک سب سے سکھائیں اور برے کاموں سے روکیں۔ لہذا ان
 دونوں پہاڑوں کو اللہ کی نشانی اس لیے کہا گیا ہے کہ انسان ان سے صبر و
 استقلال، قناعت اور خدا پر بھروسہ رکھنے کا سبق حضرت ہاجرہ سے لے سکتے ہیں
 جیسے اور اللہ سے امید رکھے کہ اس کو کبھی ویسا ہی اجر ملے گا جیسا ان کو ملا۔

حج کی رسمیں

۱۔ جس وقت اس حد پہنچے جائے اسے راستہ کی پہلی چوٹی پر ٹھہرے اور
 جس کو ہر وقت نماز کہتے ہیں تو احرام باندھ لیتی مرد ہر دو سالے کے
 کپڑے اتار کر دینے والی پادریں نیچے لٹائی اور ہاتھ اپنے ہاتھوں
 سے نیچے تمام جسم کو ڈھکے اور وہ سر میں کندھوں سے اٹھائی جائے۔

سر اور چہرہ کھلا رہے لیکن ثورت سلا ہوا کپڑا بھی پہن سکتی ہے اور اس کا سر ڈھکا رہنا چاہیے۔ احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا چاہیے اور احرام باندھ کر دو رکعت نفل نماز پڑھنی چاہیے۔ جو تا ایسا پہن کر پیر کی انگلیوں کے اوپر کی ہڈی نظر آئے۔ زبان سے اپنی نیت کا اظہار کرے کہ میں احرام حج کی غرض سے باندھتا ہوں اور دعا کرے کہ اے اللہ تو میرے پیٹھے حج کو آسان کر دے اور میرے حج کو جو سعے دل سے تیرے واسطے کرتا ہوں قبول کر لے۔

۲ - مکہ معظمہ پہنچ کر خانہ کعبہ میں نماز نفل پڑھے۔

۳ - خانہ کعبہ کا طواف سات مرتبہ کرے۔ جو اس جگہ سے شروع ہوتا ہے جہاں سنگ اسود لگا ہے۔ طواف اس طرح کیا جائے کہ چلتے رہنے کے وقت خانہ کعبہ بائیں ہاتھ کی جانب رہے۔

۴ - سات ذی الحج کو شرط ہے ہوتا ہے جس میں حج کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں وہ ہیں۔

۵ - ۸ ذی الحج کو فجر کی نماز کے بعد حاجی مسخ کو چلے جاتے ہیں اور رات دن گزارتے ہیں۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے پانچ چھ میل ہے۔

۶ - ۹ ذی الحج کو فجر کی نماز کے بعد حاجی عرفات جاتے ہیں یہاں پر کچھ دیر وہ رہتے ہیں۔ بعد سے وہ کہیں کہیں دن کو پھٹنے کے درمیان ٹھہرنا

ضروری ہے لیکن علیٰ عموم حاجی یہاں پر جبل الرحمت کے پاس جو ٹھہرنے کی جگہ بنی ہیں وہاں قیام کر کے ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھتے ہیں۔ اور سورج چھپنے کے وقت یہاں سے بغیر مغرب کی نماز پڑھے

روانہ ہو جاتے ہیں اور اس مقام پر آئے ہیں جس کا ذکر سورۃ البقرہ کے

رکوع ۲۵ - آیت ۱۹۸ میں ہے اور اس کو پاک مقام کہا گیا ہے

اور اس کا نام مزدلفہ ہے۔ یہ عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے

یہاں مغرب اور عشا کی نماز ملا کر پڑھی جاتی ہے اور رات کو یہاں

قیام کیا جاتا ہے۔ یہاں رسول اللہ نے بھی رات کو عبادت کی تھی۔

۷۔ - ۱۰۔ ارذی الحج کو بعد نماز فجر روانہ ہو کر پھر میدان منیٰ میں واپس آجاتے

ہیں اور مزدلفہ سے آتے ہیں پتھر کی کنکریاں اٹھا لیتے ہیں۔ منیٰ پہنچ کر

سات کنکریاں ایک ستون پر مارتے ہیں۔ اس کے بعد جس کو خدانے

قربانی کرنے کی حیثیت دی ہے وہ قربانی کرتا ہے۔ اور مرد حاجی اپنا

سارا سر یا چوتھائی سر منڈاتے ہیں یا بالوں کو برابر برابر کٹوا دیتے ہیں۔

مگر عورت اپنے بالوں کی لٹ میں سے تقریباً ایک انچ کٹوا دیتی ہے

اس کے بعد احرام اتار دیا جاتا ہے اور معمولی لباس پہن لیا جاتا

ہے۔

۸۔ - احرام کٹولنے اور دوسرا لباس تبدیل کر لینے کے بعد اسی دن حاجی

مکہ معظمہ آن کر طواف کعبہ کرتا ہے اور دو رکعت سنت مقام ابراہیم پر پڑھتا ہے۔

۹ - اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ دوڑنا یا تیز چلتا ہے۔ اور پھر منیٰ کو جا کر وہاں رات گزارتا ہے اور ۱۲ رزی الحج تک وہاں قیام کرتا ہے۔

۱۰ - ۱۱ و ۱۲ رزی الحج کو حاجی منیٰ میں تین ستون پر سات سات کنکر مارتے ہیں۔ اور ہر دفعہ بسم اللہ اکبر کہتے ہیں۔ یہ ستون ان مقامات پر بنائے گئے ہیں جہاں شیطان نے حضرت اسمعیلؑ کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ اسی کی یادگار حاجی مناتے ہیں تاکہ آئندہ وہ بھی شیطان کے بہکائے میں نہ آئیں۔ اگر ۱۳ رزی الحج کو بھی کوئی حاجی منیٰ میں ٹھہرا رہے تو وہ ۱۳ کو بھی کنکریاں پھینکتا ہے۔

۱۱ - علی العموم ۱۲ رزی الحج کو حاجی بعد نماز ظہر منیٰ سے مکہ معظمہ واپس آجاتے ہیں۔ اور اپنے ملک کو واپس ہونے سے پہلے پھر ایک مرتبہ طواف کعبہ کرتے ہیں۔

۱۲ - جس وقت احرام باندھا جائے اس کے بعد سے مرد زور زور سے اور عورتیں آہستہ آہستہ زبان سے عربی میں کہتے ہیں :-

لَبَّيْكَ، اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ، لا شَرِيكَ لَكَ

كَيْتِكَ - إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ -
لَا شَرِيكَ لَكَ -

اگر حاجی کو عربی یاد نہ رہے تو اپنی زبان میں کہے۔ اس کے اردو معنی
یہ ہیں :-

تیسری تا بعداری کے لئے میں یہ حاضر ہوں، انے میرے اللہ۔ میں یہ حاضر
ہوں۔ میں یہ حاضر ہوں۔ تیسرا کوئی شریک نہیں۔ میں یہ حاضر ہوں۔ تمام
تعریفیں تیرے ہی واسطے ہیں۔ اور تمام نعمتیں اور تمام جہان تیرا ہے۔ تیسرا
کوئی شریک نہیں۔ -

یہ رسومات وہ ہیں جو کافروں کے زمانہ کی رسومات ہیں سے خارج کرنے کے
اور تبدیل کرنے کے بعد اسلامی اصول کے تحت قائم رکھی گئی ہیں۔

حج کے لئے ضروری امر

لیکن ضروری امر جن کے بغیر حج نہیں ہو سکتا وہ یہ ہیں :-

(۱) احرام بیہفتا یعنی سر حد پر باندھنا۔

(۲) طواف کعبہ کرنا۔

(۳) ۹ رذی الحج کو عرفات کے منہام پر کچھ دیر کے لیے ٹھہرنا۔

اس کے علاوہ مزدلفہ پر ٹھہرنا اور وہاں نماز پڑھنا اللہ کی طرف سے ہدایت

ہے اور مقام ابراہیم پر عبادت کرنا بھی قرآن پاک میں آیا ہے۔ اور اس کو
متبرک مقام کہا گیا ہے۔ رسول کریمؐ کی محبت کی وجہ سے مدینہ طیبہ بھی
جانا چاہیے۔

عمرہ حج کے زمانے کے علاوہ کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے بعض لوگ
حج سے قبل یا حج کے بعد مکہ معظمہ میں ٹھہر کر عمرہ بھی کر لیتے ہیں۔ عمرہ کے واسطے
یہ ضروری ہے :-

- (۱) میقات پر احرام باندھے اور عمرہ کی نیت کرے۔
- (۲) طواف کعبہ کیا جائے۔ سنگ اسود کو بوسہ دیا جائے۔
- (۳) مقام ابراہیم پر نماز پڑھ کر صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سات
مرتبہ تیزی سے چلا جائے۔

(۴) چاہ زم زم پر جا کر ٹھوڑا سا پانی پیا جائے۔

حج اور عمرہ علیحدہ علیحدہ کرنے میں جانور کی قربانی ضروری
نہیں ہے۔ لیکن جس کو خدا نے مقدرت دی ہے وہ کرتا ہے۔
اگر حج اور عمرہ ایک ہی احرام باندھنے کی حالت میں
ملا کر کئے جائیں تو قربانی کرنی چاہیے ورنہ دس روزے
رکھنے چاہئیں۔ جیسا کہ قرآن پاک کی آیتوں میں آیا ہے جو اوپر لکھا
جا چکا ہے :-

حج پر غریبوں کی نکتہ چینی

اکثر غیر مسلم جو اسلام میں نکتہ چینی کرتے ہیں وہ حج کو اسلام میں فرض کرنے اور اس کی رسومات پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب اسلام میں اللہ کو ہر جگہ حاضر مانا گیا ہے تو ایسی حالت میں پیغمبر خدا نے حج کو اور اہم پرستوں کی رسومات کو اس لیے برقرار رکھا کہ ان کے ہم وطن لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ بعض کوتاہ اندیش مسلمان بھی ان غیر مسلموں کی گفتگو یا تحریرات سے متاثر ہو کر وہی کہنے لگتے ہیں۔

نکتہ چینیوں کا جواب حج کی مصلحتیں اور اعلیٰ مقاصد اسلام میں

اس لیے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس میں کیا کیا مصلحتیں تھیں جن کی وجہ سے حج کو فرض قرار دیا گیا۔ اسلام سے پہلے عربوں کا قومی میلہ مکہ معظمہ میں حج کے موقع پر ہوتا تھا۔ اور تمام عرب یہاں جمع ہو کر نہ صرف خرید و فروخت ہی کرتے تھے بلکہ اپنے باپ داداؤں کی شجاعت و سخاوت کے قصے سنانے تھے اور دوسروں کو اشتعال دیتے تھے۔ چونکہ قریش خانہ کعبہ کے محافظ تھے۔ اور وہی سارے میلہ کا انتظام کرتے تھے اس لیے تمام عربستان میں ان کا سب سے زیادہ اقتدار تھا اور وہی سارے ملک کے

لیڈر اور رہنما تھے۔ ان کی عزت نہ صرف سوسائٹی میں تھی بلکہ وہی پوپول
 رہنما بھی تھے اور حج کے زمانے ہی میں ان کو تجارت وغیرہ سے بہت نفع
 ہوتا تھا۔ حج کے موقع پر نہایت مذہب حرکات ہوتی تھیں۔ مثلاً برہنہ ہو کر
 طواف کعبہ کرنا اور وہاں کے بتوں کی پرستش کرنا، پھر صفا اور مروہ کے بتوں کو
 پوجنا وغیرہ۔ ان کو یہ ڈرتھا کہ اسلام کے پھیلنے سے یہ حرکات بند ہوں گی۔
 اور بت پرستوں کا وہاں آنا بند ہو جائے گا۔ اور سالانہ میلہ بھی ختم ہو جائیگا۔
 جو ہزار سال کے بعد اس ترقی پر پہنچا تھا کہ تمام دنیا کا مال وہاں آکر فروخت
 ہوتا تھا۔ اس طرح ان کا سارا اقتدار مٹ جائے گا اور تمام فائدے جو ان کو
 حاصل تھے وہ ختم ہو جائیں گے۔ اس ڈر سے وہ رسول اللہ کی مخالفت پر
 تلے ہوئے تھے۔ اور چونکہ قریش و دیگر اہل مکہ کا اثر و دبدبہ تمام عربی قبائل
 پر تھا۔ اس لئے اشاعت اسلام ان کی مخالفت کی وجہ سے اچھی طرح نہیں
 ہو سکتی تھی۔ اور بغیر تمام عربستان کو مسلمان کئے دنیا میں تیسری سے اسلام
 پھیلنا ممکن نہ تھا۔ اس مخالفت میں کچھ کمی اس وقت ہوئی جب رسول اللہ
 پہلی مرتبہ مدینہ سے عمرہ کی نیت سے ۶ سے ۷ میں تشریف لائے لیکن ان کو
 حدیبیہ پر ہی رکنا پڑا۔ اور صلح حدیبیہ ہوئی جس کو اکثر مسلمانوں نے اپنے خلا
 سمجھا مگر درحقیقت وہ اسلام کی ترقی کے واسطے بڑی جیت تھی۔ اس کی
 تاہد میں سورۃ فتح نازل ہوئی اور اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

نے مسلمانوں کو اطمینان دلایا۔ اسی کے نتیجہ میں دو سال بعد مکہ فتح ہوا اور
دنیا بھر میں اسلام پھیلا۔

چونکہ اسلام وہی مذہب ہے جس کو حضرت ابراہیمؑ نے اختیار کیا تھا
اور حضرت اسمعیلؑ کو سکھایا تھا اور مسجد ہی میں سب سے پہلا گھر
حمدائے واحد کی عبادت کا بنا تھا اور اس کو مسلمانوں کا کعبہ بنا دیا گیا تھا۔
اور اس کی طرف منہ کر کے مسلمان نماز پڑھتے تھے لہذا فتح مکہ کے بعد اسی
کو مسلمانوں کا مرکز بنانا ضروری تھا۔ اس یادگار کو جو حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ
اور حضرت اسمعیلؑ ذبیح اللہ سے ان کی قربانی کے متعلق تھی قائم رکھنا بھی
ضروری تھا۔ مرکز کے بغیر قوم کا اتحاد اور عروج نہیں ہو سکتا اور انتشار ہو جاتا
ہے۔ مکہ سے بہتر مرکز کون ہو سکتا تھا۔ مکہ کی عظمت تو تمام
اہل عرب کے دل میں تھی ہی۔ علاوہ اس کے دنیا بھر کے لوگ وہاں ہر
سال حج کے موقع پر جمع ہوتے تھے اس سالانہ اجتماع کو روکنا بالکل مشکل
کے خلاف ہونا۔ برخلاف اس کے اس اجتماع کو جاری رکھ کر اس سے مفید
کام لینا ہی مشکل مندی تھا۔ جس طرح دریا کے بہتے پانی کو فضول نثار ہونے
سے بچا کر نہروں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اور ان سے کاشت کی زمین کو
سیراب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس سالانہ اجتماع سے مفید کام لئے
گئے۔ صرف خیالات کو تبدیل کر دیا گیا اور رسومات میں ترمیم کر دی گئی۔

اس اجتماع کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا موقع ملا۔ اور مسلمانوں میں جو دور دراز ممالک میں دوسری قوموں کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کے خیالات اور سوچ کا اثر ان مسلمانوں پر پڑ جاتا ہے وہ یہاں سالانہ مجمع میں آکر اور تبدیل حالات دیکھ کر رفع کر سکتے ہیں اس کا ان کو کافی موقع ملتا ہے جس قدر بھی اختلافات خیالات میں پیدا ہو گئے ہوں وہ سب مسلمانوں کے ایک جگہ جمع ہونے سے مرتط جاتے ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمان جب ایک مرکز پر ہر سال جمع ہوتے ہیں تو سب اپنے آپ کو ایک قوم سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ علیحدہ علیحدہ ممالک میں سکونت رکھتے ہیں جیسے کسی شخص کے چار بیٹے ہوں اور چاروں دور دور ممالک میں روزگار کی وجہ سے سکونت رکھتے ہوں لیکن وہ اپنے باپ کے گھر کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ اور تقرب کے موقع پر سب جمع ہو کر آپس میں خوشی مناتے ہیں اور اگر ضرورت پڑے تو سب مل کر باپ کے گھر کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنے باپ کی نیک نامی کو اپنی عزت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اس سے ان میں یک جہتی ہوتی ہے اور ان چاروں کی قوت ایک آدمی سے چوگنی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان خانہ کعبہ کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھتا ہے اور اس کے لئے اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہے۔ چونکہ وہ اس کا مرکزی گھر ہے بغیر اس کو قائم رکھے اسلام کی شان و شوکت میں فرق آتا ہے۔ یہ گھر اور مرکز یا دولتانا ہے کہ یہاں حضرات ابراہیمؑ و اسمعیلؑ نے کیا کیا تکالیف بھگتیں اور کس طرح حکم الہی کی تعمیل کے واسطے تیار

رہے۔ اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ دنیا کو انسانی قربانی سے بچایا۔
 یہی وہ شہر ہے جہاں پہلا گھر خدا کا بنا اور تبلیغ اسلام شروع ہوئی۔ مکہ
 ہی وہ منبرک مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ آخری نبی رسول
 کو پیدا کر کے دنیا بھر میں ان کی معرفت اللہ کی وحدانیت کی تعلیم پہنچادی۔
 اسلام یہیں شروع ہوا۔ قرآن کی پہلی سورت یہیں نازل ہوئی۔ اور آخری آیت
 الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ
 عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا
 یہیں نازل ہوئی یعنی اسلام شروع بھی یہیں اور مکمل بھی یہیں ہوا۔ رسول کریم
 یہیں پیا ہوئے اور یہاں ہی اس آخری آیت سے ان کو خبر دی گئی۔ کہ ان کا
 مشن پورا ہو گیا۔ اور اب وہ جلد اپنے رب کے پاس واپس جائیں گے۔ اس
 لیے ہر مسلمان کے دل میں شوق ہوتا ہے کہ وہ اس مقام کی زیارت کرے
 جہاں رسول اللہ پیدا ہوئے۔ جہاں انہوں نے ہر قسم کی تکلیف اور سختی تیرہ سال
 برداشت کی۔ جہاں سے ان کو ہجرت کرنی پڑی۔ جہاں پہ آٹھ سال کے اندر
 فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ اور مخالفین کو معاف کر کے دنیا کو معافی کا
 اعلیٰ سبق سکھایا۔ جہاں آخری حج کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں
 کے مجمع کو اپنا آخری خطبہ سنایا۔ اور اس میں آخری اور ہمیشہ ان پر عمل
 کرنے کے لئے احکامات بطور وصیت دیئے۔ یہ سب شانِ مدینہ منورہ

کو ہجرت کرنے کے دس سال کے اندر اسلام کی ہو گئی۔ لہذا مسلمانوں کے
 دلی شوق اور جذبہ کو پورا کرنے کے واسطے یہ کس قدر عقلمندانہ فیصلہ ہے، کہ
 سال میں ایک ایسا موقع ہو جب تمام دنیا کے مسلمان اگر ایک ساتھ ان
 مقامات کی زیارت کر کے اپنے دلی شوق کو بھی پورا کریں اور ایک دوسرے
 سے مل کر ان کے حالات سے آگاہی حاصل کریں اور تمام دنیا کے
 مسلمانوں میں اخوت اسلامی قائم رکھیں۔ یہ سالانہ موقع اس ہی سالانہ اجتماع
 کو قائم اور جاری رکھنے سے ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلعم سے بھی زائد اور و نبار
 سال قبل سے ہوتا رہا ہے۔ حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہ السلام کی یادگار کے متعلق ان
 رسومات کو قائم رکھنا تھا جہاں تک کہ وہ اسلامی روحانیت کے مطابق
 تھیں اور جو اسلام کے خلاف تھیں ان کو خارج کرنا تھا۔

صفا و مروا کو اللہ کی نشانیاں اس لئے خدائے

کہا ہے کہ یہاں صبر و شکر اور استقلال کا مظاہرہ ہوا
 تھا جو ہر مسلمان کو موقع آنے پر کرنا چاہیے۔

منجی میں قربانی کرنا اور شیطان کے کنکریاں مارنا اس لئے ہے کہ

یہاں سے ہی وہ مذموم حرکت کہ انسان کو ذبح کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے

ہمیشہ کے لئے دنیا سے خارج کر دی۔ اور یہاں حضرت اسمعیل علیہ السلام نے شیطان

کے بہکانے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کو ٹھکرا دیا۔ یہ واقعہ مسلمانوں کو

سبق دیتا ہے کہ وہ بھی شیطان کیے ورغلانے میں کبھی نہ آئیں اور اس واقعہ کو یاد کر کے شیطانی وسوسہ کو دور کریں۔

حرفات کی پہاڑی اور میدان اس واقعہ کو یاد دلاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ادھر اور ماہو کا نصور معاف کر کے ان دونوں کو یہاں پھر ملا دیا اور اپنا رحمد بنی نوح انسان پر یہاں سے شروع کیا۔

برابری کا سبق مرنے کے بعد بھی برابری

حج کا موقع ایسا ہے کہ یہاں پہنچ کر بادشاہ اور رعایا۔ امیر و غریب، عربی اور عجمی۔ آقا اور غلام۔ کالے اور گورے سب برابر ہو جاتے ہیں اور کسی انسان کو دوسرے پر فوقیت نہیں رہتی اور نہ کسی شخص میں دوسرے سے فرق ہوتا ہے اس سے انسانی برابری کا سبق ملتا ہے۔ ایسا، سا احرام باندھنے سے دل پر اثر ہوتا ہے کہ سب کو مرنے کے بعد اسی طرح قبریں جانا ہے جوہ معلوم موت کس وقت آجائے اس لئے آخر میں سفر کی تیاری بھی نیک کاموں سے کر لی جائے۔ چونکہ اللہ کے سامنے بھی سب اسی طرح یکساں اٹھائے جائیں گے جیسے احرام باندھ کر سب یکساں ہیں اس وقت دنیوی دولت و حشمت، عزت و وقار کچھ کام نہ دے گا۔ چونکہ دنیا کے ٹھکانے

سب یہاں رہ جائیں گے لیکن اللہ کے سامنے وہی عورت والا ہوگا جس کے اعمال اچھے ہوں گے اور اس دن کوئی آدمی رشتہ دار۔ دوست۔ نوکر۔ غلام۔ یا دولت کام نہ آئیں گے۔ مگر جس کے اعمال اچھے ہوں گے ان کو انعام ملے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

يَوْمَ عِنْدَ نَصْرٍ لِلَّهِ يُصِدُّ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُدُّوا
 أَعْمَالَهُمْ ۖ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
 خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ
 ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ

یعنی اس دن لوگ گورہ گورہ ہیں حساب دے کر واپس ہوں گے تاکہ اپنے اعمال دیکھ لیں جو انہوں نے دنیا میں کئے ہیں۔ پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہے اس کو بھی دیکھ لے گا۔

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کی زیارت کا بھی ہر مسلمان کے دل میں شوق ہوتا ہے۔ یہ وہ منبرک مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ اور جہاں کے لوگوں نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ رسول اللہ ﷺ

اور دیگر ہاجر مسلمانوں کا ساتھ دے کر اہل مکہ کے حملوں سے آپ کو بچایا۔ یہاں سے ہی تبلیغ اسلام زوروں کے ساتھ شروع ہوئی اور دس سال کے قلیل عرصہ میں سارے عربستان میں اسلام پھیل گیا۔ اور کچھ شام میں بھی اسلام پہنچ گیا۔ اسی مقدس مقام میں رسول اللہ ﷺ نے سکونت اختیار کی اور اپنا گھر بنایا۔ یہاں ہی آپ کا جسم اطہر مدفون ہوا۔ یہاں ہی آپ کے وہ دوست امتی مدفون ہیں جنہوں نے آپ کے بعد مسلمانوں کو منتشر ہونے سے بچا کر دنیا بھر میں تبلیغ اسلام جاری کر دی۔ یہاں سے ہی وہ اسلامی فوجیں روانہ ہوئیں اور ان کو احکام جاری ہوئے جنہوں نے دنیا کی سب سے بڑی دو سلطنتوں کا خاتمہ کر دیا۔ ایران کے تیمور اور مغزور شہنشاہ کسری اور قیصر روم کی سلطنتیں ہیں سے جاری ہوئے احکام سے ختم ہوئیں۔ مصر سے یونانی حکومت ختم ہوئی اور ان ممالک کے کفار نے اسلام قبول کیا۔ یہیں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت المؤمنین اور رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں اور صاحبزادہ ابراہیم اور نواسہ حضرت امام حسن مدفون ہیں۔

ہر مسلمان ان بزرگ ہستیوں کی زندگیوں کے حالات سے اپنے لئے سبق حاصل کرتا ہے اور اس متبرک مقام پر جا کر ان تمام باتوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جن کو وہ اکثر سنتا ہے اس لئے مدینہ منورہ کی زیارت مسلمان کے جذبات کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ وہاں پہنچ کر اس کے جذبات اس کو ان لوگوں

کے قدم بقدم چلنے پر آمادہ کرتے ہیں جن کی بدولت آج مسلمان دنیا بھر میں
چھانٹے ہوئے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اور اسلام کے فائدہ کے لئے حج
کو فرض قرار دیا ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم عرب کے فائدہ کی غرض سے
جو لوگ مسترض ہیں وہ کان کھول کر سن لیں۔

قربانی اور اس کے مقاصد

قربانی کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کی آزمائش کرتا ہے
نہ کہ وہ جانور کی جان یا گوشت یا خون کا خواہش مند ہے۔ سورۃ الحج کے
رکوع ۵۔ آیت ۳۷ کا ترجمہ یہ ہے :-

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا یعنی قربانی کے جانوروں کی
گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ
پہنچتا ہے اور اللہ نے ان جانوروں کو تمہارے قابو میں
اس لئے دیا ہے کہ تم اللہ کی بڑائی کرو اس بات کی کہ تم کو
ہدایت دی اور خوش خبری سنا دو ان تمام لوگوں کو جو
اچھے کام کریں۔

اصل مقصد قربانی کی رسم کو ان لوگوں کے واسطے جائز رکھنے کا جن میں

اتنی مقدرت ہے کہ وہ جانور شہید کر قربانی کر سکیں یہ ہے کہ اول تو وہ دنیا کو یہ یاد
 دلائیں کہ انسانی قربانی ممنوع ہو کر صرف جانور کا ذبیحہ جائز قرار دیا گیا جو انسان کی
 خوراک کے لئے اللہ نے مخصوص کئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس خوشی کے موقع پر خود بھی کبیر
 ہو کر گوشت کھائیں اور ان غریبوں کو کھلائیں جن کو گوشت میسر نہیں۔ کسی جگہ حکم نہیں ہے
 کہ ضرورت سے زیادہ جانوروں کو ذبح کیا جائے۔ بلکہ اس کے برخلاف
 قرآن پاک کی آیت سورۃ الاعراف کے رکوع ۳۰ میں اس کی ممانعت ہے جس
 میں کہا گیا ہے۔ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
 الْمُسْرِفِينَ ۝ یعنی کھاؤ اور پیو مگر خوراک کو برباد نہ کرو۔ ^{مفسرین اللہ} ^{مفسرین اللہ}
 کو یعنی خوراک کو برباد یا ضائع کرنے والے کو دوست نہیں رکھنا
 چونکہ جانور اللہ کے نام پر انسان کی خوراک کے واسطے قربان کئے جاتے ہیں نہ کہ اللہ
 کو ان کے گوشت یا خون کی ضرورت ہے۔ اسلئے قربانی کے گوشت کو ضائع کرنا اس آیت قربانی کے
 خلاف ہے۔ ضرورت سے زیادہ جانور ذبح کرنا کسی طرح مناسب نہیں اگر کسی مابھی کے ساتھ اتنا بڑا کام
 ہے کہ ایک جانور کا گوشت اس کی ضرورت کو پورا نہ ہو گا تو وہ اپنے منکب اپنی ضرورت
 کے واسطے ذبح کر سکتا ہے لیکن سورۃ الاعراف کی آیت کو یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ضائع
 کر لینے کو دوست نہیں رکھتا۔ خون اور گوشت کی بھینٹ لو کفار اپنے دیناؤں کے بتوں
 پر ان کے خوش کرنا چڑھایا کرتے تھے۔ اسلام میں اللہ واحد کی پرستش ہے جو ہر چیز کا پیرا کرنے والا
 ہے وہ کسی جانور کے بارے جانے سے خوش نہیں ہوتا۔ یہ نہ اس کو جانور کے گوشت اور

خون کی خواہش نہ زیادہ جانوروں کو ذبح کرنے سے کوئی زیادہ ثواب دیتا ہے
 اللہ تعالیٰ نے جہاں بہت سی اشیاء انسان کی غذا کے واسطے پیدا کی
 ہیں وہاں چند جانور بھی انسان کی غذا کے لیے پیدا کئے ہیں جیسے کہ گشت جانور
 کی غذا کے واسطے بھی بعض جانور پیدا کئے ہیں پس وہ اسی سے خوش ہوتا ہے، کہ
 ان کا جائز استعمال کیا جائے اور کوئی شخص حد سے نہ تجاوز کرے اور ضرورت سے
 زیادہ ذبح کر کے خوراک کو ضائع کر کے خوراک میں کمی نہ کرے جس قدر انسان کی
 آبادی بڑھتی ہے اسی قدر خوراک کے جانوروں کی تعداد بڑھنی چاہیے لیکن جو
 شخص ضرورت سے زیادہ ذبح کرتا ہے وہ اس بڑھوار کو روکتا ہے جس سے
 آئندہ نسلوں کو نقصان ہوگا۔ اس لئے خدا کو یہ پسند نہیں چونکہ اس کی قدرت
 اصول کے خلاف یہ امر ہے۔

اصل اصول قربانی کا نہیں بھولنا چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ انسانی قربانی جو ملاک
 اور بحال کے پوجاری اور دنیا میں دوسرے دیوتاؤں اور دیوی کے پوجاری کرتے
 تھے اس کو مٹا کر ایسے جانور یعنی مینڈھے کی قربانی کی گئی جو انسان کی خوراک ہے
 تاکہ اس کو خود بھی کھائے اور ان غراب کو کھلائے جنہیں گشت پشیر نہیں آتا۔ ضرورت
 سے زیادہ ذبح نہ کیا جائے۔ جانوروں کو کاٹ کاٹ کر پھینک دینا اسلامی
 روحانیت کے مطابق نہیں ہے۔

چونکہ حج کا ذکر ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ کی آخری خطبہ میں سے جو

آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیا اور ہدایت فرمائی کہ اس کو ہر مسلمان تک پہنچا دیا جائے اقتباسات دینا ضروری ہے۔ اس کو پڑھ کر ہر حاجی کو جب وہ منی کے میدان میں پہنچے گا رسول اللہؐ کی یاد تازہ ہوگی اور وہ یہ سمجھیں گا کہ وہ نبی کریمؐ کے اس آخری پیغام کو ہر مسلمان تک جس سے وہ ملے پہنچائے اور سنائے۔

خطبہ رسول اللہؐ حجۃ الوداع کے موقع پر

لوگو! توجہ سے سنو اور یاد رکھو۔ ممکن ہے کہ آئندہ مجھے تم سے ملنے کا موقع نہ مل سکے۔ تم جانتے ہو یہ کون دن ہے؟ یہ یوم نحر ہے (یعنی قربانی کا دن) تم جانتے ہو یہ کون مہینہ ہے؟ یہ متبرک مہینہ ہے۔ یہ کون مقام ہے؟ یہ مقدس مقام ہے۔

جس طرح تم اس دن کی۔ اس مہینہ کی اور اس مقام کی حرمت کرتے ہو اسی طرح ایک مسلمان کا خون، مال اور اہل و عیال دوسرے مسلمان پر حرام ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ہر ایک کام کا حساب لے گا۔

دیکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

جس طرح تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق تمہارے اوپر ہیں۔ ان کے ساتھ نرمی کرنا اور مہربانی سے پیشین آنا۔

اور اللہ سے ڈر کر ان کے حقوق کا لحاظ رکھنا۔

غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلانا اور جو خود پہنو وہی ان کو پہنانا۔ ان سے کوئی خطا ہو تو درگزر کرنا یا ان کو جدا کر لینا وہ بھی اللہ ہی کے بندے ہیں۔ سختی ان پر روا نہیں۔

نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر۔ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

تمہارے کسی بھائی کی کوئی چیز تمہارے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک وہ رضا مندی سے نہ بخش دے۔
دیکھو! نا انصافی نہ کرنا۔

میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو اگر تم مضبوط پکڑو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ قرآن ہے۔
لوگو! (۱) عمل میں خلوص (۲) مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی۔
(۳) اور جماعت میں اتحاد۔ یہ تین باتیں ایسی ہیں جو سینہ کو پاک رکھتی ہیں

تم کو لازم ہے کہ میرا کلام ان لوگوں کو پہنچا دو جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ روایتاً کلام کو سن کر ان لوگوں سے زیادہ یاد رکھتے ہیں جو خود اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔

اس الوداعی خطبہ کے بعد آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا، کہ
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرے گا کہ میں نے تم کو اس کے
احکامات کی تبلیغ کی یا نہیں۔ تم لوگ اس کا کیا جواب دو گے؟
سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ :-

یا رسول اللہ ہم گواہ ہیں کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم تک
پہنچا دیئے اور رسالت کا فرض ادا کیا۔

یہ سن کر آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور ہاتھ اٹھائے۔

اور زمین بار کہا :-

”اے اللہ تو گواہ رہ۔“

حاجی کو چاہیے واپسی پر خطبہ کو سنائے

اس خطبہ کو پڑھنے سے ہر حاجی کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کو
رسول اللہؐ کی یہ وصیت ہے کہ وہ حج سے واپس ہونے پر ہر شخص کو
جس سے وہ ملے یہ پیغام پہنچائے اور ہدایت کرے۔ اپنے بچوں۔
پڑوسیوں۔ دوستوں۔ رشتہ داروں۔ اور جن جن سے ملے سب کو
بتائے کہ رسول اللہؐ سے اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت اور آخری
ہدایت ہے کہ :-

۱۔ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرو۔ کسی کی بے عزتی نہ کرو، نہ سختی کرو۔

۲۔ کسی مسلمان کا مال نہ چھینو، نہ چراؤ، نہ غصب کرو۔ نہ بغیر اس کی اجازت کے استعمال کرو۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حرام قرار دیا ہے

۳۔ کسی مسلمان کو نہ قتل کرو۔ نہ اس کے جسم پر کوئی ضرب مارو جس سے اس کے خون نکلے یا ہڈی ٹوٹے۔

۴۔ کسی مسلمان کی بے آبروئی نہ کرو۔

۵۔ قرآن پاک کو معنی سمجھ کر پڑھو اور دیکھو اس میں تمہارے لئے کیا کیا

احکام ہیں۔ اگر قرآن پاک پر قائم رہو گے تو نہ کوئی آپس میں اختلاف

ہو گا نہ گمراہ ہو گے۔ قرآن پاک ہی ایسی مستند کتاب ہے جس میں زہر و

زہر تک کافرق نہیں اور ہر قسم کی ہدایتیں اس میں موجود ہیں۔ اس لئے رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر اس پر قائم رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

۶۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے عمل میں خلوص رکھے اور کام خود غرضاً

نہ کرے۔ اسلام کی ترقی اس میں ہے، کہ مسلمان اس دنیا کو

ایک عارضی رہائش کی جگہ سمجھ کر اپنے کام ٹھیک نیت سے

کریں اور ان میں خلوص ہو۔ خود غرضی سے نیت کو نہ بگاڑے اگر

کوئی شخص سو برس بھی جیسا تو کیا۔ آخر فنا۔ آخر فنا۔

خود غرضی اور دنیا بازی ہی زوال کا باعث ہوتی ہے۔
 ۷۔ مسلمانوں میں سے اگر خیر خواہی جاتی رہے تو وہ منتشر ہو جائینگے
 اور دوسری قوموں کے غلام ہو جائیں گے پچھلے دو سو سال کے
 مسلمانوں کے حالات پر غور کرو کہ مسلمانوں کا ہر جگہ زوال اسی وجہ
 سے ہوا ہے کہ بجائے مسلمانوں کی خیر خواہی کے خود غرض لوگوں نے
 اپنے اقتدار کو آگے رکھا۔ اور مسلمانوں کی بہبود کو کچلا۔ رسول اللہ ﷺ
 کی نافرمانی کی وجہ سے خود بھی تباہ ہوئے اور سب مسلمانوں کو تباہ کیا
 ۸۔ سب مسلمانوں میں اتحاد ہونا چاہیے۔

جب تک اس پر عمل ہوا اس وقت تک مسلمانوں کی ترقی دنیا میں ٹھہرتی
 گئی مسلمانوں کی طاقت مثل ایک سیلاب کے تھی اور دنیا کی کوئی طاقت
 اس کو روک نہیں سکتی تھی لیکن جب عبداللہ بن سبا نے جو یہودی تھا اور
 اسلام میں رخنہ ڈالنے کی غرض سے ظاہر مسلمان ہوا تھا سازشیں کر کے حضرت
 عثمان غنیؓ کو حج کا زمانہ شروع ہوتے ہی کئی دن پانی بند کرنے کے بعد
 شہید کرایا۔ اور مسلمانوں نے اس اصول کو کہ ذی الحج کے مہینہ میں لڑائی
 تک بند ہو جاتی تھی توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت کو بھول گئے۔
 کہ اتحاد رکھنا۔ اور دوسری وصیت کو کہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا اور
 ایک دوسرے کی گردن نہ مارنے لگنا بالائے طاق رکھ دیا، تو

وہ جماعت جو متحد ہو کر تمام یورپ کو مسلمان کر لیتی خود آپس میں لڑ پڑی۔ صرف دو لڑائیوں میں یعنی جنگِ حمل اور جنگِ صفین میں ایک لاکھ مسلمان آپس میں لڑ کر ایک دوسرے کے ہاتھ سے مارے گئے اور وہ سیلابِ جس سے کفار ڈرتے تھے اور مقابلہ نہ کر سکتے تھے اس کو سازشی یہودی نے اپنی پولیٹیکل چالوں سے تباہ کر دیا۔

رسول اللہؐ کی ہدایت اور وصیت پر عمل نہ کرنے سے یہ خراب نتیجے نکلتے ہیں۔ لہذا ہر حاجی کو چاہیے کہ واپس ہونے کے بعد اپنے حلقہ سوسائٹی میں یہ تلقین کرے اور قیادت لے کہ:-

مسلمانوں میں اتحاد رکھے گا اور جہاں ذرا
بھی لغزش دیکھے گا وہاں خود جا موجود ہوگا
اور اتحاد کو نہ ٹوٹنے دے گا۔

اگر مسلمان اب بھی اس سے سبق حاصل نہ کریں اور علماء بھی فرقہ بندی پر اور اپنے ہی خیالات پر جے رہیں۔ اور دوسروں کے خیالات کو ٹھکرائیں تو ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ رسول اللہؐ کی ہدایات کو جو خطبہ حجتہ الوداع میں ہیں نظر انداز

کر کے کبھی فلاح نہ پائیں گے اور اپنے پیروں پر خود گنہگار ہی ماریں گے
 ٹھوڑی سی ذاتی کمزور یا کسی ذاتی دنیوی فائدہ کی خاطر قومی اتحاد کو بگاڑنا
 غفل اور اسلامی روحانیت کے خلاف ہے۔ جن لوگوں نے پہلے
 فرقہ بندی اس اقتدار کو حاصل کرنے کی غرض سے بنائی انہوں
 نے اس یک جہتی کی بنیاد پر کدال ماری جس کو رسول اللہ نے
 بنایا تھا۔ اب جو شخص سبق حاصل ہو جانے کے بعد بھی ایسا کرے گا
 وہ اس سے بھی بدتر کرے گا۔

نہ بنگالی کو پنجابی پر فوقیت نہ پنجابی کو بنگالی یا سندھی یا پشتون
 یا بلوچ پر فوقیت۔ ہر شخص کے اعمال اپنے ساتھ ہیں۔ جو مسلمانوں ہیں
 کسی وجہ سے رخنہ ڈالے گا خواہ وہ صوبائی تعصب ہو یا فرقہ وارانہ
 ہو وہ اسلام کا اور مسلمانوں کا ساتھی نہیں ہے۔

ہر حاجی کو چاہیے کہ وہ حج سے واپس آکر تمام حق العباد اور
 قرضے ادا کر دے۔ اور حج کے وقت یہ بھی دعا مانگے کہ:-

اے اللہ تو مجھ کو ہدایت دے اور میری مدد کر کہ میں پس
 ہو کر تیرے رسول کے اس آخری پیغام کو جو اس نے
 تمام مسلمانوں تک پہنچانے کی ہدایت کی تھی وہ میں
 ہر ایک تک جو مجھے ملے پہنچا دوں۔ اور میری مدد کر

کہ مسلمانوں کو ان ہدایات پر عمل کرانے میں کامیاب نہیں
 تو ہی مدد کرنے والا طاقتور ہے۔

اس پر عمل کرنے سے حاجی اپنے اپنے دائرہ میں مذہبی لیڈر ہو
 جائیں گے۔ اور وہ کام انجام دیں گے جو علماء بھی نہ دے سکے۔ اللہ ان
 کی مدد کرنے والا ہے۔

محمد یامین خان

اسلامی تعلیم

جلد سوم

زکوٰۃ کن پر سفر ہے

از تصنیف: جناب سر محمد یامین خاں صاحب سی: آئی، امی۔ بیٹر ایٹک۔
سابق ممبر ڈبئی پریسیڈنٹ مرکزی عربیہ اسلامی غیر منقسمہ
ہندوستان۔ سابق ممبر کورٹ و اگرز کیو کو نسل سلم ریپورٹ
علی گڑھ و ممبر کورٹ دہلی یونیورسٹی
مصنف:- گادسول اینڈ یونیورسٹس ان سائنس اینڈ اسلام و کرائسٹ
اینڈ میری ان القرآن وغیرہ

ناشران :- ملک دین محمد ایڈیٹرز اشاعتی منزل بل رڈ لاہور

طالب :- ملک محمد عارف

مطبوعہ :- دین محمد کی پریس لاہور

پارا اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

سب تعریف اس اللہ پاک کے واسطے ہے جس نے انسان کو عقل و تہذیب دے کر اپنے رسول کی معرفت انسانیت کا سبق سکھایا۔ جہاں اس نے کسی کو امیر اور کسی کو غریب بنایا ہے وہاں امیروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔ یہ اسی کے ہاتھ میں ہے کہ جس کو جیسا چاہے ویسا بنا دے۔ کل ملک کا مالک ہی ہے جس کو چاہے پادشاہی، دولت، ثروت، حکومت دے اور جس سے چاہے سب چھین کر در بدر فقیر بنا کر پھیلے۔ وہی عزت دیتا ہے اور وہی عزت دار سے عزت چھین کر بے عزتی دیتا ہے۔ وہی رزق بے حساب دیتا ہے۔

کوئی شاہ، کوئی امیر ہے کوئی بے نوا فقیر ہے

جسے چاہا جیسا بنا دیا تیری شان جل جلالہ

اس خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ہر انسان کا کام ہے اس شکریہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنی دولت میں سے اس کے ان بندوں کو بھی دے جو امداد کے قابل ہیں۔

دُرُود

اللہ تعالیٰ تو اپنی تمام رحمتیں اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے جنہوں نے تیرے پیغام کو سچائی کے ساتھ انسانوں تک پہنچا کر ان کو
 انسانیت سکھائی اور مسلمانوں کو سچی راہ کے طریقے بتا کر ان کو دنیا کے واسطے
 ایک نمونہ بنایا۔ انسان ان کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر انسانِ کامل ہو
 جاتا ہے اور اس سے شیطان دور بھاگنے لگتا ہے۔ یہ سبق اللہ کے پیغمبرؐ نے ہی
 سکھایا کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے کے دکھ میں شریک ہو اور
 اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے ایک حصہ دوسروں پر بھی خرچ کرے اس اپنے
 سچے برگزیدہ رسولؐ پر اس کی ال پر اس کے اصحاب پر اس کے تمام سچے امتیوں پر
 اپنی نعمتیں نازل کرے تو رحمن و رحیم ہے

خادم قوم
 محمد یاقین خان

نزکیۃ

تہمید

منجملہ چار فرائض کے اسلام میں زکوٰۃ بھی ایک فرض ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج تین فرض اور ہیں جن کی بابت جلد ۱۔ و ۲ میں مفصل طور پر لکھا جا چکا ہے۔ نماز و روزہ تو ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ حج صرف ان مسلمانوں پر فرض ہے جو سفر کرنے کی طاقت اور استطاعت رکھتے ہیں اور راستہ بھی خطرہ سے خالی ہو۔ زکوٰۃ ان لوگوں پر فرض ہے جو صاحب حیثیت ہوں۔ کلام پاک میں اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے کہ کس حیثیت پر زکوٰۃ فرض ہے لیکن فقہائے اعدائیت سے اس کی تفصیل نکالی ہے اور ہم کو اس میں کوئی رائے زنی کرنا منظور نہیں ہے۔ اسلامی تعلیم کا اصل مقصد قرآن پاک کی آیتوں کا ترجمہ مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا ہے اور ان آیات کو اچھی طرح سمجھا دینا ہے اگرچہ پہلی دو جلدوں میں علاوہ آیات قرآنی کے احادیث وغیرہ کو بھی شامل کر کے اسلامی روحانیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس طرح اسلامی تعلیم کو ذہن نشین کرایا گیا ہے اس جلد میں چونکہ یہ ایک نیا ہی مختصر جلد ہے قرآن پاک کی آیتوں کا صرف حوالہ دیا گیا ہے بقیہ جو فقہاء نے

زکوٰۃ کی حدود قرار دی ہیں ان کو تحریر کیا گیا ہے۔

مسلمان آئس میں بھائی بھائی ہیں، ایک بیانی کا فرض دوسرے کیلئے

سب سے اول ہر مسلمان کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ جملہ مسلمان بوجہ ایک امت ہونے کے آئس میں بھائی بھائی ہیں مسلمانوں کو ایک جماعت بنانے کا مقصد یہ تھا کہ سب اپنے آپ کو مثل ایک خاندان کے سمجھنے لگیں اور ایک دوسرے سے اسی طرح وابستہ ہو جائیں جس طرح کہ ایک خاندان کے افراد ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں اور سب مل کر ان افراد کی امداد کرتے ہیں جو کسی وجہ سے خود اپنے اخراجات کے قفل نہیں ہو سکتے بعض حالت میں ایک شخص باوجود پوری محنت و مشقت کرنے کے اس قدر آمدنی نہیں کما سکتا کہ جس سے وہ اپنی کثیر اولاد کا پیٹ پال سکے بعض وقت ایک آدمی پر چند بیواؤں کا اور چند خاندانی یتیم بچوں کی پرورش کا بوجھ آ جاتا ہے اور اس کی آمدنی اس قدر نہیں ہوتی کہ وہ ان ذمہ داریوں کو برداشت کر سکے بعض وقت پروردہ نشین بیواؤں جیسی ہوتی ہیں جن کے پاس کوئی ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کا نہیں ہوتا بعض لوگ جسم کے کسی عضو کی خرابی کی وجہ سے روزی کمانے سے محبور ہوتے ہیں مثلاً کوئی اندھا ہو یا لنگڑا یا لولا ہو اور غریب خاندان کا ہو کسی یتیم لڑکی کی تعلیم یا شادی کی ضرورت ہو بعض وقت ایک نہایت ذہین لڑکا ہوتا ہے جس کو اگر تعلیم ٹھیک ملے تو وہ فخر قوم بن جائے لیکن اس کے ماں باپ اس کو تعلیم دلانے

کی قابلیت نہیں رکھتے۔ غرضکہ ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ جن میں تمام خاندان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ مل کر مدد کریں۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے سارے مسلمانوں کو مثل بھائی بھائی بنایا اور وہ سب ایک ہی خاندان کے افراد ہو گئے تو پھر کونسا بھائی ایسا ہو گا جو خود تو عیش و نشاط کی زندگی بسر کرے اور اپنے دوسرے بھائیوں کو تنگ بھوکا دیکھے لہذا جب کہ ایک شخص اسلام قبول کرتا ہے تو وہ ان تمام ذمہ داریوں کو قبول کرتا ہے جو اس پر بطور انسان کے اور بطور ایک مسلمان بھائی ہونے کے عائد ہوتی ہیں۔

زکوٰۃ کو فرض کس لئے کیا گیا

اس لئے اسلام میں زکوٰۃ کو فرض قرار دیا گیا ہے تاکہ سب مسلمان جن کی مالی حالت ایسی ہے کہ وہ دوسروں کی مدد کر سکیں تو ان کو چاہیے کہ وہ اللہ کے ان بندوں کی امداد ضرور کریں جو امداد کے مستحق ہیں۔ اسلام کے اسی اصول سے یورپ کے ممالک نے فائدہ اٹھایا ہے اور بہت زمیں غربا کی امداد پر خرچ کرتے ہیں۔ امریکہ کے مشن اور ہسپتال غریبوں کی مدد کر کے ان کو عیسائی مذہب کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور کثرت سے عیسائی بناتے ہیں۔ بہت جگہ کو اپریٹو سوسائٹیاں اسی اصول کے تحت بنائی گئی ہیں۔ غرضکہ دنیا میں طرح طرح سے غریبوں کی امداد کے ادارے قائم ہیں۔ لیکن سب سے پہلے یہ اصول اور اس

کے تحت میں ادارہ اسلام نے بنایا۔ جس قدر بھی آدمی ہیں سب ایک ہی آدمی
 اور ایک عورت سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے
 اور پہلے سب ایک ہی امت تھے لیکن بعد کو تقسیم ہو گئے۔ اسلام سکھاتا
 ہے کہ ہر مصیبت زدہ کی امداد کی جائے۔ خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ چونکہ
 وہ بھی تو اسی خدا کا پیدا کردہ ہے جس نے مسلمان کو پیدا کیا اور اگر کوئی
 چیز خدا کی راہ میں دی چلائے تو اس کا خیال ہونا چاہیے کہ خدا ہی سب کو رزق
 دیتا ہے اور سب کے رزق کا ذمہ دار ہے۔ اس لیے اگر ہم خدا کی خوشنودی
 حاصل کرنے کے لیے کوئی کام کریں تو اس میں کوئی تنگی نہیں کریں بلکہ اللہ کے پیدا
 کردہ ہر اس انسان کو خیرات کا مستحق سمجھیں جو اس زمرہ میں آتا ہے۔ کلام
 پاک میں الفاظ جدا جدا استعمال ہیں۔ صدقہ، خیر اور زکوٰۃ جس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ ان کی نوعیت جدا ہے۔ صدقہ اور خیرات کے لیے فرمایا ہے
 کہ اس قدر دو جس قدر تم دے سکتے ہو۔ خیرات کی بابت جس قدر آیات
 کلام پاک میں آئی ہیں وہ جلد چارم میں جس میں احکامات الہی درج کئے گئے
 ہیں مندرج ہیں لیکن زکوٰۃ کی بابت جس قدر بھی آیات ہیں ذکر آیا ہے ان
 کا اس جلد میں حوالہ دیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ ایک خوشی کا دینا نہیں ہے۔ بلکہ وہ
 ہر اس مسلمان پر فرض ہے جس کی حیثیت اس کے دینے کے قابل ہے
 یہ ایک قسم کا ٹیکس ہے۔ اور یہ مسلمانوں کے فائدہ کے واسطے مخصوص ہے

خیرات تو ہر ایک کو دی جاسکتی ہے بلا اس لحاظ کے کہ آیا وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ لیکن زکوٰۃ مسلمانوں کی تنظیم کا ایک جزو ہے۔ چونکہ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں لہذا ایک فنڈ ان مسلمانوں سے رپویہ حاصل کر کے جمع کیا جاتا ہے جو دینے کے قابل ہیں۔ اور یہ سالانہ ان مسلمانوں کی امداد پر خرچ ہوتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں۔ رسول اللہ ص کے زمانہ میں موجودہ قسم کی حکومت تو تھی نہیں، کہ گورنمنٹ طرح طرح کے ٹیکس لگا کر ملکی انتظام کرے اس وقت تو مسلمانوں کی ایک برادری تھی جو سب آپس میں خوشی سے ایک دوسرے سے وابستہ تھے۔ لیکن مدینہ منورہ میں جب مسلمانوں کی تنظیم شروع ہوئی اور جنگ بدر اور جنگ احد میں مسلمان شہید ہوئے یا زخمی ہو کر روزی کمانے کے لائق نہ رہے تو ان کے بال بچوں کی پرورش کی ضرورت ہوئی۔ اس لیے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد زکوٰۃ فرض ہوئی۔ لہذا ہر صاحب حیثیت مسلمان سے بطور چندہ یا ٹیکس ایک منقرہ رقم اس کی دولت سے وصول کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ص نے اس کو وصول کرنے کے واسطے آدمی منقرہ کئے اور ہدایت کی کہ کس قدر رقم کس حیثیت پر وصول کی جائے۔ قرآن پاک میں رقم کا کوئی تعین نہیں ہے لیکن رسول اللہ ص

کے فعل سے اس کا تعین کیا گیا ہے۔ یہ کل رستم مسلمانوں کے فائدہ کے واسطے استعمال ہوتی تھی اور یہ مسلمانوں کا ہی فنڈ اور ملکیت ہے جس کا فائدہ صرف مسلمان اٹھا سکتے ہیں۔ اب چونکہ کوئی ایسی جماعت صاحبِ اقتدار نہیں ہے کہ جو اس رقم کو جمع کر کے جملہ مستحق مسلمانوں پر خرچ کرے۔ اس لیے ہر شخص خود اپنے آپ جس کو مستحق سمجھتا ہے دیتا ہے۔

قرآن پاک کی آیات جن میں زکوٰۃ کا ذکر ہے

قرآن پاک کی مفصلہ ذیل آیات میں زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے اور یہ بھی دو طرح سے ہے۔ اول ان لوگوں کو اچھا کہا گیا ہے جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ دوم یہ کہ ان لوگوں کو مسلمان نہ سمجھا جائے جب تک وہ زکوٰۃ دینے پر رضامند نہ ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہے کہ ان جملہ آیات میں زکوٰۃ کے ساتھ نماز کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً **وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ**۔ ہر جگہ نماز کا قیام اور زکوٰۃ دینا ساتھ ساتھ شامل ہے۔ یہ سب آیات ان سورتوں میں سے چند ہیں جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ مگر سورتوں میں سے کسی سورت میں زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے۔ چونکہ وہاں کوئی تنظیم جداگانہ نہیں تھی اگرچہ

نماز مکہ ہی میں فرض ہو گئی تھی۔

تفصیل آیات قرآن جن میں علاوہ اور چند کے زکوٰۃ کا ذکر ہے :-

سپارہ	سورت	رکوع	آیت بلحاظ سورت
۱	البقرہ ۲	۱۰	۸۳
۱	البقرہ ۲	۱۳	۱۱۰
۲	البقرہ ۲	۲۲	۱۷۷
۳	البقرہ ۲	۳۸	۲۷۷
۱۰	التوبہ ۹	۱	۵
"	"	۲	۱۱
"	"	۳	۱۸
"	"	۹	۷۱
۲۲	الاحزاب ۳۳	۲	۳۳

اس کے علاوہ سورت التوبہ کے آٹھویں رکوع میں آیت ۶۰ میں تفصیل ان لوگوں کی دی گئی ہے جن کو صدقہ دیا جائے اور اس کے معنی یہ ہیں :-

صدقات تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہو اور نیز علاموں

کو آزاد کرنے میں اور قرضداروں کے قرضے ادا کرنے میں اور خدا کی راہ اور مسافروں کی مدد میں بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے۔ یہ حقوق خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے اس آیت میں جو لفظ صدقات کا ہے اس کے معنی فقہانے زکوٰۃ اور خیرات دونوں لئے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ آٹھ قسم کے شخص مقرر فرمائے جن کی امداد زکوٰۃ کے روپیہ سے ہونی چاہیے۔ دوسری آیات قرآن میں یہ دیا گیا ہے کہ مفلسوں اور محتاجوں میں کون پہلا مستحق ہے اور اس کے بعد کون ہے۔

اس زمرہ میں سورۃ البقرہ کے رکوع ۲۲ - آیت ۷۷ جس کا حوالہ اوپر آچکا ہے اس میں جو لکھا ہے وہ یہ ہے :-

”نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی اس میں ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں پر اور نبیوں پر۔ اور خدا کی محبت میں اپنے مال میں سے خرچ کرو۔ اپنے اقربا یعنی رشتہ داروں اور قربت والوں پر اور یتیموں پر اور مسکینوں پر اور راہ گیسروں پر اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کو آزادی دلانے پر اور نیکی ہے نماز مستقل طور سے پڑھنے میں اور زکوٰۃ دینے میں اور اپنے معاہدوں کو پورا کرنے میں اور دکھ تکلیف

مصیبت۔ بیجان کی حالت میں مستقل مزاج رہنے اور صبر کو ہاتھ سے نہ چھوڑنے میں۔ یہی لوگ سچے ایمان دار اور متقی ہیں۔

اس آیت میں دو قسم روپیہ خرچ کرنے کی ہیں۔ اول تو ان چھ قسم کے آدمیوں پر جو الفایۃ ۶ نمبر تک درج ہیں۔ دویم یہ کہ لفظاً زکوٰۃ ان اخراجات کے بعد آیا ہے جس کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول قسم خیرات ہے جو انسان کی اپنی خوشی پر منحصر ہے کہ وہ خدا کو خوش کرنے کے لئے جو چاہے خرچ کرے۔ اور دوسری قسم زکوٰۃ ہے جو کہ لازمی ہے لیکن یہ معنی بھی ہو سکتی ہیں کہ نیک کام کیا گیا ہے۔ منجملہ ان کے زکوٰۃ ہے جو ان لوگوں کو دی جائے جن کی تفصیل درج ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں زکوٰۃ

رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں مسلمان خیرات تو اپنی خوشی سے کرتے تھے لیکن زکوٰۃ کا روپیہ بیت المال (یعنی مسلم قوم کا خزانہ) میں داخل ہوتا تھا۔ اس کی اسلامی حکومت بطور ٹیکس جمع کرتی تھی، اور حکومت ہی اس کو خرچ کرتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں بعض عربی قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا باوجود اس کے کہ انہوں نے اسلام

نہیں چھوڑا تھا۔ حضرت صدیق اکبر نے ان کے خلاف فوج بھیجی اور سخت سزائیں دیں اور اس وقت معافی دی جب وہ زکوٰۃ دینے پر رضامند ہو گئے۔ اس زمانہ میں صرف یہی ایک ٹیکس مسلمانوں پر تھا اور غیر مسلم پر جزیہ تھا جو زکوٰۃ سے بہت کم تھا۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر اور کس قدر واجب ہے

اب زکوٰۃ کی تعداد اور یہ کہ وہ کن کن اشیاء پر دی جائے تحریر کی جاتی ہے یہ فقہاء اصحاب نے مقرر کی ہے۔

- ۱- زکوٰۃ اس مال پر ہے جو کسی مسلمان کے پاس ایک سال پورا رہا ہو یعنی ایک شخص کے پاس کچھ مہینہ دس ہزار روپیہ اور کچھ مہینہ پندرہ ہزار روپیہ اور کچھ مہینہ بیس ہزار روپیہ رہا۔ تو درحقیقت اس کے پاس پورے سال تک دس ہزار رہا اور اسی پر زکوٰۃ واجب ہوئی۔
- ۲- زکوٰۃ ڈھائی روپیہ سیکڑہ نالیت پر واجب ہے۔ نہ کہ آمدنی پر مثلاً جیسا اوپر بیان ہوا کہ دس ہزار پر زکوٰۃ واجب ہوئی تو ڈھائی روپیہ سیکڑہ کے حساب سے سال بھر میں ڈھائی سو روپیہ زکوٰۃ ہوئی۔
- ۳- زکوٰۃ اس مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی پورے سال رہی ہو جس کے

پاس اس سے کم سونا یا چاندی رہا ہو وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے۔

۴۔ موتی و جواہرات اس حالت میں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں جب کہ وہ بطور زیور استعمال ہوں لیکن اگر تجارت کے واسطے استعمال ہوں تو ان کی قیمت کا اندازہ سونے اور چاندی سے ہو گا اور اس کا تخمینہ اسی طرح ہو گا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے کہ سال بھر اس کے پاس رہا ہو۔

۵۔ تجارت کے مال۔ مویشی۔ اونٹ۔ بکریوں نقد روپیہ پر بھی زکوٰۃ اسی حساب سے دی جاتی ہے۔

نوٹ:۔ چونکہ زمانہ قسیم سے علماء نے یہ تعداد مقرر کر دی ہے اس لئے ہم اس میں کوئی ترمیم پیش نہیں کرتے لیکن ہم یہ ضرور خیال کرتے ہیں کہ جو تناسب سونے اور چاندی میں علماء نے مقرر کیا تھا وہ ان کے زمانہ کے اقتصادی حالات کے تحت ٹھیک تھا لیکن فی زمانہ ساڑھے سات (۷½) تولہ سونے اور ساڑھے باون (۵۲½) تولہ چاندی میں کوئی مناسب تناسب نہیں ہے۔ سونا ایک تولہ تقریباً سو روپیہ میں آتا ہے۔ جس کے معنی ہوئے ساڑھے سات سو روپے کی مالیت لیکن چاندی کی قیمت تقریباً ڈیڑھ روپیہ تولہ ہے۔ جس کے معنی ہونے تقریباً انسی روپیہ کی مالیت۔

اس ننا سب کے برابر نہ ہونے کے علاوہ سو و اگر کی اس شیا کی قیمت
 کا اندازہ کرنا مشکل ہو گا کہ آیا وہ سونے میں کی جائے یا چاندی میں چونکہ روپیہ
 تو اس زمانہ میں نہ تو رائج تھا نہ اس کا کوئی ذکر ہے۔ ہر چیز کی قیمت کا حساب
 سونے یا چاندی سے ہی لگایا جاسکتا تھا۔ ان مشکلات کو محسوس کرتے
 ہوئے بھی ہم رائے زنی کرنا نہیں چاہتے اور زکوٰۃ دینے والے پر چھوڑتے ہیں
 کہ وہ اپنے لئے جو بہتر سمجھے وہ کرے۔

خادم قوم

محمد یامین خان

اسلامی تعلیم

جلد چہارم

احکامات الہی مندرج قرآن کریم

مصنف

نواب سر محمد یاقین خان صاحب سی، آئی، ای، جی، اے۔ بیرسٹر ایٹ لاء
سابق ممبر و ڈپٹی پریسڈنٹ مرکزی ليجلیٹو اسمبلی دہلی وغیرہ منقسمہ ہندوستان
سابق ممبر انگریز کونسل و کورٹ اسلام یونیورسٹی علی گڑھ و کورٹ دہلی یونیورسٹی
مصنف گاڈسول اینڈ یونیورسٹیاں سائنس اینڈ اسلام کراچی

اینڈ میری۔ ان۔ قرآن وغیرہ
ساکن میرٹھ وارد حال کراچی

ناشران

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل بس روڈ لاہور

طالب

ملک محمد عارف

مطبوعہ

دین محمدی پریس لاہور

بار: - اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حکمت

تمام تعریفیں اس اللہ پاک کو ہیں جس نے انسان کو اشراف المخلوقات بنایا اور تمام کائنات کو جو آسمانوں اور زمین میں ہے انسان کے مطیع کیا۔ وَتَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ حتیٰ کہ فرشتوں سے بھی سجدہ کرایا یعنی اُن پر بھی آدم کو فوقیت دی اور انسان کو وہ علم دیا جو فرشتوں کو بھی نہ دیا تھا۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ انسان کو علم کے ساتھ عقل بھی عطا فرمائی اور ان دونوں نعمتوں کی وجہ سے وہ اپنے پیڑا کرنے والے اور پالنے والے کو جو پیدا کرنے کے بعد بہت ہی دُست گوارا اور بچر و دوبارہ زندہ کر کے اعمال کا حساب لے گا سمجھنے لگا۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَّا لَمْ یَعْلَمْ۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ انسان کے نہیں ہیں لیکن ہوا میں اڑنا سکھایا۔ پانی سے بھاری ہے لیکن پانی پر تیرنا اور غوطہ لگانا سکھایا۔ بھاری بھاری چیزوں کے جہاز بنا کر اس میں بہت وزنی اسباب لیجانا اور سفر کرنا سکھایا۔ آب ووز کشتی جو پانی کے اندر ہی اندر چلے بنائی سکھائی۔

ہوا اور بجلی کی قوت پر قابو دیا جس سے دور دراز ملک کی آواز ایک دم
 سن سکے اور جودہاں گزر رہا ہو وہ گھر بیٹھے آلہ کے ذریعہ دیکھ سکے۔ بغیر تیل
 بنی کے بجلی کی روشنی کر سکے اور مشینوں کو برقی قوت سے چلا سکے انسان
 کے جسم کے اندر کا حال ایک رے سے دیکھ سکے سینما میں چلتی پھرتی بولتی تصویریں
 دکھا سکے۔

انسان قدرتی طور پر جسمانی لحاظ سے ایک نہایت کمزور جاندار ہے جس پر
 مجال کی لکھی اور نتنیا یعنی زرد اور سرخ بھڑک حملہ کرتے ہیں اور انسان اپنے
 قدرتی اعضا سے اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن اپنے علم کے ذریعہ اس نے وہ
 وہ چیزیں اور ہتھیار ایجاد کئے جن کے استعمال سے وہ ہر جاندار پر قابو
 یافتہ ہو گیا۔ بڑے بڑے طاقتور جانوروں کو مطیع کر لیا۔ ہاتھی کی گردن پر بیٹھ
 کر اس کو ہٹکاتا ہے۔ اور ہر قسم کا کام لیتا ہے۔ شیر کو پنجبرہ میں بند کر کے
 کس میں اس سے کھیل کراتا ہے۔ ریچھ اور بندر کو بچواتا ہے۔ پتیتے اور باز سے
 شکار کھلواتا ہے۔ سانپ کو بین کی آواز پر بچاتا ہے۔ چوہے سے ڈول کی رسی
 کھچواتا ہے۔ غرض کہ ہر جانور پر اللہ کے دئے ہوئے علم کی وجہ سے قابو پایا۔

پہلے بارود کے ہتھیار بنائے تھے اب ایٹم کے بھی ٹکڑے کر ڈالے۔
 کچھ دن میں سورج کی شعاعوں کو آئینہ اور میگنیفائنگ گلاس یعنی آتشی
 شیشہ کے ذریعہ قابو میں لاکر ان کی قوت کو کھانا پکانے اور مشینوں کو چلانے

کے واسطے استعمال کیا جائے گا: سنو شی چاند روزانہ دنیا کے چاروں طرف
گھومے گا۔ انسان اپنے تعلقات دوسرے سے پیاروں سے پیدا کرے گا۔

یہ سب علم اُس کو اُس پاک پروردگار نے دیا جس نے خَلَقَ الْإِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ ۚ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝

یعنی انسان کو ایک خون کے لوتھرے سے نہایت موزوں صورت میں بنایا اور
نَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوْحِهِ پھر اس میں اپنی روح میں سے روح پھونکی۔

انسان کو چاہیے کہ اپنے اس پیداکرنے والے اور علم دینے والے کی
قدرت کاملہ کو سمجھے اور اس کے احکامات کی تعمیل کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے

انسان کو علم ہر بات کا دیا ہے۔ اس کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ جملہ نعمتیں اُس کو اس
دنیا کی آسائش کے واسطے دی ہیں اور وہ سب ہمیں رہ جائیں گی ۶

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاو چلے گا بجاۃ

انسان کو مرنا ضرور ہے۔ چاہے وہ کتنا ہی جائے مَكَلَّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

الْمَوْتِ! اس کی دولت۔ عزت۔ مال۔ اسباب۔ اولاد سب یہاں رہ جائینگے

صرف اس کے اعمال ساتھ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اجلِ ثناء اپنے رحم و کرم سے

سزا و جزا دے گا۔ وہی ہر تعریف کے قابل ہے۔

وَرُو

تمام درود نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد ﷺ سے اللہ علیہ وسلم پر ہو جنہوں نے

دنیا کو بتایا کہ وہ پیدا کرنے والا کون ہے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ اور آخری نبی اور رسول منتخب کر کے دنیا کو سبق سکھانے کے واسطے اپنا مکمل پیغام دیکر بھیجا۔ جن کے طفیل سے ساری دنیا یہ سمجھنے لگی کہ انسان کیا چیز ہے اور اس میں کیا قوتیں اس کے پیدا کرنے والے نے رکھی ہیں۔ انسان اپنی ہستی کو سمجھ کر اپنے پیدا کرنے والے کو سمجھنے لگا۔ جب تک انسان خود اپنے آپ کو نہ سمجھے وہ پیدا کرنے والے کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ رسول مقبول صلیم نے انسان کو وہ تمام راز جو اس کی تخلیق میں پنہاں ہیں بتا دیئے اور اس طرح پیدا کرنے والے کو سمجھنے کا اور اس کے احکامات کو سمجھنے کا راستہ کھول کر انسان کو سبق دیا۔ اس لیے وہ رحمت اللعالمین ہیں۔

انسان جب اپنے پیدا کرنے والے کو سمجھنے لگتا ہے تو یہ بھی سمجھنے لگتا ہے کہ وہ اس مخلوق کا جو خالق نے پیدا کی ہے ایک اونٹے سا جزو ہے اور اس کے اوپر بہت سی باتیں فرض ہیں جن کو انجام دینے بغیر وہ جو بھی مشین کام نہیں دے سکتی جس کا یہ ایکسپریز ہے جس مشین کا نام سو سا بیٹی یا جماعت ہے۔ اس لیے انسان کو تمام پیدا کردہ اشیاء سے تعلق رکھنا ضروری ہے اور خاص کر دوسرے انسانوں سے۔ ان تعلقات کو قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اصول بنا دیئے ہیں جن پر خود عمل کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو

دنیا کی واسطے ایک نمونہ پیش کیا ایسے راہبر و راہی پر لاکھوں سلام۔

تہنیت

قرآن پاک میں چند احکامات ایسے ہیں جن کا انسان کی روزمرہ زندگی سے تعلق ہے اور ان پر عمل کر نیک حکم ہے۔ ہر حکم کی بابت جس قدر آیات ہیں وہ ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں اور ہر ایک مضمون کے متعلق آیات جملہ سوزوں سے اخذ کر کے ان کا آسان و محاورہ ترجمہ دیا گیا ہے تاکہ اردو بولنے والا آسانی سے سمجھ سکے۔ جلد اول و دوم و سوم میں احکامات نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ واضح طور پر لکھے جا چکے اور اعتقاد اسلامی بھی جلد اول میں دیا گیا ہے۔ نکاح، طلاق و وراثت اس کے بعد کی جلدوں میں ہیں۔ بقیہ تمام احکامات اس جلد میں ہیں۔ چھوٹی چھوٹی جلدیں اسلامی تعلیم کی اس لئے کی گئی ہیں تاکہ جو شخص چاہے وہ اس ہی مضمون کی کتاب حاصل کر لے اور ایک گھنٹہ میں تمام احکامات پڑھ لے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز کو یہ جلدیں لکھنے کی ہمت عطا فرمائی اور اس جلد کو آج بروز شنبہ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء مطابق یکم جمادی الاول ۱۳۷۴ھ بمقام پیامین سنیشنس، بلاک ۷، ناظم آباد، کہ اس میں اختتام پر پہنچایا ہے۔

خادم قوم
محمد پیامین خان

نمبر سیرہ	سورت	رکوع	نمبر آیت	ترجمہ اردو زبان با محاورہ
				<p>مسلمان متوازن امت ہیں</p> <p>پس ہم نے تم کو (مسلمانوں کو) ایک ایسی امت بنایا ہے جو ٹھیک متوازن رہتے تاکہ تم دوسرے تمام لوگوں کے واسطے ایک ریشمی اور اخلاق کا نمونہ بنو۔ اور رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے مثال ہیں۔</p> <p>قرآن کو ادب سے سنو</p> <p>جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنا کر اور چپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے پروردگار کی یاد صبح و شام پوری طرح دل و دماغ سے متوجہ ہو کر انکساری کے ساتھ اور دھیمی آواز میں کیا کرو اور غافلوں میں سے نہ بنو۔</p> <p>ماں باپ کے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ احسان کرو۔ شیخی</p>
۲	البقرہ	۱۷	۱۴۵	
۹	الاعراف	۲۴	۲۰۴ ۲۰۵	

۵	النساء	۶	۳۶	<p>نہ مارو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ مال باپ کے ساتھ احسان کرو۔ اور رشتہ داروں یتیموں۔ محتاجوں۔ پڑوسی رشتہ داروں۔ پڑوسی غریب رشتہ داروں۔ ہمنشیں فقیروں مسافروں اور اپنے مملوکوں (یعنی نوکروں) کے ساتھ احسان کرو۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو اترانے والے شیخی مارنے والا ہو۔</p>
۵	النساء	۸	۵۹	<p>حکم مانو اللہ۔ رسول اور حاکم کا اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور ان کا جو تم ہیں سے صاحب حکومت ہیں۔</p>
۱۵	بنی اسرائیل	۳	۲۳ تغابہ ۲۹	<p>اللہ کی عبادت اور ماں باپ کی تعظیم۔ فضول خرچی شیطانی کام تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ تم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کرو اور</p>

اپنے ماں باپ پر مہربانی سے پیش آؤ
 جب دونوں یا ان میں سے ایک تمہارے
 سامنے بڑھا پے کی عمر کو پہنچیں۔ ان سے کوئی لفظ
 سختی سے نہ بولو اور نہ ان کو جھڑکو بلکہ
 ان سے تہذیب اور اخلاق سے گفتگو کرو
 محبت و مہربانی کے ساتھ اپنا کندھا
 انکساری سے ان کے سامنے جھکاؤ اور اللہ
 سے دعا کرو کہ اے مولانا ان پر رحم کر جیسا
 کہ انھوں نے مجھ کو پرورش کرنے میں
 جب میں چھوٹا سا تھا میرے اوپر رحم کیا تھا
 اور قرابت داروں کو ان کا حق دو۔ اور
 محتاجوں اور مسافروں کی مدد کر لیکن
 اپنی دولت فضول خرچی میں مت اڑاؤ۔
 بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی
 ہیں جو اپنے رب کا ناشکر ہے۔

نہ تم اپنے ہاتھ کو مثل کبوترس کے اپنی
 گردن سے بندھا رکھو اور نہ اتنا فراخ دلی

۱۵	بنی اسرائیل	۳	سے دراز کرو کہ تم ملا مرت شدہ ناوار ہو کہ بیٹھ جاؤ
۱۹	الفرقان	۶	۶۷
			فضل خیرچی اور نخل خدا کے نیک بندے وہ ہیں جو کہ جب خرچ کرتے ہیں تو بے جا فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ نخل اور کنجوسی کرتے ہیں۔ لیکن ان دو دنوں کے درمیان کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔
۲	البقرہ	۲۳۷	۱۸۸
			بیجا خرچ اور رشوت تم اپنی دولت کو اپنے بڑھیا کھانے پر یعنی مارنے کے واسطے خرچ نہ کرو۔ اور حجوں کو رشوت دینے میں خرچ نہ کرو۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے نا انصافی نہ کرو۔ دوسروں کا مال دیدو والستہ مارو۔
۵	النساء	۲۰	۱۳۵
			سچی گواہی دو خواہ کسی کے خلاف ہو اسے ایمان والو تم انصاف پر قائم رہنے والے اور اللہ کے واسطے سچی گواہی دینے والے

ہو جاؤ۔ چاہے گواہی تمہارے اپنے ہی خلاف
 کیوں نہ ہو یا تمہارے ماں باپ یا رشتہ داروں
 کے خلاف ہو۔ یا امیر یا غریب کے خلاف
 ہو چونکہ خدادادوں کی حفاظت کر سکتا ہے
 انصاف میں اپنی نفسانی خواہشات کے تابع
 نہ ہو۔ اگر تم انصاف کے معاملہ میں زبان دباؤ گے
 یا بچو گے تو یقیناً خدا اس سے خبردار ہے جو
 تم کرتے ہو۔

اے ایمان والو! ہو جاؤ۔ اللہ کے لیے اس
 بات پر قائم کہ تم سچی گواہی دو گے اور تم کو کسی
 قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے گی
 کہ تم انصاف سے پھر جاؤ اور اس کی وجہ سے
 غلط کام کرو۔ انصاف کیا کرو چونکہ وہ پرہیزگاری
 کے بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرو چونکہ وہ سب
 کچھ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

امانت و گواہی

اگر کوئی شخص دوسرے کے پاس امانت

۹

۲

المائدہ

۶

۲۸۳

۳۹

البقرہ

۳

میں چیز رکھائے تو امین کو اپنے رب سے ڈرنا چاہیے
 اور امانت کو بغیر خیانت کے واپس دیدینا
 چاہیے۔ گواہی کو مست چھپاؤ۔ اور اگر کوئی
 شخص سچی گواہی دینے سے انکار کرے گا تو
 یقیناً اس کا دل گنہگار ہے اور جو کچھ تم کرتے
 ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔

امانت واپس دو اور انصاف کا
 فیصلہ دو جب حاکم ہو

یقیناً اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کو
 ادا کرو جو ان کی امانتیں تمہارے پاس ہیں اور
 جب تم لوگوں کے درمیان حاکم بنو۔ تو فیصلہ
 انصاف کے ساتھ کرو۔ بے شک اللہ تم کو
 کیسی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً وہ ہر بات
 سنتا اور دیکھتا ہے۔

انصاف اور احسان کا حکم۔
 بیچاری۔ بغاوت۔ عہد شکنی۔ قسموں
 کو توڑنے کی ممانعت۔

۵۸

۸

النساء

۵

۱۴	المخسل	۱۳	۹۰ نفایثہ ۹۶	<p>بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف کا اور احسان کا اور قرابت والوں کی مالی امداد کا اور منع کرتا ہے بے حیائی اور ہڑے کاموں اور بغاوت کو نصیحت کرتا ہے تم کو تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور پورا کیا کرو اللہ کا عہد جب آپس میں عہد کیا کرو۔ اور قسموں کو بعد پکا کرنے کے مت توڑو۔ چونکہ قسم سے تم اللہ کو ضامن کر چکے ہو۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور نہ بنو اس عورت جیسے جس نے اپنا کانا ہوا سورت جب وہ مضبوط ہو گیا تو اس کو توڑو۔ اور اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا دینے کا ذریعہ نہ بناؤ اس واسطے کہ کہیں تم میں ایک گروہ سے دوسرا گروہ اس میں سبقت نہ لے جائے۔ بس اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے</p>
----	--------	----	--------------------	---

اور قیامت کے دن تم پر وہ سب باتیں
ظاہر کر دیگا جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔
اور قسموں کو فساد کا ذریعہ مت
بناؤ جس کی وجہ سے کسی کا قدم جم جائے کے
بعد نہ پھسل جائے اور اپنے عہد و پیمان
کو کسی بھی رقم کے معاوضہ میں جو ایک حقیر
چیز ہے فروخت نہ کرو۔ چونکہ اللہ کے
یہاں سے جو انعام ملے گا وہ بڑا ہے اگر تم
اس کو سمجھ سکو۔

معاہدہ کو تخریب میں لاؤ

اسے ایمان والو جب تم کوئی معاہدہ آپس میں کرو
جس کی تکمیل میں ادائیگی ایک خاص مقررہ مدت
کے بعد ہوگی تو اس معاہدہ کا تخریب
میں سے آؤ۔ ایک کاتب اس معاہدہ کو جو
شرقیہ میں تو ڈھپک ڈھپک اس طرح
لکھتے جیسا کہ اس کو بتایا جائے۔ کاتب کو لکھنے
سے انکار نہیں کرنا چاہیے چونکہ خدا نے اس کو

۲۸۲

۳۹

البقرہ

۳

۲۸۳

لکھنا سکھا یا ہے اس لیے اس کو لکھنا چاہیے۔
 مخیر اس شخص کے کہنے کے مطابق ہونی چاہیے
 جس پر ایندہ ادائیگی کی ذمہ داری
 ہے۔ کاتب اور لکھانے والے کو چاہیے کہ خدا
 سے ڈرتا رہے اور لکھنے میں کسی ذمہ داری کو کم
 نہ کرے لیکن اگر وہ شخص جس پر ادائیگی کا بوجھ پڑتا
 ہے بیوقوف یا کمزور ہو یا اس
 میں معاہدہ لکھانے کی عقل نہ ہو تو اس کا
 ولی معاہدہ کو انصاف کے ساتھ ٹھیک
 ٹھیک لکھائے۔ اور اپنے آدمیوں میں سے دو
 کی گواہی کرالو۔ اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو
 ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کرالو
 جن کو تم گواہی کے واسطے موزوں سمجھ کر
 پسند کرتے ہو۔

اگر ایک گواہ بھول جائے تو دوسرا اس کو
 یاد دلا دے۔

گواہوں کو گواہی دینے سے انکار

۳	البقرہ	۳۹	۴۸۲ ۲۸۳۵	<p>نہیں کرتا چاہیے۔</p> <p>آئندہ پورے ہونے والے معاہدوں کو خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے لکھانے میں تمہارا نام یا عقلمند نہ کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ منصفانہ طریقہ ہے اور بہتر قسم کی شہادت ہے۔ اور آسان ہے اور تم اس سے شکایت نہیں پڑو گے۔</p> <p>لیکن اگر کوئی معاملہ ایسا ہو کہ جس میں ادائیگی نقد اور تکمیل فوری ہو تو اس کے تخریبی نہ لانے سے کوئی برائی نہیں مگر جب نقد اور فوری ادائیگی کا معاملہ ہو تو بھی گواہ بنا لیا کرو۔</p> <p>گواہوں اور کاٹھیوں پر کوئی کسی قسم کا تشدد نہ کیا جائے اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارا گناہ کا کام ہو گا۔ اور تمہاری بری حرکت ہو گی۔ لہذا خدا سے ڈرو اور خدا ہی تم کو سکاٹا ہے اور ہر بات سے واقف ہے۔</p>
---	--------	----	-------------	--

اگر تم سفر میں ہو اور تم کو کوئی کاتب دستیاب نہ ہو تو چیزیں رہن کر کے قبضہ میں دیدو۔
اولاد کو مارتا زنا کاری اور قتل کی
ممانعت پورا تو لے۔ تا پنے اور یتیم
کے مال کی حفاظت کی ہدایت

۲۸۳

۳۹

البقرہ

۳

۱۔ اپنی اولاد کو اپنی ناداری کی وجہ سے نہ
مارو۔ ہم ان کو بھی اور تم کو بھی روزی دینے
ہیں۔ بے شک ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے
۲۔ اور نہ پاس جاؤ زنا کے چونکہ وہ بے شک
بہت بے حیائی کا کام ہے اور بری راہ
ہے جو دوسری بری راہیں کھولتا ہے۔

۳۱

۴

بنی اسرائیل

۱۵

لغابۃ
۳۹

۳۔ اور نہ جان لو اس کی جس کا مارنا حرام
کیا گیا۔ بجز انصاف کے واسطے یعنی
قانون کے ذریعہ

۴۔ اگر کوئی شخص ناحق قتل کیا جائے
اس کے ورثا کو ہم نے حق دیا ہے لیکن اس کو
چاہیے کہ جان دیدے ہیں، لینے میں حدود

۱۵	بنی اسرائیل	۴	"	<p>سے تجاوز نہ کرے چونکہ اس کی امداد (قانون سے) کی گئی ہے۔</p> <p>۵۔ اور تم یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ سوائے اس کے کہ اس کو توفی دینے کی غرض سے جب تک وہ سن بلوغ کو پہنچے۔</p> <p>۶۔ اور پورا کرو عہد بے شک اس کی باز پرس ہوگی۔</p> <p>۷۔ اور پورا بنا پو جب تم کسی چیز کو بنا پو۔</p> <p>۸۔ اور ٹھیک ٹھیک تولو صحیح ترازو سے یہ بات بہت بہتر ہے اور آخر انجام میں فائدہ مند ہے۔</p> <p>۹۔ اور اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ چونکہ ہر بات کی جو تم سنو گے یا دیکھو گے یا دل میں لاؤ گے تم سے پرسش کی جائے گی۔</p> <p>۱۰۔ اور زمین پر شیخی مارتے، اکوڑتے ہوئے زندہ چلو۔ چونکہ نہ تو تم زمین کو</p>
----	-------------	---	---	---

چھیر ڈالو گے اور نہ اونچائی میں پہاڑ کی برابر
جاؤ گے۔

یہ سب باتیں تمہارے رب کے نزدیک
ناپسندیدہ ہیں۔ اور اللہ کے ساتھ
کسی کو معبود نہ بناؤ۔

پورا تو لو اور ٹھیک ناپو

دکھا حضرت شعیب نے اور اسے میری قوم پورا

۸۵

۸

ہود

۱۲

کیا کروناپ اور قول انصاف کے ساتھ اور

لوگوں کو چیزیں اس سے کم نہ دو جو ان کا حق ہے

اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

مسلمان کو قتل کرنے والا جہنمی

کوئی مسلمان ہرگز دوسرے مسلمان کو قتل

۹۲

۱۳

النساء

۵

نہ کرے۔

لیکن اگر دشمن مسلمان سمجھ کر غلطی سے کوئی مسلمان

دوسرے مسلمان کو قتل کر دے تو اس پر لازم

ہے کہ :-

۱۔ ایک مسلمان غلام یا مسلمان لونڈی کو آزاد

کرے اور
۴۔ مقتول کے خاندان والوں کو خون بہا یعنی نقد
معاوضہ دے لیکن خاندان والوں کو اختیار
ہے کہ وہ خون بہا معاف کر دیں۔

اگر مقتول مسلمان ایسی قوم سے ہے جس کی تم سے
دشمنی ہے تو ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا
آزاد کرنا کافی ہے لیکن اگر وہ ایسی قوم کا ہے
جس کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہے
تو خاندان والوں کو خون بہا بھی دیا جائیگا اور ایک
مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد بھی کرنا ہوگا۔ اگر
کسی کے پاس مالیت نہ ہو تو دو مہینے مسلسل
روزے منظور توہ کے رکھے۔ اور اللہ جاننے والا
حکمت والا ہے۔

اور اگر کوئی جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل
کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں ہمیشہ رہے گا
اور اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر
لعنت کرے گا۔ اور مکے لئے بڑا عذاب

تیار کیا ہے۔

چور کی سزا

چور مرد ہو یا عورت چور کی سزا اللہ کی طرف سے ۴۲۵۱ ۶ المائدہ ۶

تنبیہ کے طور پر یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

لیکن اگر چور اپنے جرم کی توبہ کرے اور اللہ سے اپنا چال چلن ٹھیک رکھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے رحمت والا اور رحم والا ہے۔

یعنی اگر چور اپنے جرم کا اقبال مجسٹریٹ کے سامنے کرے و عدہ کرے کہ آئندہ چوری نہ کرے گا تو ہاتھ نہ کاٹ جائے اور کم سزا دی جاوے لیکن اگر اقبال جرم نہ کرے تو اس کے معنی ہوں گے کہ توبہ نہیں کرتا اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے سزا کاٹنا منقر کیا ہے اور اگر ایک مرتبہ توبہ کر کے بچ جائے اور دوبارہ پھر جرم کرے تو اللہ کی مقرر کردہ سزا چاہیے۔

<p>برقع یا چادر اوپر اور ٹھننا</p>	۵۹	۸	احزاب	۲۲
<p>اے پیغمبر کہد واپنی بیویوں اور لڑکیوں سے اور مسلمان عورتوں سے کہ رجب وہ باہر جاویں اپنا اوپر کالباس ربرقع یا چادر پہن لیں۔ یہ آسان ہے کہ وہ پہچانی جائیں تاکہ ان کو کوئی نہ جھپٹے۔ شرم و جیا عورتوں کے واسطے</p>				
<p>اور کہد مسلمان عورتوں سے کہ اپنی اپنی آنکھیں نہ چھریں رجب کسی مرد کا سامنا ہوا اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی۔ اور نہ ظاہر کریں اپنا بون (یعنی جسم کا حصہ) سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے۔ اور ان کو چاہیے کہ اپنی اور ٹھنیاں اپنے سینوں پر ڈالیں اور اپنی زیبا نش حسن کو ظاہر نہ کریں غیروں پر سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے باپوں کے یا خاوندوں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی ملازمہ سورت</p>	۲۰ ۱۳	۴	النور	۱۸

یا ان غلام مردوں کے جن میں قوت مردی
نہ ہو یا ان چھوٹے لڑکوں کے کہ جن میں مرد عورت
کا احساس نہ ہو۔

اور عورتوں کو چاہیے کہ زمین پر پیر زور سے
نہ ماریں کہ جس سے ان کی زیبائش کی طرف جس کو
وہ چھپاتی ہیں دیکھتے والوں کی توجہ ہوسے مسلمانوں
اللہ سے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

مردوں کے واسطے شرم و حیا

کہدو مسلمان مردوں سے کہ وہ اپنی آنکھیں
نیچھی کر لیں جب کسی عورت کو دیکھیں اور اپنی
شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے واسطے
پاکیزگی کی راہ ہے اور خدا جانتا ہے

زنا کی سزا زنا کا جھوٹا الزام لگانا منع

زنا کرنے والے والی عورت ہو یا مرد ان کے
سوسو کوڑے مارو اور اس حکم الہی میں تخم کوڑیس
نہیں آنا چاہیے اگر تخم خدا پر اور قیامت کے
دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور یہ سزا مسلمانوں

” ” ” ”

۱۸ الشوریٰ ۴

۱۸ الشوریٰ ۱ ۲

کے ایک مجمع میں زنی جائے
جو شخص زنا کا مرتکب ہو اس کی شادی ایسی ہی
عورت سے ہو سکتی ہے جو زنا کی مرتکب
تھی یا غیر مسلم عورت سے۔

اور زنا کرنے والی عورت سے کوئی مسلمان
شادی نہ کرے بجز اس کے جو زنا کا مرتکب
ہو تھا یا غیر مسلم مرد سے۔

مسلمانوں کے واسطے زنا کرنا قطعاً ممنوع

اور حرام ہے۔

اگر کوئی شخص پاک دامن عورت پر زنا

کا الزام لگائے اور چار گواہ ثبوت میں پیش

نہ کرے تو اس کے انٹی کوڑے لگاؤ اور اس

کی گواہی ہمیشہ کے لیے خارج کی جائے۔

اور بھی کوئی گواہی اس کی نہ مانی جائے جو کلمہ یہی

لوگ ناسق ہیں۔

اگر وہ توبہ کرے اور آئندہ چلن ٹھیک بنائے

تو خدا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اور جو لوگ تہمت لگائیں اپنی بیویوں پر
 اور ان کو سوائے اپنے کوئی گواہ نہ ملے۔ اور وہ چار
 بار خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ
 صحیح ہے اور پانچویں بار یہ کہیں کہ ان پر خدا کی
 مار ہو اگر وہ جھوٹ کہتے ہوں تو ایسے آدمیوں
 کی گواہی مانی جاسکتی ہے لیکن عورت منرا سے
 بیچ سکتی ہے اگر وہ عورت چار بار خدا کی قسم
 کھا کر کہے کہ اس کا شوہر جو کہتا ہے وہ جھوٹ
 ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب
 نازل اگر وہ سچ ہو جو میرا شوہر کہتا ہے۔
 گھروں داخل ہو تو سلام کرو
 جب تم گھروں میں داخل ہو تو ایک دوسرے
 کو سلام کرو۔ سلام کرنا خدا کی طرف سے پاکیزگی
 اور برکت والا کام ہے۔
 سونے کے کمرے میں کن کن وقت
 آنے کی ممانعت

جو تمہارے گھر میں یا نابالغ بچے میں وہ تمہارے

"	"	"	"
۶۱	۸	النور	۱۸
۵۸	۸	النور	۱۸

مکرہ میں تین اوقات پر بغیر اجازت کے نہ آئیں۔
ایک تو فجر کی نماز سے قبل۔ دوسرے دوپہر کو
جب گہی کی وجہ سے کپڑے اتار دیتے ہو اور تیسرے
نماز عشا کے بعد۔

دوسرے گھر میں بغیر اجازت مرت گھسو

اے ایمان والو! سوائے اپنے گھروں کے اور
کسی کے گھر میں اس وقت تک نہ گھسو جب تک
ان سے اجازت نہ لے لو اور ان کو سلام نہ کر لو۔ یہ
تمہارے واسطے بہتر ہے تاکہ تم عمدہ طریقے سمجھنے
لگو۔ اگر کوئی گھر میں نہ ہو تو اس میں داخل نہ ہو جب
تک تم کو اندر آنے کی اجازت نہ ملے۔

اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو تم کو چاہئے
کہ واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے واسطے پاکیزگی کی
بات ہے اور اللہ اس کام کو جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔
اس میں تمہارے لیے گناہ نہیں ہے اگر تم
ایسے گھر میں داخل ہو جس میں کوئی نہیں رہتا اور
تمہارا مال اس میں رکھا ہے اور اللہ جانتا ہے

۲۷
نفاۃ
۲۹

۴

نور

۱۸

جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

حرام بائیں

۱۔ اے پیغمبر کہدو۔ آؤ تم کو بڑھ کر سناؤں

۱۵۱

۱۹

الانعام

۸

۱۵۲

جو تمہارا سے رب نے تم پر حرام کیا ہے

۱۔ یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔

۲۔ ماں باپ کے ساتھ تکی اور احسان کے ساتھ

پیش آؤ۔

۳۔ اور اپنی اولاد کو بوجہ تنگدستی کے نہ مار ڈالو۔

چونکہ تم تم کو اور ان کو روزی دیتے ہیں۔

۴۔ بے حیائی کے کاموں کے پاس نہ ظاہر جاؤ،

نہ چھپ کر جاؤ۔

۵۔ نہ کسی جائدار کو مار ڈالو جس کا مارنا حرام کیا گیا

سوائے اس کے قانون کے سخت انصاف کی

غرض سے ہو اس سے مراد انسان کا خون

ماحق بھی ہے اس کی نصیحت تم کو کی گئی ہے

تاکہ تمہاری سمجھ میں آجائے۔

۶۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ سوائے

اس کے کہ اس کو بہتر بناؤ جب تک وہ سنہ
بلوغ کو پہنچے۔

۷. اور ناپ و تول انصاف سے پوری
پوری کرو۔

ہم کسی شخص پر اس سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے
جتنا کہ وہ اٹھا سکے۔

۸. جب تم بات کہو سچی اور انصاف کی کہو
خواہ اس میں تمہارے رشتہ دار کا معاملہ
کیوں نہ ہو۔

۹. اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ اسی کی نصیحت

تم کو کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

شہرابِ جہنم اور شہان اور

پائسے شیطانی ناپاک کام

اسے ایمان والوں کی بات یہی ہے کہ شہراب و

جہنم اور شہان اور پائسے

ناپاک اور شیطانی کام ہیں۔ تم ان سے

بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

۹۳

۱۲

المائدہ

۷

پس شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تم میں آپس میں
 بغض اور عداوت بذریعہ شراب اور
 جوئے کے ڈال دے اور تم کو اللہ کے ذکر
 سے اور نماز سے روک دے۔ کیا پھر
 بھی تم اس سے باخبر نہ آؤ گے
 مسلمانوں میں صلح کراؤ

اگر دو گروہ مسلمانوں کے آپس میں لڑیں
 تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ لیکن اگر ایک گروہ
 ان میں سے دوسرے پر حد سے زیادہ سختی
 کرے تو تم سب مل کر اس سے لڑو جب تک
 وہ خدا کے حکم کو نہ مانے۔ اگر وہ خدا کے حکم کو مان
 لے۔ تو پھر دونوں فریقوں میں انصاف کے ساتھ
 فیصلہ کر دو۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔ بیشک
 اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے
 سب مسلمان بھائی بھائی آپس میں ہیں۔
 لہذا اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دو اور اللہ سے
 ڈرو کہ تم پر رحم کیا جاوے۔

۱۰۹

الحجرات ۲۶

دوسروں کا مذاق نہ اڑاؤ۔ نہ طعنہ
تشنیع دو

۲۶ الحجرات ۲ ۱۱
اسے ایمان والا ایسا نہ ہو کہ تم میں بعض لوگ
دوسروں کا مذاق اڑائیں چونکہ یہ ممکن ہے کہ جن کا
مذاق اڑایا جائے وہ ان سے بہتر ہوں جو مذاق
اڑائیں۔ نہ عورتوں کو چاہیے کہ وہ دوسری عورتوں
پر ہنسیں۔ یہ ممکن ہے کہ جن کی ہنسی اڑائی جائے
وہ، ہنسی اڑانے والیوں سے بہتر ہوں۔

نہ کسی کو بدنام کرو
اور نہ کسی پر طعنہ تشنیع زنی کرو
نہ ایک دوسرے کو برے خطاب دے کہ
پکارو ایمان لانے کے بعد برا نام دینا بدی کا
کام ہے۔

جو لوگ اس سے گریز نہیں کرتے وہ گنہگار
ہیں

۳۰ الممزہ ۱ ۱
بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو چھپو
چھپو عیب لگانے والا ہو اور منہ در منہ طعنہ دینے والا

ہو اور حرص سے مال جمع کرتا ہو اور اس کو بار بار

دیکھتا ہو۔

تشبیہ و بدگمانی کی ممانعت غیبت
کی برائی

اے ایمان والو! جو جان تک ہو کسی پر شبہ

اور بدگمانی کرنے سے بچے رہو۔ چونکہ بعض حالت
میں بدگمانی گناہ کی حد کو پہنچتی ہے۔

نہ عیب جوئی کی تلاش میں لگو۔ اور نہ پیچھے

پیچھے ایک دوسرے کو برا کہو۔ کیا تم میں سے

کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا کو

کھائے نہیں تم ایسے کام سے نفرت کرو گے۔

خدا سے ڈرو وہ تو یہ قبول کرنے والا نہایت رحم

والا ہے۔

آدابِ مجلس

اے مسلمانوں! جب تم سے مجلسوں میں کہا جائے

کہ کھل کر بیٹھو تو تم کو چاہیے کہ کھل کر بیٹھا کرو۔ اللہ

تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی کریگا۔ اور جب

۲۶ الحجرات ۲ ۱۲

۲۸ الحجرات ۲ ۱۱

کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔ اللہ تعالیٰ
ان کا زنبہ بلند کریگا جو ایمان لائے اور جن کو علم
دیا گیا۔ اور خدا جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

سب انسان برابر ہیں عزت اچھے
کاموں سے ہے نہ کہ نسب سے

اسے لوگوں نے تم کو ایک مرد اور ایک ہی
عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو قبیلوں اور
قوموں میں اس لئے تقسیم کیا ہے کہ ایک
دوسرے کو پہچانویں اللہ کے نزدیک تم میں
سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ
پرہیزگار ہے۔ اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

ایک آدمی دوسرے کے فعل کا
ذمہ دار نہیں

ایک آدمی پر دوسرے آدمی کے فعل کا بوجھ
نہیں ڈالا جائے گا۔ ہر آدمی کو اس کے کام کی
سزا یا جزا دی جائے گی۔ ہر آدمی کے اعمال ضرور
دیکھے جائیں گے اور پھر اس کو پورا انعام ملے گا۔

۱۳

۲

الحجرات

۲۶

۳۸
مقابت
۳۱

۳

النجم

۲۷

نیک کام کا مشورہ دواور برے کام کا مشورہ نہ دو

جو شخص دوسرے کو نیک کام کا مشورہ دیتا ہے اور اس کے کرنے میں امداد کرتا ہے وہ اس کے ثواب میں شریک ہو جاتا ہے اور جو برے کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور اس میں مدد کرتا ہے وہ اس کے گناہ میں شریک ہوتا ہے۔ اللہ کو سب چیزوں پر قدرت ہے۔

نیک کام میں مدد کرو۔ عداوت اور برے کام میں مدد نہ کرو

ایک دوسرے کی مدد نیک کاموں میں اور کھلائیوں میں کرو لیکن گناہ کے کاموں میں اور عداوت میں نہ کرو۔

اخلاق سے ملو

جب کوئی تم سے اخلاق سے ملے تو تم کو چاہیے کہ تم اس سے زیادہ اخلاق سے یا کم سے کم اسی قدر اخلاق سے پیش آؤ۔ خدا سب باتوں کا حساب

۵ النساء ۱۱ ۸۵

۴

۶ المائدہ ۱ ۲

۵ النساء ۱۱ ۸۶

	المائدة	۱	۲	<p>لیتا ہے</p> <p>کون خوراک جائز اور کون حرام</p> <p>تمہاری خوراک کے واسطے جائز کئے تمام چوپائے جانور بجز ان کے جن کے نام دئے گئے لیکن شکار کرنا جانور کا کعبہ کی حدود میں یا جب تم احرام باندھے ہو منع ہے۔ خدا جو چاہتا ہے منع کرتا ہے۔</p> <p>جو خوراک تمہارے لئے حرام کی گئی وہ یہ ہے:-</p> <p>۱۔ مردہ جانور کا گوشت</p> <p>۲۔ خون</p> <p>۳۔ سوراخ کا گوشت</p> <p>۴۔ اس جانور کا گوشت جو سوائے اللہ کے کسی اور نام پر مارا گیا ہو۔</p> <p>۵۔ اس جانور کا گوشت جس کو گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو۔</p> <p>۶۔ یا جو جانور ضرب شدید مار کر مارا گیا ہو جیسے لاٹھی یا پتھر سے</p> <p>۷۔ یا جو اونٹے مقام سے گر کر مر گیا ہو</p>
۴	المائدة	۱	۲	
"	"	"	۲	

۸۔ یا جس کو دوسرے جانور نے سینگوں سے مارا

مارا ہو۔

۹۔ یا جس کے کچھ حصے کو جھگی جانور نے کھا لیا ہو

سوائے اسکے کہ اس کو مرنے سے قبل تم نے

ٹھیک طرح ذبح کر لیا ہو

۱۰۔ جو بتوں یا دیوتاؤں کی نذر کی واسطے مارا گیا ہو

۱۱۔ یہ بھی ممنوع ہے کہ تیزیوں کے ذریعہ گوشت

تقسیم کرو۔ یہ کام بہت برے ہے۔

لیکن اگر تم بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جاؤ اور

خدا کی عدول حکمی کا ارادہ نذر رکھتے ہو اور ممنوع

گوشت کھا لو تو خدا معاف کرنے والا اور تم

کرنے والا ہے۔

۵۔ تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کون خوراک جائز

ہے۔ کہہ دیجئے۔ کہ تمام پاک اور صاف چیزیں جائز

ہیں۔ اور جو تمہارے سکھائے ہوئے جانور شکار

پکڑیں تو اس کو تم اس طرح جیسے خدا نے بتایا ہے

کھا سکتے ہو لیکن اس پر خدا کا نام لے دو۔ اور خدا سے

ڈرو۔ وہ حساب لینے میں عجلت کرتا ہے۔
 اہل کتاب کی خوراک مسلمانوں کو جائز
 آج کے دن تمام پاک اور عمدہ چیزیں تمہارے
 کھانے کے واسطے جائز کر دیں۔ اہل کتاب کی
 خوراک تمہارے لیے اور تمہاری خوراک ان
 کے لیے جائز کر دی (یعنی ان چیزوں کے علاوہ
 جو حرام کی گئی ہیں)

پانی کے اندر کی مچھلیاں جائز خوراک

تمہارے لیے پانی کے اندر کا شکار اور اس کو لہو
 نڈا کھانا جائز ہے۔ تمہارے لیے اور جو سفر میں
 ہوں لیکن کعبہ کی حدود میں اور احرام باندھنے کی
 حالت میں زمین کا شکار منع ہے

کھانے میں حد سے تجاوز نہ کرو

کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں لیکن
 اس میں حد سے تجاوز نہ کرو تا کہ ہمارا غضب
 نازل نہ ہو۔

تمہارے لیے اچھی پوشاک پہنو۔ خوراک

۶ المائدة ۱

۹۹ المائدة ۱۳

۸۱ طہ ۲

ضائع نہ کرو واللہ مسرف کو دوست
نہیں رکھتا

اے آدمیو۔ تم اپنی بہترین پوشاک
نماز میں ہر موقع اور ہر جگہ پہنا کر رکھاؤ اور پیر
لیکن خوراک ضائع نہ کرو چونکہ اللہ مسرف
لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔

نماز و زکوٰۃ میں پابندی، خیرات کرو جو
اپنی روحوں کے واسطے دو گے اللہ
کے یہاں ملے گا

نمازیں اور زکوٰۃ میں پابند رہو۔ اور جو کچھ تم
روحوں کی بھلائی کے واسطے اپنے مرنے
سے پہلے بھیج گے وہ سب تم خدا کے پاس
اپنے لیے موجود پاؤ گے۔ خدا اچھی طرح دیکھتا
جو تم کرتے ہو۔

اور اپنی دولت میں سے اللہ کی راہ میں صرف
کرو اور اپنے لائقوں کو اپنی تباہی کے
استعمال نہ کرو بلکہ اچھے کام کرو۔ چونکہ اللہ

۸ الاعراف ۳ ۳۱

۱ البقرة ۱۳ ۱۱۰

۲ البقرة ۲۷ ۱۹۲

سے محبت کرتا ہے جو اچھے کام کرتے ہیں۔

خیرات

اسے ایمان والو جو رزقِ ہم نے تم کو دیا ہے
اُس میں سے اللہ کے نام پر خرچ کرو
پیشتر اس کے کہ وہ دن آجاوے جب
کوئی سو دایا دوستی یا سفارش کام نہ دے گی۔
جو اس پر یقین نہیں رکھتے وہ گنہگار ہیں۔

خیرات کرنے والے کی مثال دانہ بونے
والے کی ہے جس کو بہت گنا ملتا ہے

جو لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں ان کی مثال
اس دانہ کی ہے جو بویا جائے۔ اس میں سات
بال نکلتے ہیں اور ہر بال میں سو دانے ہوتے
ہیں۔ اللہ جس کو جتنا لانا ناکدہ دینا چاہتا ہے
دیتا ہے۔ اللہ سب کا خیال رکھتا ہے اور
ہر بات جانتا ہے۔

جو لوگ اپنی دولت میں سے اللہ کے نام
پر خرچ کرتے ہیں اور اپنی مہربانی کو جتاتے

۲۵۴

۳۴

البقرة

۲

۲۶۱
غایۃ
۲۶۴۲۶۱
غایۃ
۲۶۴

البقرة

۳

۲۶۲

"

"

"

نہیں اور نہ اس سے تکلیف دیتے ہیں ان
 کے لیے ان کے رب کے پاس انعام ہے
 ان پر کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ بچھتاہنگے
 مہربانی کے الفاظ اور قصور معاف
 کرنا اور چشم پوشی

مہربانی کے الفاظ اور قصور معاف کر کے
 اس کو چھپانا اس خیرات سے بہتر ہے جس کو
 دے کر ایذا پہنچائی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر
 خواہش سے آزاد و بالاتر ہے اور بہت
 درگزر کرنے والا ہے۔

خیرات کو جتلاؤ نہیں نہ دکھاؤ
 کے واسطے دو

اسے ایمان والو اپنی خیرات (کی خوبی) کو
 اپنی مہربانی جتا کر یا ایذا پہنچا کر غارت نہ کرو
 مثل ان کے جو اپنی دولت میں سے دوسرے
 کو دکھانے کے واسطے دیتے ہیں لیکن نہ تو
 خدا پر نہ قیامت کے دن پر یقین کرتے ہیں

۲۶۳

=

=

=

۲۶۴

=

=

=

ان کی مثال اس پتھر کی چٹان کی ہے جس پر تھوڑی سی
مٹی آگئی ہو اور ایک ہی مینہ کی بارش اس کو پھر
چیل کر دیتی ہے۔ وہ اپنی کمائی سے کچھ نہ کر سکیں گے
اور خدا ان کو راہ نہیں بتاتا جو ایمان سے انکار کرتے

ہیں

خجیرات جو اللہ کی خوشی کے واسطے دی جا

اور ان کی مثال جو اللہ کو خوش کرنے کی اور اپنی
روح کو مضبوط کرنے کی غرض سے اپنی دولت میں
سے خرچ کرتے ہیں اس بارخ کی ہے جو بلندی پر
ہے اور زرخیز ہے اس پر جب زور کی کبھی بارش
ہو تو کبھی دو گنی فصل کی پیداوار ہوتی ہے۔ اور اگر
بارش نہ بھی ہو تو بھی تھوڑی سی نمی سے کافی پیداوار
جاتی ہے۔ خدا سب دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو۔

کیا تم یہ چاہو گے کہ تم کو ایسے کھجوروں اور انگوروں
کے بارخ ملیں جن کے نیچے پانی کی نہریں بہتی ہوئی
ہوں اور تمام اقسام کے پھل ہوں جو تمہارے
بڑھاپے میں جب نیچے اپنی دیکھ بھال کی طاقت

البقر

۳

۲۶۵

البقر

۳

۲۶۶

”

نہ رکھتے ہوں کام آئیں۔ یا یہ چاہو گے کہ باغ طوفان
کی زد میں آجائے یا جل جائے۔ اللہ اپنی نشانیاں
صاف طور پر ظاہر کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

ایمانداری کی کمائی میں سے خیرات دو
نا جائز کمائی نہ کرو۔

اسے ایمان والو اپنی (ایمانداری) کی کمائی میں سے
اچھی چیزیں اور ان بھلوں میں سے جو ہم نے تمہیں زمین
میں سے پیدا کر کے دئے ہیں (اللہ کے نام پر) دو
اس چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ بھی نہ کرنا، جو

نا جائز طور پر حاصل کی جاوے تاکہ تم اس میں سے
اللہ کے نام پر دو جبکہ تم خود اس کو آنکھیں کھول کر
نہیں بلکہ آنکھیں پھنج کر لینا پسند کرو گے۔ یہ تم کو معلوم
ہونا چاہیے کہ اللہ تمام خواہشات سے آزاد اور
بالا تر ہے۔ اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔
اللہ اس کو جانتا ہے جو تم اس کے
نام پر دیتے ہو

جو کچھ تم خیرات میں یا اللہ کے نذرانہ میں دیتے ہو

۲۶۷

۳۷

البقر

۱۱

۲۷۰

۱۱

البقر

۱۲

یقین رکھو اس کا سب علم خدا کو ہے۔ لیکن گنہگاروں کا کوئی مددگار نہیں۔

خیرات کا اظہار چند موقعوں پر جائز لیکن خیرات اصل مستحق کو خفیہ طور پر دو

اگر تم اپنے خیرات کے کاموں کو ظاہر کر دو تو کچھ

مضائقہ نہیں (مثلاً ان موقعوں پر جہاں تمہارے

اظہار سے دوسرے بھی دینے پر آمادہ ہو جائیں)

لیکن یہ بہتر ہے کہ تم خفیہ طور پر ان لوگوں کو خیرات کا

روپیہ پہنچا دو جو درحقیقت مستحق ہیں۔ یہی تمہارے لئے

بہتر ہے اور اس سے تمہارے گناہ و عمل جائینگے

خدا جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

جو تم دو گے وہ تم کو مل جاوے گا

جو کچھ اچھی چیز تم دیتے ہو اس سے تمہاری روح

کو ثواب ہوتا ہے۔ جو تم دیتے ہو وہ اللہ کو خوش

کرنے کو دیتے ہو۔ جو تم دو گے وہ تم کو واپس

مل جائے گا اور تمہارے ساتھ نانا انصافی

نہیں ہوگی۔

۲۷۱

=

البقر

۳

۲۷۲

=

البقر

۴

خیرات ان کو دو جو سوال نہیں کرتے
لیکن اللہ کے کاموں میں مشغول ہیں

خیرات ان کو دو جو اللہ کے کام میں مشغول ہونے

کی وجہ سے جا بجا کمائی کے لیے نہیں پھر سکتے اور

ضرورت مند ہیں۔ مگر جاہل لوگ ان کو اپنے لئے

دنے پن سے رہنے کی وجہ سے امیر سمجھتے ہیں۔

وہ ہر ایک سے سوال نہیں کرتے جو بھلائی تم

ان کے ساتھ کرو گے یقین جاؤ اللہ اس کو جانتا

ہے۔

خیرات کرنے والوں کا انعام

اللہ کے پاس ہے

جو لگ خیرات میں رات کو اور دن کو ظاہر اور چھپا

کر خرچ کرتے ہیں اس کا انعام اللہ کے پاس ہے

ان کو کسی قسم کا ڈر نہ ہو گا اور نہ وہ بچتا ہیں

نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا

جو کوئی نیکی کرے گا اس کو اس کی نیکی کا معاوضہ دس

گنا ملے گا لیکن جو برائی کرے گا اس کو اسی قدر

۲۶۳

۳۷

البقر

۳

۲۶۴

۳۸

البقر

۳

۱۶۰

۲۰

الانعام

۸

منزل ملے گی۔

نجیرات

ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اپنی دولت
ہیں سے نجیرات کرو۔ چونکہ تم میں سے جو ایسا
لئے اور نجیرات کرتے ہیں ان کے واسطے بڑا انعام

ہے۔

مسلمان کو چھوڑ کر کافر سے دوستی نہ کرو
مسلمان کو چاہیے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو
دوست نہ بنائے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو خدا کی
طرف سے اس کو کوئی مدد نہیں ہے۔ سوائے اس
حالت کے جبکہ تم ان کے شر سے اپنی حفاظت کے
واسطے مدد چاہو گے۔

مسلمانوں! آپس میں ملے رہو پہلے جدا جدا
تھے اب بھائی بھائی ہو گئے۔

اے مسلمانو! منسوب ہو کر اللہ کی رسی سب مل کر
اور الگ الگ نہ ہو جاؤ۔ اور یاد کرو اللہ کا احسان
جو تمہارے اوپر ہے۔ جبکہ تم ایک دوسرے کے

۲۷

حدید

۱

۷

۳

آل عمران

۳

۴

آل عمران

۱۴

۱۰۳

دشمن تھے پھر اسی نے محبت پیدا کر دی تمہارے
دلوں میں تو تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے
اور تم آگ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے مگر اس نے
تم کو اس سے بچا لیا۔

غیر مسلم کو راز دار نہ بناؤ وہ تمہارے
دشمن ہیں

اسے ایمان والو تم راز دار کسی غیر مسلم کو نہ بناؤ۔ وہ
تم کو خراب کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے وہ تمہاری
تباہی چاہتے ہیں۔ وہ اپنی دشمنی کا اظہار اپنے
منہ سے کر چکے ہیں لیکن جو دشمنی کی آگ ان کے
دلوں میں ہے وہ کہیں زیادہ ہے یقیناً ہم نے
تم سے نشانیاں بیان کر دیں اگر تم میں عقل ہے۔
کافروں سے دوستی عزت کی
خاطر منع

کیا جو لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست
بناتے ہیں کیا ان کے پاس سے عزت ڈھونڈتے
ہیں یقیناً تمام عزت تو اللہ ہی دینے والا ہے۔

۱۱۸

۱۲

آل عمران

۴

۱۳۹

۲۰

النساء

۵

<p>کافروں کو دوست نہ بناؤ</p> <p>اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے خلاف کھلا ہوا ثبوت خدا کو دو۔</p>	۱۴۴	۲۱	النساء	۵
<p>یہودیوں اور عیسائیوں پر اعتبار نہ کرو اور ان کو محافظ نہ بناؤ</p> <p>اے ایمان والو! تم یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست اور محافظ نہ بناؤ۔ وہ درحقیقت خود اپنے اپنے دوست اور محافظ ہیں۔ اور جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ ان کا ہوجاویگا یقیناً اللہ ان کو ہدایت نہیں کرتا جو نا انصاف ہیں۔</p>	۵۴	۸	المائدہ	۶
<p>کافروں سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو</p> <p>اے ایمان والو! جب تم کافروں کے مقابل لڑائی میں ہوتو ان سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو</p>	۱۵	۲	الانفال	۹
<p>عورتوں بچوں کی امداد کے لئے لڑو</p> <p>اور کیا غدر ہے تم کو کہ ان کمزور عورتوں اور بچوں کی خاطر اللہ کی راہ میں نہ لڑو جو کہتے ہیں کہ اے پروردگار!</p>	۷۵	۱۰	النساء	۵

نکال ہم کو اس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں
اور کر ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حمایتی اور بیچ
کوئی مددگار۔

تبلیغ کرنے والا گروہ

تم (مسلمانوں) میں ایک گروہ ایسا اٹھنا چاہیے جو
بھلائی کے کاموں کی دعوت دیں جو کام اچھے ہیں
ان کے کرنے کا حکم دیں اور ان کاموں کے کرنے کی
ممانعت کریں جو برے ہیں۔ یہی ہیں جن کو فلاحِ علیی
آپس میں اختلاف کرنے والے نہ بنو

ان جیسے نہ بنو جو آپس میں اختلاف رکھتے ہیں اور
منقسم ہیں اور باوجود نشانیاں آنے کے آپس
میں جھگڑتے ہیں۔ ان کے واسطے عذابِ عظیم ہے

مسلمان دنیا کی بہترین امت

تم دنیا کے آدمیوں کے واسطے بہترین امت ہو
اچھے کام کرنے کی ہدایت کرتے ہو اور برے کاموں
سے روکتے ہو۔ اور خدا پر ایمان لانا سکھاتے ہو
کاشش کہ اہل کتاب بھی ایمان لاتے یہ ان کے

۱۰۴

۱۱

آل عمران

۴

۱۰۵

۱۱

آل عمران

۴

۱۱۰

۱۳

آل عمران

۴

واسطے اچھا ہوتا ان میں بعض ایسے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں
لیکن زیادہ تر فاسق ہیں۔

شہید

ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے بہت کم ہیں کہ وہ
مر گئے۔ نہیں وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اگرچہ تم ان کو
دیکھتے نہیں ہو۔

جو تم سے لڑیں تم ان سے لڑو

جو لوگ (کافر) تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے
لڑو لیکن لڑنے میں حدود سے تجاوز نہ کرو چونکہ اللہ
ان سے محبت نہیں کرتا جو زیادتی کرنے والے ہیں۔

دغا باز سے معاہدہ تو رو

اگر تم کو یہ معلوم ہو کہ کوئی قوم تمہارے ساتھ دغا بازی
کے گی تو تم اس معاہدہ کو جو تم نے ان سے کیا ہے
خارج کر دو چونکہ خدائے تعالیٰ نے دغا بازوں کو پسند
نہیں کرتا۔

بیس مسلمان و سو کافروں کو

اور سو مسلمان ہزار کافروں کو

۱۵۴

۱۹

البقرہ

۲

۱۹۰

۲۴

البقرہ

۲

۵۸

۷

الانفال

۱۰

کافی ہیں

اے پیغمبر۔ مسلمانوں کو لڑنے کے لیے تیار کرو۔
اگر تم میں سے بیس صبر اور استقلال پر ہوں گے
تو وہ دوسو کو ہرا دیں گے اور اگر ایسے سو ہوں گے
تو وہ ایک ہزار کافروں کو ہرا دیں گے۔ چونکہ یہ
لوگ بے عقل ہیں۔

صرف ایک عورت سے نکاح

تم اپنی پسند کی عورتوں میں سے ایک سے یا
دو سے یا تین سے یا چار سے شادی کر لیکن اگر
تم کو دل میں یہ شبہ ہو کہ تم سب کے ساتھ ایک سا
بڑناؤ نہ کر سکو گے تو صرف ایک بیوی پس کر۔
یا وہ لونڈی جو تمہاری ملکیت ہو وہ بھی رکھو اگر تم ایک
سے زیادہ بیویاں رکھو گے تو یہ زیادہ ممکن ہے کہ تم
نا انصافی کرو۔

نوٹ :- ایک سا بڑناؤ بیویوں میں اگر ایک
سے زیادہ ہوں تو یہی نہیں ہے کہ تم ان کو روٹی
کپڑا۔ جیب تویح۔ مکان ایک سے دو بلکہ یہ بھی

۴۵

۹

الانفعال

۱۰

۳

۱

النساء

۳

عزوری ہے کہ محبت بھی ایک سی کرو اور حقوق
زن و شوہر کو بھی برابر برابر اور اس میں بھی کسی کے
ساتھ کسی اور دوسری کے ساتھ زیادتی نہ ہونے پائے۔
اگر ذرا بھی دل میں شک ہو کہ ایسا نہ کر سکو گے، تو
دوسری بیوی جائز نہیں ہے۔

نیک کام کیا کیا ہیں

یہ نیکی نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کو
کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ ایمان لاؤ۔

(۱) اللہ پر

(۲) قیامت کے دن پر

(۳) خدا کے فرشتوں پر

(۴) اس کی کتاب پر یعنی قرآن پر

(۵) اس کے رسولوں پر اور

(۶) خرچ کرو اپنی دولت میں سے اس کی محبت

کے واسطے :-

(ا) اپنے رشتہ داروں پر

(ب) یتیموں پر (ج) غریبوں پر

۱۷۷

۲۳

البقرہ

۲

(۵) راہ گیروں پر (۶) سوال کرنے والوں پر (۷)
غلاموں کو آزادی دلانے پر۔ اور نکلی ہے

(۸) نماز مستقل طور پر پڑھنے میں (۹) زکوٰۃ دینے میں

(۱۰) ان معاہدوں کو پورا کرنے میں جو تم نے کئے ہیں۔

(۱۱) اور تکلیف۔ درد۔ مصیبت میں اور تمام ان اوقات

میں جب ہیجان اور تردد کا سامنا ہو، پائے استقلال

اور صبر کو قائم رکھنے میں۔ یہی لوگ ہیں جو سچے اور خدا

سے ڈرنے والے ہیں۔

ربوہ حرام تجارت (ایمانداری کی) جائز

جو لوگ ربوہ کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر

مثلاً اس شخص کے کہ جس کو شیطان لپٹ کر خطی بنا دے

چونکہ وہ کہتے ہیں کہ بیع (تجارت) مثل ربوہ کے ہے

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع (تجارت) کو جائز قرار دیا ہے

اور ربوہ کو حرام (یعنی منع)۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نصیحت

پہنچنے کے بعد باز آ گیا اس کو اللہ معاف کرے گا۔

پچھلی باتوں سے۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے لیکن

اس کے بعد پھر بھی جو کرے گا وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا۔

۲۵۵

۳۸

البقرہ

۳

اللہ تعالیٰ ربوا کو مٹانا ہے اور خیرات کو بڑھانا ہے۔				
اسے ایمان والوں سے کہا اور ربوا کو گنا اور رگنے کا دگنا کیا	۱۳۰	۱۴	آل عمران	۴
ہوا اور اللہ سے ڈرو۔ امید ہے کہ تم کامیاب ہو گے				
یہودیوں نے باوجود اس کے کہ ان کو منع کیا گیا تھا۔	۱۶۱	۲۲	النساء	۶
پھر بھی ربوا لیا اور وہ لوگوں کا مال ناسحق طریقہ سے کھا				
جاتے تھے۔ ہم نے ان میں سے ان کے واسطے جو کفر				
کرتے ہیں بڑا عذاب تیار کیا ہے۔				

نوٹ :- لفظ ربوا کے معنی قرار دینے میں علما میں آپس میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ حضرت عمر خطابؓ کو کبھی تین بانوں میں مشکل معلوم ہوئی اور انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کی زندگی میں ان تین بانوں کی تشریح وہ نہ کر سکیے اس لئے مشکل کا سامنا ہوا۔ (۱) ربوا (۲) کلامہ۔ (۳) خلافت۔ بعض علماء نے رسول اللہؐ کے زمانے کی اقتصادی حالت کو پیش نظر رکھ کر ربوا کا ترجمہ "سود" کر دیا ہے۔ جو اس موجودہ زمانہ کی اقتصادی حالت اور دنیا کی تجارت اور بنک کے اہموں کے لحاظ سے اور پراپرٹیٹ طور پر قرضہ انسانی روزمرہ کی زندگی کی ضروریات کے واسطے دینے میں جدا جدا معنی رکھتا ہے۔ انگریزی میں لفظ بوٹریوری (USURY) کا مطلب بنک کے اور تجارتی سود سے بالکل جدا ہے۔ بعض علما کا خیال ہے کہ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۷۵ میں تو صرف ربوا کی برائی کی گئی ہے لیکن اصل حکم خداوندی سورۃ آل عمران کی آیت ۱۳۰ میں درج ہے۔ یہ دونوں آیتیں اوپر درج ہیں۔

اس دوائے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اس سود کو منجھ کیا ہے جو اصل کے برابر ہو جائے یا اس کا بھی دگنا ہو یعنی اصل کو دگنا تکناہر جو گناہ کرور ہندو قانون میں دامروپت کا اصول تھا کہ زر اصل سے زیادہ سود نہیں لیا جاتا تھا البتہ کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں لوگ باگ تجارت میں اور ربا میں فرق نہیں سمجھتے تھے اور دونوں طریقہ سے فائدہ حاصل کرنے کو ایک سا ہی سمجھتے تھے۔ قرآن پاک نے اس میں تفریق کر دی اور ایک جائز اور دوسرے کو ناجائز کر دیا اب صرف ربا کے معنی سمجھنے میں اختلاف رہے ہے۔ ظاہر اصول اسلام یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے سے ناجائز فائدہ حاصل نہ کرے خواہ وہ کسی شخص کی مصیبت کی وجہ سے ہو یا دھوکہ دیکر ہو۔ یاد باؤ ڈال کر ہو۔ غلے العموم زیادہ سود ان ہی میں حالتوں میں لیا جاتا ہے۔ اب بھی کاشتکار سے فصل برنے کے وقت مہاجن ڈیوڑھے اور بعض وقت دگنے کی شرط لکھاتا ہے اور فصل پر وصول کرتا ہے یہ ظاہر طور پر ظالمانہ حرکت ہے۔ بعض مہاجن ٹھوڑا سا قرضہ دے کر عجیب عجیب شرائط لکھاتے ہیں اور اس ٹھوڑے سے قرضہ کو اس ناجائز طرح سے ہزاروں گنا کر لیتے ہیں اور سب مال و جائیداد نیلام کر لیتے ہیں۔ علیگڑھ کے ضلع میں ایک مسلمان نے تقریباً پانچ سو روپیہ قرض لیا تھا اور ان ظالمانہ اور دغا بازی کی شرائط کی وجہ سے جو دباؤ میں اور دھوکہ سے مہاجن نے لکھائی تھیں ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ کی ڈگری الہ آباد ہائیکورٹ سے اس مسلمان پر ہوئی۔ ایک پرورشین مسلمان عورت کو جو دہلی میں بڑی جائیداد کی مالک تھی لاہور کے ایک بڑے دولت مند شخص نے تقریباً بیس ہزار جو وقتاً فوقتاً دیا تھا اس کا

تمسک لکھا لیا اور شرط دو روپیہ سینکڑہ ماہوار سود در سود کی تھی اور یہ بھی شرط تھی کہ اگر کمبشت
سب روپیہ اصل معہ سود ادا نہ ہو اور ٹکڑا ٹکڑا دیا جائے تو یہ ٹکڑا ٹکڑا کنوڑا روپیہ مہاجن کے
پاس بطور امانت جمع ہوگا لیکن سود کل رقم پر چلے گا اور جب کل اصل معہ سود پورا ہوگا۔
اس وقت یہ امانت مجرادی جائے گی۔ کورٹ نے ایک ماہ میں پندرہ ہزار دسے دیا۔
لیکن سو دس ہزار پر دو روپیہ سبکڑہ سود در سود چلتا رہا۔ اور کئی لاکھ ہو گیا۔ صرف پانچ
ہزار باقی رہ جائے کی بدولت اس کی ساری جائیداد گئی۔

چونکہ اس قسم کے بہت مقدمات راقم نے سال ۱۹۲۱ء میں جمع کئے تھے اور
ایک مسودہ قانون سود کی بابت مرکزی اسمبلی دہلی میں پیش کیا تھا۔ اس وجہ سے یہ معلوم
ہے کہ یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ اور اس کے واسطے ایک جداگانہ کتاب کی ضرورت
ہے۔ تاہم اجاڑ فائدہ خواہ وہ سود کے ذریعہ ہو یا تجارت کے ذریعہ دونوں ناپاک ہیں۔
کھانے کی اشیا میں دوسری چیز ملا دینا۔ مثلاً گھی۔ دودھ۔ آٹا۔ شکر میں دوسری چیز ملانا اور
اس کو اصلی چیز بتا کر فروخت کرنا نہ صرف معمولی طرح ناجائز ہے بلکہ دغا بازی ہے اور یہ
سود مخدومی سے ہزار درجہ بڑا ہے۔ یہ وہ تجارت نہیں ہے جو جائز کی گئی ہے بلکہ یہ مذہبی
گناہ اور شرعاً و قانوناً جرم ہے۔ بیسہ مارکیٹ کرنا اور ضروری اشیا کو چھپا لینا تاکہ بازار
میں ان کی کمی محسوس کر کے قیمت بڑھا کر فروخت کیا جائے نہایت برا اخلاقی جرم ہے
اور اسلامی اصول کے لحاظ سے ناجائز اس طرح ہے جیسا کہ کوئی شخص ضرورت مند کو دبا کر
اس سے زیادہ سود و بیاج لیتا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو کہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں تلبیں گے

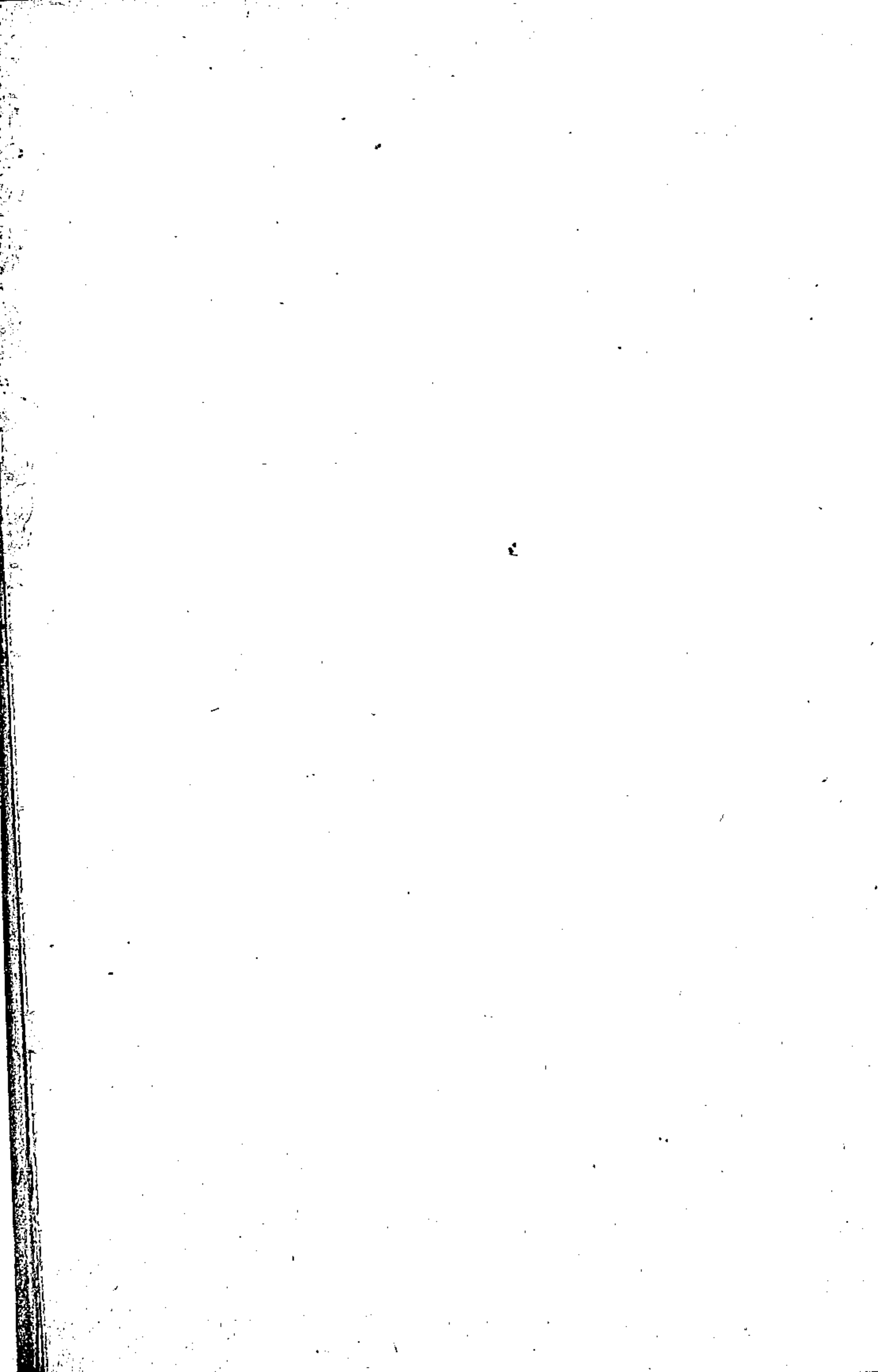
مسلمان کے واسطے وہ تجارت جائز ہے جس میں تاجر ایک مناسب حد تک منافع کے
 جس میں اس کے روپیہ پر منافع اور حق المحنت شامل ہو اس قسم کی تجارت میں
 موجودہ زمانہ میں ٹھوک فروشی میں چھ روپیہ پیکڑہ اور خوردہ فروشی میں ساڑھے بارہ فی
 صدی سے لے کر بیس فی صدی تک جائز سمجھا گیا ہے اس سے زیادہ نفع کی خواہش
 ایمانداری تجارت نہیں ہے اس لئے وہ اس حد میں نہیں آتی جس کی بابت اللہ تعالیٰ
 نے اجازت دی ہے۔ کوئی وہ کام جس میں ایک شخص دوسرے کی مشکل یا پریشانی کو
 وجہ سے کسی قسم کا دباؤ ڈال کر وہ نفع حاصل کرے جو معمولی حالت میں حاصل نہیں کر سکتا
 ایمان کے خلاف ہے اور اسلامی اصول اور اسلامی روحانیت کے خلاف اور
 ناجائز ہے۔

اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری کرنا اور اس کو
 تسلیم کرنا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ہر بندہ سے محبت ہے اور وہ اس پر ناجائز دباؤ
 پسند نہیں کرتا اور نہ کسی بندہ کو اجازت دیتا ہے کہ وہ دوسرے پر ناجائز دباؤ
 ڈالے یا اس کو ٹھکے۔ اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں لیکن جو ظلم کرتا ہے اس کو وہ
 ناپسند کرتا ہے اور ظلم کی سزا دے گا۔ اور ظلم کو معاوضہ دے گا۔ جس طرح ایک
 باپ جس کے کئی بیٹے ہوں وہ یہہ گوارا نہیں کرتا کہ ایک بیٹا دوسرے سے کوئی دغا بازی
 برتے یا اس سے ناجائز فائدہ حاصل کرے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ایک بندہ
 کو دوسرے کے ساتھ دغا بازی کرنا پسند نہیں کرتا۔ تجارت میں یہ بہت بڑی

و غابازی ہے کہ مال پر ناجائز فائدہ حاصل کیا جائے خواہ وہ بلیک مارکیٹ کر کے یا
 چیزوں میں آمیزش کر کے حاصل کیا جائے۔ اسلام میں ہر کام ایمانداری کا ہونا
 چاہئے جس کام میں خواہ وہ کسی طرح کا کیوں نہ ہو ایمان داری نہ برتی جائے وہ اسلامی
 اصول کے خلاف اور ناجائز ہے۔ آدمی طرح طرح کے دھوکے تو ایک دوسرے کو
 دیتے ہیں لیکن بعض لوگ جو ظاہر طور پر شرعی محنت تو پوری کر دیتے ہیں لیکن خدا کو
 دھوکا دینا چاہتے ہیں اور تجارت میں طرح طرح کی جھوٹ اور طبع آزمائی کرتے ہیں ان
 کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کو وہ دھوکا نہیں دے سکتے۔ اس کو دل کے اندر کا بھید
 معلوم ہے اس سے کوئی بات خواہ وہ ظاہر ہو یا دل میں چھپی ہو پوشیدہ نہیں ہے
 ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ایمانداری کی زندگی بسر کرے۔ جو صرف نماز پڑھنے
 اور روزہ رکھنے ہی سے نہیں ہوتی بلکہ نماز میں جو پڑھتا ہے اس کے سمجھنے سے اور روزہ
 رکھ کر تمام برسی عادتوں سے بچنے سے ہوتی ہے جس میں خاص بات یہ ہے کہ حق
 العباد ادا کرو اور کسی کو دغا یا دھوکہ نہ دو کسی کا مال ناجائز طور پر حاصل نہ کرو جس کی
 تفصیل اوپر دی گئی ہے اگر کوئی شخص کسی فرضی طریقہ سے اپنی چیز کی قیمت بڑھائے
 اور یہ دکھائے کہ اس پر وہ نفع لیتا ہے۔ تو اس طرح وہ انسان کو دھوکہ
 دے سکتا ہے اور شیطان کے بہکائے میں خود آتا ہے لیکن وہ اللہ کو
 اپنی اس کارروائی سے دھوکہ نہیں دے سکتا اور وہ اس سے زیادہ گنہگار ہے جتنا
 کہ بہت زیادہ سو در سو لینے والا ہوتا ہے۔

اوپر جس قدر احکام کا ترجمہ دیا گیا ان کے پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ
 قرآن پاک میں ہر قسم کی ہدایات موجود ہیں۔ اگر انسان ان کو پڑھ کر ان پر عمل کرے تو
 اخلاق کا بہترین نمونہ بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو بہترین امت کہا ہے
 وہ اس لئے کہ وہ ان اخلاقی اصولوں پر پابند ہوں اور دنیا کے لئے نظیر بنیں لیکن جو ظاہر
 رسومات پوری کرتے ہیں اور ان اخلاقی امور پر عمل نہیں کرتے یا نماز کو سمجھ کر نہیں پڑھتے
 وہ بالکل اس تانبے کے برتن کی مانند ہیں جس پر چاندی یا سونے کا پانی چڑھا ہو اور لوگ
 تانبے کی چیز کو سونے یا چاندی کی سمجھیں۔ اسلامی تعلیم کا مقصد اسلامی روحانیت
 کو سکھانا ہے۔ اور مسلمانوں کو دنیا کی بہترین امت جیسا کہ خدا نے کہا ہے بنانا ہے۔
 یہ کام اس آیت عن ۱۰۴ رکوع ۱۱ سورہ آل عمران کے تحت کیا گیا ہے جس کا حکم
 اللہ پاک نے دیا ہے کہ اچھے کام سکھاؤ اور برے کاموں سے روکو۔

محمد یامین خان



اسلامی تعلیم

جلد پنجم

نکاح - مهر و طلاق و عدت کی بابت جملہ آیات قرآنی

کا آسان ترجمہ مع شرح و تہمید

از تصنیف :- نواب سر محمد یاقین خان صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ پیر سٹریٹ لا
سابق ممبر و ڈپٹی پریسیدنٹ مرکزی مجلس اہل سنت و جماعت
ہندوستان۔ سابق ممبر کورٹ و اگنیکلٹو کونسل مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ و ممبر کورٹ دہلی یونیورسٹی

مصنف :- گارڈ سول۔ اینڈ یونیورسٹس ان سائنس اینڈ اسلام
و کرائسٹ اینڈ میری ان دی قرآن۔ وغیرہ

ناشران

ملک دین محمد ایڈیٹرز شاپ بیت منزل ریل و لاہور

طابع

ملک محمد رضا

مطبوعہ

دین محمدی پریس لاہور

بارہ اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ پاک کے واسطے ہیں جس نے انسان کو عقل و تمیز و کبر و سائیلیٹی میں با امن رہنا سکھایا اور اس کے واسطے اپنی ہر انتہی کھینچیں۔ مرد اور عورت کے تعلقاً مستحکم اور مضبوط بنایا اور بچوں کی پرورش کی ذمہ داری کے قاصدے انسان کی رہبری کے واسطے بنائے۔ مرد کے عورت پر اور عورت کے مرد پر وہ حقوق قائم کر دئے جن کی وجہ سے سوسائٹی پاک و صاف رہے۔ عورت کو اس کے جائز حقوق جو مرد نے اپنی زیادتی کی وجہ سے ختم کر دیئے تھے واپس لائے۔

تعمیر

اور اللہ تعالیٰ اپنی تمام رحمتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر کے جنہوں نے اللہ کے پیغام کو سمجھا کر مردوں کو انصاف سکھایا اور عورتوں کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر اعلیٰ درجہ کا مرتبہ دیا اور ان کو وہ حقوق مردوں پر دئے جو مردوں کو عورتوں پر تھے۔ دنیا بھر کی عورتیں ہمیشہ اس احسان کرنے والے کا احسان یاد کریں گی جس نے ہر طفل

سے مرد اور عورت دونوں کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوئی اور عورت کو مرد کی برابری حاصل ہوئی۔ مردوں پر کبھی ان خیالات میں تبدیلی ہونے سے احسان ہے چونکہ عورتیں ان ہی کی تڑپٹیاں اور بہنیں ہیں۔ ان کو خوش ہونا چاہیے کہ ان کی بہنیں اور بیٹیاں دولت سے نکل کر عزت کے درجہ پر رسولؐ کی تعلیم کی وجہ سے پہنچیں۔ اس محسن پر جس قدر کبھی سلام بھیجا جائے وہ کم ہے۔ ہمارا ہر رگ و ریشہ نبی صلعم پر درود بھیجتا ہے۔

غلام قوم محمدیابین خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم کو پیدا کیا تو ماما حوا کو بھی پیدا کیا اور دونوں کو ایک ساتھ جنت سے نکالا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ہر جاندار کا جوڑا ہی کیا ہے۔ بغیر نر اور مادہ کے نسل کی بڑھواری نہیں ہو سکتی۔ مرد اور عورت دنیا میں حسب ایک ساتھ مل کر رہے تو اللہ تعالیٰ کی اس حکمت کی وجہ سے جو اس نے ان کے جسم میں بنایا کی تھی انسانی نسل بڑھنے لگی انسان اس وقت تک مکمل نہیں ہے جب تک کہ مرد اور عورت دونوں موجود نہ ہوں اور نسل انسانی کو قائم رکھیں۔

چونکہ مرد جسمانی حیثیت سے طاقتور ہے اور عورت علاوہ کمزور ہونے کے اس زمانہ میں جب وہ حاملہ ہو اور زچہ ہو اور کبھی زیادہ کمزور ہو جاتی ہے اس لیے مرد اپنی طاقت کی وجہ سے عورت کا محافظ بنا اور ان اذقات میں جبکہ وہ خود کسی قابل نہیں ہوتی اس کی پرورش کا ذمہ دار ہوا۔ ان وجوہات سے مرد نہ صرف عورت پر حاوی ہو گیا بلکہ اس کو اپنا تابع سمجھنے لگا اور اس پر اپنی حکومت کر رہا لگا۔

اللہ تعالیٰ نے نسل بڑھانے کے واسطے مرد اور عورت دونوں میں دو قسم کے

جنابات پیدا کئے ہیں اول تو جنسی خواہشات، دوسرے محبت بغیر ان دونوں جنابات کے نسل کا بڑھنا یا سوسائٹی کا قائم رہنا مشکل ہے۔

جب مرد نے عورت سے اور عورت نے مرد سے اس محبت کی بنا پر جو ان کے دلوں میں پیدا ہوئی جنسی خواہشات کو پورا کیا اور اس کے نتیجہ میں بچہ کی پیداوار ہوئی تو لازم ہوا کہ اس بچہ کی پرورش دو دونوں مل کر کریں جن کا یہ بچہ ہے۔

میاں بیوی کے رشتہ کی ابتدا آدم کے بعد

یہی بنیاد مرد اور عورت میں میاں اور بیوی کا رشتہ قائم ہونے کی ہوئی۔ اگر میاں اور بیوی کا رشتہ قائم نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ مرد بچہ کی پرورش میں کوئی حصہ نہ لیتا اور ساطوجہ پرورش کا عورت پر ہوتا جیسا کہ گائے بھینسوں میں ہوتا ہے ان جانوروں میں چونکہ جوڑا جوڑا نہیں رہتا لہذا کوئی نہ نہیں جانتا کہ اس کا بچہ کون ہے صرف مادہ اپنے بچہ کو پہچانتی ہے اور اس کی پرورش کوئی ہے۔ برخلاف اس کے بہت سے پرند ایسے ہیں جو ایک نر اور ایک مادہ مل کر ایک گھونسلے میں رہتے ہیں اور چونکہ اس گھونسلے میں پیدا ہوتے ہیں ان کی پرورش دونوں نر مادہ مل کر کرتے ہیں اور بچے دونوں سے مانوس ہوتے ہیں یعنی جانور ایک قبیلہ کی حیثیت سے رہتے ہیں اور اس میں جس قدر ایک خاص عمر کے ہو جاتے ہیں ان سے تمام مادوں کے جو اس ریڑھ میں ہوں بچے پیدا ہوتے ہیں جس طرح ہرن بکری جیسی گائے جھگی گتے وغیرہ وغیرہ

جب انسان نے ترقی کر لی اور بہت مرد اور عورت ایک جگہ مل کر رہنے لگے تو ان میں علاوہ نفسانی و جنسی خواہشات کے صحبت بنے بھی اپنا اثر دکھایا اور ایک مرد اور ایک عورت آپس میں صحبت کی وجہ سے یکجائی زندگی گزارنے لگے اور مرد اپنے آپ کو اس عورت کا مالک سمجھنے لگا اور دوسرے مرد سے اس کو جنسی تعلقات پیدا کرنے میں مانع ہوا۔ مرد نے ایک عورت پر قابو حاصل کرنے پر دوسری عورت کی طرف بھی رجوع کی اور اس پر بھی قابو پالیا۔ جو مرد زیادہ قوی ہوتا وہ دوسروں کی عورتوں کو چھین لے لیتا اور کمزور مرد دیکھتا رہ جاتا۔ اسی طرح عورت بھی مرد کے خلاف کچھ نہ کر سکتی تھی جب اس کا مرد دوسری اور عورت کو لے آتا تھا۔ محض طاقت اور ظلم کی وجہ سے طاقتور مرد جس قدر عورتوں کو چاہتا اپنے قابو میں رکھتا تھا۔

باوجود معاشرتی ترقی کے عورت کی ذلت

باوجود اس کے کہ بعض ممالک میں مردوں نے بہت ترقی کی تھی اور علوم و فنون میں ترقی یافتہ ہو گئے تھے لیکن عورت کو ایک اونٹنے درجہ کا انسان سمجھتے رہے۔ جہاں ہم عشق و صحبت کی کہانیاں سنتے ہیں وہاں ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ مرد نے اپنی معشوقہ کو کبھی آزادی دینے کا خیال تک بھی نہیں کیا اگرچہ وہ دنیا کی تمام نعمتیں حاصل کر کے اس پر دست بردار کرنے کو تیار تھا اور اپنی جان اس کی خاطر دینے کو مستعد تھا مگر اس کو مرد کی برابری دینے کا خیال تک بھی اس کے دماغ میں نہ آتا تھا۔ وہ خوبصورت عورت

کو اسی شوق سے حاصل کرنا چاہتا تھا جیسے کہ ایک بیش قیمت ہیرے یا موتی کو حاصل کرتا تھا۔

اسلام سے قبل عورت کی ذلیل حالت

جو حالت کہ اسلام سے قبل عورت کی تھی اور ترقی یافتہ ممالک میں اور مذہب میں تھی اس پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو جائے گا کہ عورت کو مرد نے مثل ایک چوپائے کے تصور کر رکھا تھا اور عورت کو نہایت حقیر سمجھتا تھا۔ اور جن افعال کو خود کرتا تھا ان کے کرنے میں عورت کو قصور وار سمجھتا تھا۔

۱۔ عرب میں عورت کو اپنی بے حیائی پر فخر ہوتا تھا اور وہ مرد کے عیش کا ایک آلہ سمجھا جاتی تھی اس لئے بغیرت دار مرد اپنی بیٹی کو مار ڈالتے تھے اور جس مرد کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی وہ نہایت رنجیدہ ہوتا تھا اور غلام عورتیں کثرت سے دیکر ممالک سے آتی تھیں۔ مرچیں قدر چاہتا اس قدر عورتیں اپنے پاس رکھتا تھا جن کو وہ اپنے عیش و نشاط میں استعمال کرتا تھا۔ باپ کی بیویاں اس کے مرنے کے بعد بیٹا اپنے نکاح میں لے آتا تھا۔

۲۔ مصر میں عورتوں کو کوئی حقوق حاصل نہیں تھے اور وہ نہایت بے عزتی سے رکھی جاتی تھیں اس کی وجہ سے بھائی اپنی بہنوں کو اپنی زوجہ بنا لیتے تھے اور یہ رشتہ سب سے بہتر سمجھا جاتا تھا۔

۳۔ یونان میں مرد کو اختیار تھا کہ وہ اپنی بیویوں کو دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دے یا بذریعہ وصیت کسی کو دیے اور جو اس طرح نہیں دی جاتی تھیں وہ ورثہ میں بیٹے کو مل جاتی تھیں اور وہ اس کی بیویاں ہو جاتی تھیں۔

۴۔ روم میں باوجود ملک کے ترقی یافتہ اور آزاد خیال ہونے کے عورت کو کوئی حقوق حاصل نہ تھے اور مرد جس قدر چاہتا تھا اس قدر بیویاں اور زر خرید کنیزیں اپنے حرم میں رکھتا تھا۔ غلام عورت اس کی ملکیت اسی طرح سے تھی جیسے کہ گلے بھینس ہوتی ہے اور اس کو کوئی حقوق بیاہ شادی اور وراثت کے معاملہ نہ تھے نہ وہ کسی چیز کی مالک ہو سکتی تھی۔

۵۔ ایران میں مرد لاتعداد عورتیں بطور بیویوں کے اور کنیزوں کے جو خریدی جاتی تھیں اور مثل جانوروں کے فروخت ہوتی تھیں رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ ایک مذہب مزدک نے جاری کیا تھا جس میں یہ سکھایا گیا تھا کہ کوئی عورت اور کوئی زمین کسی کی نہیں ہو سکتی بلکہ تمام عورتیں تمام مردوں کی ہیں۔ عجم سے چاہے ان سے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرے۔ یہی طریقہ روس میں بولشویک نے شروع میں اختیار کیا تھا۔

۶۔ ہندوستان میں بھرت چوبائے سے بھی بدتر تھی۔ مرد جس قدر چاہے اس قدر عورتیں رکھے کوئی قید نوراوی نہ تھی کسی چیز کی وہ مستقل مالک نہیں ہو سکتی تھی۔ نہ مستقل ورثہ پانے کی مستحق تھی۔ اپنے باپ کے ورثہ میں بھائیوں

یا مشترکہ خاندان والوں کے مقابلہ میں اس کو کوئی حق اس وقت بھی حاصل نہیں
 بیوہ عورت خواہ وہ بچپن میں ہی بیوہ ہو جائے اور اپنے مرد کی شکل بھی نہ دیکھی
 ہو وہ دوسرا بیاہ نہیں کر سکتی۔ بعض مقامات پر اس کا سر مونڈ دیا جاتا ہے
 تاکہ اس کی خوبصورتی جاتی رہے اور کوئی شخص صبح کو اس کا منہ نہیں دیکھتا اس کو
 منحوس سمجھتا ہے۔ رات کو کھانا اس لئے نہیں دیا جاتا کہ اس میں نفسانی خواہشات
 نہ پیدا ہوں۔ لڑکیوں کو مندر کی مندر کر دیا جاتا تھا جہاں وہ ناچتی تھیں اور رندی
 کا پیشہ کرتی تھیں بلکہ کو روپو و اسی کہا جاتا ہے۔ لڑکی سادھو نہیں ہو سکتی تھی۔
 عورت کو طلاق لینے کا کوئی حق نہ تھا چاہے مرد کیسا ہی بڑا و کرے۔ عورت
 اس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ ہاتھ بوندھنے نے عورت کی کوئی مدد
 سوائے اس کے نہیں کی اس کو کبھی تارک الدنیا ہو کر فقیری لینے کا حق
 دیا لیکن پھر بھی وہ مرد سادھو کے سامنے کھڑی رہتی تھی خواہ وہ اس
 سادھو سے عمر میں کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور خواہ اس کو فقیری لئے مرد سے
 بہت زیادہ زمانہ گزر گیا ہو۔ ہاتھ بوندھنے اپنے چیلہ آندا سے کہا
 کہ ”آندا بچہ کی طاقت رونا ہے اور عورت کی طاقت غصہ کرنا۔ آندا
 عورتیں غصہ دے ہوتی ہیں۔ حاسد ہوتی ہیں۔ رشک کرنے والی ہوتی ہیں۔ احمق
 ہوتی ہیں۔“ ہندو عورتوں کو جوئے میں ہارا جاتا تھا اور آٹھ آٹھ بھائیوں میں
 صرف ایک عورت ہوتی تھی جیسا کہ ہا بھارت میں درویدی کو لکھا ہے

اب بھی جائوں میں کئی کئی بھائیوں میں ایک ہی بیوی ہوتی ہے۔ اور شملہ کے قریب کی بعض پہاڑیوں میں عورتیں فروخت ہوتی ہیں اور غیر مرد کو اختیار ہے کہ شوہر کو روپیہ دیدے اور اس کی بیوی کو لے لے۔

۷۔ عیسائی لوگوں میں ایک فرقہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال کر رکھی ہے اور وہ شادی نہیں کرتے۔ عورت کو نہ صرف گنہگار سمجھتے ہیں بلکہ گناہ کی ترغیب دینے والی بھی سمجھتے ہیں۔ بچہ کی پیدائش کو گناہ کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور پیدائشی طور پر بچہ کو گنہگار سمجھتے ہیں اور اس وقت تک وہ گنہگار رہتا ہے جب تک کہ اس کو بپتسمہ نہ دیا جائے۔ پادری ٹریٹلین صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عورت شیطان کا پھانک ہے اس مہر کو توڑنے والی ہے جو خدا نے لگا دی ہے۔ منع کر وہ پھل کو کھانے والی ہے۔ خداوندی حکم کو توڑنے والی ہے اللہ کے ہم شکل انسان یعنی مرد کو تباہ کرنے والی ہے۔

رسولؐ نے ان کو خیالاتِ بدیل دئے ان کا عورت پر احسان

جیکہ تمام دنیا میں عورت مثل جانور کے تھی اور کوئی حقوق نہیں رکھتی تھی رسول اللہ ﷺ نے مسلمان عورتوں کو وہ حقوق دئے جو آج بھی ان سے پورے چودہ سو سال بعد دنیا بھر میں کسی عورت کو حاصل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ ذہن نشین کرادیا کہ عورت بھی ان ہی ماں باپ سے اسی طرح پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مرد ہوتا ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کی

مرضی ہوتی ہے کہ وہ بچہ کو ماں کے پیٹ میں لٹکا بنا دے یا لڑکی اور چونکہ بیچیر مرد اور عورت دونوں کے نسل انسانی قائم نہیں رہ سکتی اس لیے ایک دوسرے کا جزو ہے اور جس طرح ماں سے محبت کی جاتی ہے اسی طرح بیٹی سے بھی محبت کرنی چاہیے۔ جتنی بھی عورتیں ہیں وہ مردوں کی یا تو مائیں یا بہنیں یا بیٹیاں ہیں۔ پھر ان کے ساتھ بڑا بڑاؤ صرف بیوی بنا کر کیوں کیا جائے۔ جبکہ ایک عورت اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر ایک مرد کے گھر اس کی زوجہ بن کر آتی ہے اور اس کے گھر بار کی نگرانی ہوتی ہے اس کے بچوں کی ماں ہوتی ہے اور ان کی پرورش کرتی ہے۔ اور مرد کی زندگی کو خوشگوار بناتی ہے تو اس کے ساتھ نہایت عمدہ بڑناؤ کرنا چاہیے جیسا کہ شریک حیات کے ساتھ ہونا چاہیے۔ چونکہ عورت بھی مثل مرد کے انسان ہے اس کو بھی حقوق ہونے چاہئیں اور اس کی حالت مثل چرپاؤں کے جو دنیا بھر میں مردوں نے بوجہ اپنی طاقت کے بنا رکھی ہے وہ درست نہیں ہے اس میں تبدیلی ہونی چاہیے لیکن ساتھ میں مردوں کو واجب حقوق اپنی بیویوں پر ہونے چاہئیں

اسلام میں عورتوں کو حقوق ساری دنیا کی عورتوں سے زیادہ

اسلام میں میاں کو بیویوں پر حقوق ہیں اور بیویوں کو حقوق مردوں پر ہیں۔ دو شرطیں نہیں بھولنی چاہئیں جن کی وجہ سے کہ مرد ایک عورت کو اپنی بیوی بنا کر اس کے تمام اخراجات کا کفیل ہوتا ہے اور عورت اپنے ماں باپ کے گھر کو چھوڑ کر

خاندان کے گھر آتی ہے پہلی ضرورت تو حشری خواہشات کو پورا کرنا ہے جو کہ قدرت نے مرد اور عورت دونوں کے جسم میں پیدا کی ہے اور دوسری ضرورت اولاد کی ہے اگر انسان کے جسم میں حشری خواہش نہ ہوتی تو بہت سے مرد اور عورتیں اولاد سے درگزر کرتے۔

بچہ کی پرورش کا بوجھ مرد پر

اولاد چونکہ مرد کی تصور کی جاتی ہے لہذا اس کی پرورش کی ذمہ داری بھی مرد پر عائد ہوتی اس لئے اسلام میں کل خرچ مرد کے ذمہ ڈالے گئے ہیں حتیٰ کہ عورت کے کل اخراجات کا اولاد کی پرورش کے زمانہ میں خواہ اس کو طلاق ہو گئی ہو مرد کو ذمہ دار بنایا گیا ہے اور عورت خود اپنے بچہ کو دودھ پلانے کے لیے اس کا معاوضہ بھی مرد کے ذمہ ہے چونکہ اولاد مرد کی تصور کی جاتی ہے۔

فہر و کفہ

اس کے علاوہ عورت کا فہر قائم کیا گیا ہے جو مرد پر واجب ہوتا ہے تاکہ بوجہ طلاق یا بیوگی کے اس کا گزرا وقتا ہو سکے اس کے علاوہ جو کچھ مرد بطور کفہ کے بیوی کو دیا ہے وہ واپس نہیں لے سکتا۔ اگر عورت بیوہ ہو جائے تو اس کو خاندان کے مال میں سے ورثہ ملتا ہے۔ اسی ذمہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عورت اگر

مال یا بیٹی یا بہن ہے تو اس کو بھی مرد کی پیمانہ جاہداد وغیرہ میں سے ورثہ ملتا ہے
اسلام سے پہلے کوئی عورت وارث نہیں ہوتی تھی۔

بیواؤں کے لئے وصیت کی ہدایت

قرآن پاک میں بیواؤں کے حق میں ایک سال تک مکان میں رہنے اور ان کے
اخراجات کی بابت وصیت کرنے کا بھی حکم ہے۔ اگرچہ وصیت بحق وارث جائز نہیں
ہے لیکن اس معاملہ میں حکماً جائز کی گئی ہے۔ چونکہ ایسی بہت سی حالتیں ہو سکتی ہیں۔
جبکہ بیوی کا گذر آٹھویں حصہ کی آمدنی پر نہ ہو سکے اور رہائشی مکان اس قدر مختصر ہو
کہ اس کے آٹھویں حصہ میں رہنا ناممکن ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی
ہے کہ ایسی حالتوں میں تم اپنی بیواؤں کے حق میں وصیت کرو۔ بعض علما کا اپنا ذاتی
خیال ہے کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی لیکن ہم اس قسم کی بات کو ہرگز منظور نہیں کر
سکتے کہ قرآن پاک کی کوئی آیت دوسری آیت کی وجہ سے منسوخ ہوئی۔ قرآن پاک
کا دعویٰ ہے کہ اس کی کوئی آیت دوسری آیت کے متضاد نہیں ہے۔ بلکہ یہ استثنا
ہے جس کو انگریزی قانون میں EXCEPTION کہا جاتا ہے۔

کوئی انسان کیسا ہی بڑے سے بڑا عقل مند ہو حکمتِ خداوندی میں غلطی نہیں نکال
سکتا۔ اگر یہ آیت منسوخ ہو گئی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کو قرآن پاک سے نکلوا
دیتے چونکہ سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء دونوں مدینہ منورہ میں نکلے آگے پیچھے

نازل ہوئیں اور رسول اللہ کو قرآن پاک پورا حفظ تھا۔ حضرت عمر خطابؓ کو اپنی خلافت کے زمانہ میں صرف تین معاملات میں وقت ہوئی جن کی وضاحت رسول اللہ سے نہ کر اسکے تھے بقیہ سب آیتوں کو اچھی طرح جانتے تھے وہ تین معاملات یہ ہیں۔ اول خلافت کا مسئلہ۔ دویم کلامہ کی تشریح تیسری ربوا کی تشریح۔ ایسی حالت میں ہم ان علما دین سے اتفاق نہ کرنے پر مجبور ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عورت کے حق میں ایک سال کی وصیت کی بابت جو آیت ہے وہ منسوخ ہو گئی ہے ہمارا ایمان ہے کہ قرآن پاک کا ایک نقطہ یا زبر یا زیر بھی قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا نیز یہ کہ یہ آیت ورثہ نہیں دلاتی بلکہ ایک سال تک ورثہ پر بار ڈالتی ہے۔

میاں اور بیوی کا رشتہ محبت کا تین باہ کی طلاق کے بعد

اس کے بعد رسول اللہ نے یہ بھی دنیا کو بتا دیا کہ عورت کو اس کی خوشی سے ہی اپنی زوجیت میں لے سکتا ہے یعنی میاں اور بیوی کا رشتہ محبت اور خوشی کا ہے۔ اگر محبت اور آپس میں اتفاق نہیں رہا تو کتنے بلی کی زندگی بسر کرنے سے یہ بہتر ہے کہ دونوں علیحدہ ہو جائیں اور طلاق ہو جائے تاکہ صرف مرد اور عورت کی زندگی ہی تنگ نہ ہو بلکہ بچوں پر بھی اس کا برا اثر نہ پڑے۔ اگرچہ طلاق کی اجازت میاں اور بیوی دونوں کو مشکل سے نجات دلانے کے واسطے دی گئی ہے لیکن طلاق کی نوبت صرف اس وقت آنی چاہیے جبکہ دونوں کا گذر آپس میں ناممکن ہو جائے۔ قرآن پاک میں اس لیے

مرد اور عورت کو تین ماہ کی مہلت پہلی طلاق کے بعد دی گئی ہے کہ وہ آپس میں پھر
 ایک ہو جائیں اور جو اختلاف ہو اس کو خواہ خود رفع کر لیں یا اور لوگ بیچ میں چکر کھول
 کر دیں۔ آدمی کے طلاق کہہ دینے سے یا طلاق دینے سے طلاق جب تک مکمل نہیں
 ہوتی جب تک کہ عورت کو تین دفعہ ایام ماہوار می نہ گزریں اور مرد ہر ایسے موقع
 کے بعد اپنی طلاق کی تجدید نہ کر لے۔ اگر ان تین ماہ کے اندر مرد عورت سے ہم صحبت
 ہو جائے تو وہ طلاق ختم سمجھی جاتی ہے اس لئے طلاق مکمل ہونے تک عورت کو
 ہدایت ہے کہ وہ اپنے خاوند کا مکان نہ چھوڑے اور مرد کو ہدایت ہے کہ وہ اس
 کے تمام اخراجات کا حسب معمول کفیل ہے تاکہ اس عدت کے زمانہ میں ممکن ہے
 کہ پھر میل جول کی صورت پیدا ہو جائے بعض لوگوں کا یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اگر
 مرد تین دفعہ ایک ہی وقت میں طلاق۔ طلاق۔ طلاق کہہ دے تو وہ طلاق مکمل ہوگی۔
 یہ خیال بارائے قرآنی پاک کی آیات کے بالکل خلاف ہے کسی کو خواہ وہ کیسا ہی بڑا
 محدث یا امام یا مجدد کیوں نہ ہو قرآن پاک کی آیتوں کے خلاف رائے دینے کا حق
 حاصل نہیں ہے۔ جملہ آیات کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ سمجھ جائے گا کہ قرآن پاک میں
 اللہ تعالیٰ میاں بیویوں کو آپس میں صلح کا موقع دینا چاہتا ہے اور کوئی مسلمان اس سے
 انکار نہیں کر سکتا۔ جس طرح قانون کی تکمیل کے واسطے ایک ضابطہ کا قانون ہونا ہے
 جیسا ضابطہ نوجدارسی یا ضابطہ دیوانی ہے جو جرائم کی پاداش یا حقوق دلوانے کے
 واسطے استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں تشریح ہوتی ہے کہ کس طرح کارروائی پولیس

یا مجسٹریٹ یا سول جج کو کرنی چاہیے۔ بغیر اس طرح کارروائی کے مقدمہ کی کل کارروائی خارج سمجھی جاتی ہے۔ یا بے دخلی کی نالاش وار کرنے سے پہلے ایک ماہ کا نوٹس دینا ضروری ہے اور بغیر اس کے نالاش کا عدم سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح بغیر اس ضابطہ کو استعمال کے جو خداتعالیٰ نے مقرر کیا ہے طلاق مکمل نہیں ہو سکتی اور اس حالت میں مرد اور عورت پھر خوش خوش میاں اور بیوی باز ششستر بغیر نکاح دوبارہ کے قائم رکھ سکتے ہیں۔

عورت کو طلاق لینے کا حق

جہاں مرد کو حق طلاق لینے کا ہے وہاں عورت کو بھی طلاق لینے کا حق حاصل ہے۔ قرآن پاک کی آیات میں جو آگے دی گئی ہیں یہ صاف لفظ ہیں کہ عورتوں کو بھی مردوں پر وہی حقوق ہیں جو مردوں کو عورتوں پر ہیں اگرچہ مرد کا حق کسی قسم پر فائق ہوا اسکی وجہ سے امام مالک نے عورت کو طلاق لینے کی اجازت ہی ہر ششتر کہ ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں قانون خلع مسلم لیگ کی پوری حمایت سے پاس ہوا جس میں عورت کو خاص خاص حالتوں میں طلاق لینے کا پورا حق دیا گیا ہے۔ وہ قانون پاکستان میں بھی رائج ہے۔

رومن کیتھولک عیسائیوں میں طلاق ناجائز

یہی معلوم ہونا چاہیے کہ عیسائیوں کے رومن کیتھولک فرقہ میں طلاق ناجائز

ہے اور مرد کسی صورت میں بھی طلاق نہیں دے سکتا خواہ اس کی بیوی کسی اخلاقی جرم کی مرتکب
 کیوں نہ ہو اور عصمت فراموشی کرتی ہو اور موجودہ قانون کے ذریعہ ایک بیوی کی موجودگی
 میں دوسری شادی بھی نہیں کر سکتا اس لئے شادی کرنے کے بعد مرد اور عورت کو
 صرف موت اس رشتہ سے علیحدہ کر سکتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد اور
 عورت جب لڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں تو عورت کا نان نفقہ عدالت سے مقرر ہو جاتا
 ہے۔ مرد مجبوراً دوسری عورتوں سے ناجائز تعلقات پیدا کرتا ہے اور عورت دوسرے
 مردوں سے لیکن ایک کو دوسرے سے رہائی کی کوئی شکل اپنے مذہب پر قائم رہتے
 ہوئے نہیں ہوتی۔ دونوں آئندہ اولاد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ چونکہ دونوں ناجائز
 تعلقات کی وجہ سے وہ ترکیبیں استعمال کرتے ہیں جس سے بچہ نہ پیدا ہو یا اسلام میں
 یہ بڑا اخلاقی جرم ہے چونکہ اسلام کی رو سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خدائے انسان
 کو جنسی خواہشات نسل انسانی کو بڑھانے کے واسطے دی ہیں نہ کہ ان کا ناجائز
 استعمال کرنے کے واسطے۔

ہندوؤں میں طلاق ناجائز

ہندوؤں میں بھی طلاق نہیں ہے۔ وہاں بھی مرد بہت سی بیویاں کر کے پہلی
 بیوی سے بے تعلق ہو سکتا ہے اور بہت جگہ ایسا ہوتا بھی ہے لیکن عورت کو سوائے
 روٹی کپڑا مانگنے کے اور کوئی حق نہیں ہے چاہے کتنی ہی سختی اور ظلم اس پر ہو وہ مرد

سے اپنا بچھا چھڑا کر آزادی نہیں پاسکتی۔ اس کے لیے صرف ایک ذریعہ ہے کہ وہ اسلام قبول کرے۔

عورتوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام نے ان کو بے عزتی سے نکال کر عزت کا درجہ دیا ہے اور مسلمان مردوں کو بھی معلوم ہونا چاہیے کہ عورت کے کیا کیا حقوق ہیں اگرچہ بہت سے مردوں نے ہندوؤں کی صحبت کی وجہ سے بہت خیالات ان کے اختیار کر لئے ہیں۔ قرآن پاک کو جزدان میں بند کر کے تبرک کی طرح رکھ دیتے ہیں اور جس غرض سے خدا نے اپنا کلام بھیجا ہے اور اس میں احکامات درج کئے ہیں ان کو بالکل نظر انداز کرتے ہیں اس لیے ان جملہ آیات کا ترجمہ اس جلد میں دیا گیا ہے جو نکاح، مہر، نان نفقہ، طلاق اور بچوں کی پرورش سے متعلق ہیں تاکہ ہر مسلمان ان کو پڑھ کر خود سمجھ لے کہ اس بارہ میں احکام الہی کیا ہیں اور دوسروں کا درست نگر نہ رہے۔

عورتوں کو اپنی کمزوری کا احساس ہونا چاہیے

عورتوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ شادی کی اغوا میں یعنی جنسی خواہشات کا پورا ہونا اور اولاد ہونا ان دونوں میں سے اگر ایک سے بھی عورت قاصر ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ خوشی سے اپنے خاوند کی دوسری شادی کرادے اگر اس کا مرد ایسا چاہتا ہے ورنہ اس کا نتیجہ خواب ہے اگر بیوی جنسی تعلقات سے محبور ہے اور مرد کی دوسری شادی بھی نہیں چاہتی تو وہ زنا کی ترغیب دینی ہے جو کہ اسلام میں ایک گناہ کبیرا

ہے اور جس کی سزا سو کوڑے مرد کے واسطے اور سو کوڑے عورت کے واسطے مقرر
 ہیں اور زنا کی بابت جس قدر آیات ہیں ان کی تفصیل جلد چہارم میں دی جا چکی ہے لہذا
 مسلمان عورت کو یہ ہرگز نہیں چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کو اپنے کسی لالچ سے یا فعل سے
 مجبور کرے کہ وہ زنا کا مرتکب ہو یا زنا کا خیال بھی دل میں لائے۔ ممکن ہے کہ دوسری
 بیوی سے کہیں زیادہ یہ بری بلا ثابت ہو۔ عورتوں کو نکاح میں ایسی شرائط لگانا بھی کسی
 طرح مصالحت کے موافق نہیں چونکہ پاکستان میں وہ عورت اچھی نظر سے نہیں دیکھی
 جاتی جس نے اپنے خاوند سے طلاق حاصل کی ہو۔

ایک سے زیادہ بیویاں کن حالتوں میں ہونی چاہئیں

اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ دو بیوی
 یا چار تک بیویوں کی اجازت دی ہے لیکن اس کے ساتھ شرط جو حکم کی وہ بہت سخت
 ہے یعنی سب کے ساتھ برابری کا بتانا لازم ہے۔ برابری صرف روٹی، کپڑا، جیب خرچ
 اور ہائش میں نہیں ہوتی بلکہ زن و شوئی کے فرائض میں بھی برابری کوئی چاہیے۔ اکثر مرد دو
 بیویوں میں سے ہر ایک کو اس ہائش کو برابر بیچانے میں ہیں لیکن ان کے جنسی حقوق کو برابری
 سے پورا نہیں کرنے پر اس شرط کی خلاف ورزی ہے۔ ہماری رائے میں مرد صرف دو
 صورتوں میں دوسری شادی کر سکتا ہے جو اوپر تحریر ہوئیں ہیں یعنی عورت میں جنسی خواہشات
 کو پورا کرنے کی قابلیت نہ ہو یا بچہ پیدا کرنے سے وہ مجبور ہو اور ان دونوں حالتوں

میں عورت سے منگوری یعنی چاہیے۔ اگر وہ انکار کرے تو مرد کو مجبوراً طلاق دیکر اپنے آپ کو آزاد کرانا ہوگا۔ پھر وہ دوسری بیوی کر سکے گا اس مرحلہ کو طے کرنے کی ذمہ داری عورت پر ہوگی خاص کر اس حالت میں جبکہ مرد اس بات پر تیار ہو کہ وہ اپنی بیوی کو بدستور زوجیت میں رکھے اور اس کے تمام اخراجات کا بدستور ذمہ دار رہے اور اگر وہ مرضیہ ہے تو اس کے علاج میں کوتاہی نہ کرے لہذا وہ حالتوں کے علاوہ کسی اور حالت میں مرد و بیوی کا برتاؤ نہیں کر سکتا اور جہاں برابری نہ ہو وہاں خدا کا حکم ہے کہ ایک ہی بیوی پر قناعت کرو نفسانی خواہشات کے واسطے اور عروس کی وجہ سے دوسری بیوی کرنا قرآن پاک کی آیات کے خلاف معلوم ہوتا ہے ہم نے ہر صورت آیت سپارہ کا حوالہ اس لئے دیدیا ہے کہ جو چاہے کلام مجید کھول کر کوئی سا ترجمہ پڑھ لے ہم نے اپنے نزدیک ترجمہ اس طرح لکھا ہے کہ مطلب و مفہوم سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو اپنی دانستنی میں کوئی آیت بھی جس کا تعلق ان امور سے ہے نہیں سمجھو گی ہے اکثر معاملات ہمارے علم میں ایسے آئے ہیں جہاں مرد اور عورت دونوں نے غلطی سے طلاق مکمل سمجھ لی تھی اور یہ سمجھتے تھے کہ جب یہ طلاق ہو گیا تو دوسرے مرد سے نکاح کر کے اس سے طلاق حاصل نہ کر لے اور اس کے بعد اس نشیہ ہر سے دوبارہ نکاح نہ کر لے وہ اس کی زوجیت سے خارج ہو گئی۔ حالانکہ ایسی صورتیں بہت بعد میں آتی ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیات کو پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا۔

خادم قوم

محمد یاقین خان

۱۵ جنوری ۱۹۵۵ء مطابق ۲۰ جمادی الاول ۱۳۷۴ھ

ترجمہ یا قرآن پاک یا نکاح، طلاق، عقد، بیچوں کی پرورش

سپارہ	سورت	رکوع	آیت
۲	البقرہ	۲۷	۲۲۱
<p>مشرک عورت اور غیر مسلم مرد سے مسلمان مرد اور مسلم عورت کا نکاح نا جائز</p> <p>اے مومنو مشرک عورتوں کے ساتھ اس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔ مسلمان لڑکی مشرک آزاد عورت سے بہت بہتر ہے چاہے وہ مشرک عورت تم کو کسی ہی اچھی کیوں نہ معلوم ہوتی ہو۔ اور مسلمان عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں اس وقت تک نہ دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور مسلمان غلام بہتر ہے کافر آزاد مرد سے گو وہ کیسا ہی اچھا کیوں نہ معلوم ہو۔ کیونکہ یہ کافر عورت اور مرد دوزخ میں جانے کی تحریک دیتے ہیں اور اللہ اپنے احکامات سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اللہ تعالیٰ اسی واسطے اپنے احکامات آدمیوں</p>			

<p>کو بتانا ہے کہ وہ ان پر عمل کریں اور نصیحت حاصل کریں۔</p>				
<p>باپ دادا کی بیویوں سے نکاح ناجائز ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ دادا یا نانا نے نکاح کیا تھا۔ بے شک الہیہ کرنا بڑی بے حیائی اور نفرت کی بات ہے۔</p>	۲۲	۳	النساء	۴
<p>کن کن عورتوں سے شادی ناجائز تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں۔ تمہاری بیٹیاں۔ تمہاری بہنیں۔ تمہاری بھوپیاں۔ تمہاری خالائیں۔ تمہاری بھتیجیاں۔ تمہاری بھانجیاں۔ اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے۔ تمہاری دودھ شریک بہنیں۔ تمہاری بیویوں کی مائیں۔ تمہاری ان بیویوں کی بیٹیاں جن کے ساتھ تم ہم صحبت ہو چکے ہو اور یہ تمہاری پردکش میں ہیں یعنی تمہاری بیویوں کی وہ لڑکیاں جو ان کے پہلے خاوندوں سے پیدا ہیں اور بوجہ تمہارے نکاح کے وہ مثل تمہاری بیٹیوں کے ہو گئیں، لیکن ان بیویوں کی بیٹیوں سے</p>	۲۳ نغایۃ ۲۵	۴	النساء	۴

نکاح کرنے میں گناہ نہیں جن بیویوں سے تم نے
 مباشرت نہ کی ہو یعنی مباشرت سے پہلے ہی یا
 تو وہ بیوی انتقال کر گئی ہو یا اس کو طلاق دیدی
 گئی ہو اور اب زوجیت میں داخل نہ ہو اور
 ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری نسل سے ہوں اور
 دو بہنوں سے ایک ہی وقت نکاح حرام کیا گیا
 (بہنوں میں سگی بہنیں اور ایک باپ لیکن دو ماؤں
 سے بہنیں اور دو باپ لیکن ایک ہی ماں سے
 بہنیں اور دو دھڑ شریک بہنیں بھی شامل ہیں) اور
 وہ عورتیں جو شوہر والی ہیں حرام ہیں اللہ تعالیٰ
 نے ان احکامات کو تم پر فرض کر دیا ہے۔ ان کے
 علاوہ اور عورتیں تمہارے لیے جائز کی گئیں یعنی یہ
 کہ تم اپنے مال میں سے ہر دے کر جائز بیویاں بناؤ
 نہ ان کو مستی نکالنے کی غرض سے استعمال کرو۔
 اور جو شخص تم میں سے اس کی استطاعت
 نہ رکھتا ہو کہ وہ آزاد عورت سے نکاح کرے
 تو وہ اپنی مسلمان لڑکی سے نکاح کر لے۔

۳	النساء	۱	۳	<p>ایک سے زیادہ نکاح کی شرط اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو چاہے دو عورتوں سے، چاہے تین سے چاہے چار عورتوں سے لیکن اگر تم کو ذرا بھی اس بات کا احتمال یا اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ نہ کر سکو گے تو ایسی حالت میں ایک ہی بیوی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملکیت ہو اسی پر اکتفا کرو اس سے تم نا انصافی کرنے سے بچ جاؤ گے۔</p>
۵	النساء	۱۹	۱۲۷	<p>اسے پیغمبر لوگ تم سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتوے مانگتے ہیں۔ کہدو کہ اللہ تم کو ان کے (ساتھ نکاح کرنے کے) معاملہ میں اجازت دیتا ہے اور جو حکم اس کتاب میں پہلے دیا گیا ہے ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جن کو تم ان کا حق تو دیتے نہیں اور خواہش رکھتے ہو کہ ان کے</p>

ساتھ نکاح کر لو اور نیز بے چارے میکس بچوں کے بارے میں (اور حکم دیتا ہے) کہ بیٹیوں کے معاملہ میں انصاف پر قائم رہو اور جو بھلائی تم کرو گے وہ اللہ خوب جانتا ہے۔

اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی کے لئے اس میں گناہ نہیں کہ آپس میں کوئی سمجھوتہ کر لیں اور سمجھوتہ کرنا اچھی بات ہے اگرچہ طبیعتیں تو تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہی ہیں اور اگر تم نیکو کاری اور پرہیزگاری کرو گے تو اللہ سب کاموں سے واقف ہے۔

۱۲۸

۱۹

النساء

۵

اور چاہے تمہاری کتنی ہی خواہش کیوں نہ ہو لیکن پھر بھی تم عورتوں میں برابری و انصاف نہ کر سکو گے ایسا بھی نہ کرنا چاہیے کہ ایک ہی طرف کو دھل جاؤ اور دوسری کو ایسی حالت میں چھوڑ دو کہ گویا وہ آدھریں لٹک رہی ہے۔ اور اگر آپس میں موافقت کر لو اور پرہیزگاری کرو تو خدا بخشنے والا

۱۲۹

۱۹

النساء

۵

۵	النساء	۱۹	۱۳۰	<p>مہربان ہے۔</p> <p>اگر میاں بیوی میں موافقت نہ ہو سکے اور ایک دوسرے سے جدا ہی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی لائنتھادولت میں سے ان کو دولت دے گا۔ وہ بڑی کشائش و حکمت والا ہے۔</p> <p>نوٹ :- سورۃ النساء کی آیت ۳ کی تشریح آیات ۱۲۷ لغایت ۱۲۹ میں کی گئی ہے۔ اکثر مسلمانوں میں غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی کہ مستقیم لڑکیوں سے شادی نہیں کرنی چاہیے اس کو آیت ۱۲۷ میں صاف کر دیا گیا ہے۔ آیت ۳ میں جو الفاظ ہیں کہ اگر تم ایک ہی بیوی یا لونڈی پر اکتفا کرو گے تو نا انصافی کرنے سے بچو گے یعنی ایک سے زیادہ بیویاں کرو گے تو یہ زیادہ اعلیٰ ہے کہ ایک کے ساتھ نا انصافی کرو گے اس کو آیت ۱۲۹ میں صاف کر دیا گیا ہے کہ یہ فطرت انسانی کے خلاف ہے کہ تم برابری اور انصاف کر سکو۔ ایک سا بڑناؤ کرنا نہایت دشوار ہے بلکہ اللہ تعالیٰ</p>
---	--------	----	-----	--

فرمانا ہے کہ ناممکن ہے۔ ایک سا برتاؤ کرنے سے
 یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ کپڑا۔ مکان۔ کھانا۔ جیب خرچ۔
 سواری وغیرہ ہی ایک سا ہو بلکہ حقوق زن شہوانی
 بھی برابر برابر ہونے چاہئیں اگر کسی بات میں
 بھی فرق آگیا تو شرط ختم ہو گئی ایسی حالت میں
 صرف ایک بیوی ہونی چاہیے لیکن اسلام میں ایک
 سے زیادہ بیویوں کو جو جائز رکھا گیا ہے وہ فطرت
 انسانی کے ہر پہلو پر نظر کرتے ہوئے رکھا گیا ہے
 اسلامی سوسائٹی میں زنا کو بہت سختی سے روکا گیا
 ہے اور اس کو گناہ عظیم قرار دے کر زنا کرنے والے
 مرد اور عورت دونوں کے سوسو کوڑے کی سزا
 قرار دی گئی ہے اور اس کے علاوہ اور بھی سزا ہے
 جو شل سوشل بائیکاٹ کے ہے اس طرح سے
 اسلامی سوسائٹی کو زنا سے پاک رکھا گیا ہے اس
 نظر یہ کو سامنے رکھتے ہوئے ان حالات کو
 نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جو اکثر انسانی زندگی میں
 پیش آجاتے ہیں چونکہ مرد اور عورت شادی دو

ضرورتوں کو پورا کرنے کے واسطے کرتے ہیں اول تو
 جنسی خواہشات کو جو خدا نے جسم میں پیدا کی
 ہیں پورا کرنے کے واسطے۔ دویم اولاد کی غرض
 سے لیکن بعض وقت عورت اپنی دائمی علالت کی
 وجہ سے حقوق زن و شوہری پورا کرنے سے محبوس ہوتی
 ہے بعض حالت میں عورت بالآخر ہوتی ہے اور بچہ
 جننے کے قابل نہیں ہوتی۔ اب اگر مرد جوان اور
 طاقتور ہے اور جنسی خواہشات کو نہیں روک سکتا
 یا اولاد کا خواہشمند ہے تاکہ اس کی نسل چلے تو وہ
 ان حالات میں کیا کرے۔ اسلام میں ان ضرورتوں کا
 جائزہ لیا گیا ہے اور ان صورتوں میں دوسری
 شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اگر مرد
 اپنی بیوی کو طلاق دے کر آزادی حاصل کرنا نہیں
 چاہتا اور اپنی بیوی کے اخراجات کا کفیل رہنا
 چاہتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے اور بیوی بھی
 اس سے محبت کرتی ہے اور بھلے طلاق لینے کے
 پرستور کرتی ہے کہ اس کا شوہر اپنی ضرورت پوری

کرنے کی غرض سے دوسری شادی کر لے تو اس میں کوئی اخلاقی برائی نہیں۔ چونکہ اسلامی سوسائٹی کو پاک صاف رکھنا سب سے پہلا مقصد ہے اور ساتھ ساتھ انسانی جذبات کو بھی نہیں بھلایا جاسکتا لیکن اگر پہلی بیوی ان حالتوں میں یہ چاہے کہ طلاق لے لے تو اس کی خوشی۔ مگر ان دو حالتوں کے علاوہ کسی اور صورت میں دوسری بیوی کرنا جبکہ پہلی بیوی ہر طرح کی قابلیت رکھتی ہے تو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

پارہ مسلمان عورتیں اور اہل کتاب عورتیں جائز

اور تمہارے لئے شادی کے واسطے پارہ مسلمان عورتیں اور اہل کتاب عورتوں میں سے وہ جو پارہ ہوں اور ان پیغمبروں کی امت ہوں جن پر کتاب تم سے پہلے اتری ہے باقاعدہ شادی کے لئے جائز ہیں کہ مہر دیکر بیوی بناؤ نہ کہ اعلانیہ بدکاری یا خفیہ آشنائی کے واسطے۔

۶

۱

المائدہ

۶

مسلمان عورتیں غیر مسلم کے لئے ناجائز

مسلمان عورتیں غیر مسلم مرد کے لیے جائز بیویاں
نہیں ہیں۔ مسلمان عورتوں کی شادی غیر مسلم سے نہ کرو
کیونکہ وہ ان کے جائز شوہر نہیں ہیں۔ اگر غیر مسلم
عورت کا شوہر غیر مسلم ہے اور وہ عورت مسلمان
ہو جائے تو اس غیر مسلم شوہر کو وہ مہر ادا کر دو جو
اس بیوی کو دیا تھا۔ جب تم یہ مہر واپس کر دو، تو
اس عورت سے جو مسلمان ہو گئی ہے شادی کرنے
میں کوئی حرج نہیں۔

مہر ادا کرو

اپنی بیویوں کو ان کا سقرہ مہر خوشی سے ادا کر دینا اگر وہ
اپنی خوشی سے یعنی بغیر کسی دباؤ یا دھوکہ کے (اس میں
سے کچھ معاف کر دیں تو اس کو تم خوش ہو کہ
کھاؤ۔

عورتوں پر دباؤ نہ ڈالو

اے ایمان والو! تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے

۲۸ المبتدئہ ۲ ۱۰

۲۷ النساء ۱ ۲۷

۱۹ ۳ = =

کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک بن جاؤ اور ان کو اس غرض سے گھر میں مقید کرو کہ ان پر وہاں سے اس ہرمی سے واپس لے لو جو تم نے ان کو دیا ہے۔ صرف ان عورتوں کو مقید کر سکتے ہو جو ظاہر ابدین ہوں لیکن اس صورت کے علاوہ تم ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہو ممکن ہے کہ وہ تم کو پسند نہ ہوں لیکن اس بات کا خیال رکھو کہ تم کو اگرچہ کوئی چیز ناپسند ہو مگر اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے بھلائی رکھتا ہو

جو کچھ بیوی کو دیدو وہ واپس نہ لو اگر تم یہ طے کر لو کہ بجائے ایک بیوی کے دوسری کرو گے تو چاہے تم نے اپنا کل مال و متاع اس (پہلی) بیوی کو ہرمی یا بطور تحفہ دیدیا ہو وہ واپس نہ لو۔ کیا تم تہمت یا بہتان لگا کر واپس لو گے جو صریحاً گناہ ہے۔

اور کیسے تم ان سے واپس لے سکتے ہو جبکہ تم ان کے ساتھ بے حجابانہ ہم صحبت ہو چکے ہو

۲۰

۳

النساء

۲۲

۲۱

۳

النساء

۲۲

۵	النساء	۴	۲۴	<p>اور وہ تم سے عہد لے چکی ہیں۔</p> <p>مہر میں تبدیلی دونوں کی رضامندی سے</p> <p>عورتوں کو ان کا وہ جو مقرر ہوا ہے وہ لیکن اگر مہر</p> <p>مقرر ہونے کے بعد دونوں خوشی سے اس میں</p> <p>تبدیلی کریں تو کوئی الزام نہیں (یعنی خوشی سے عورت</p> <p>مہر میں کمی کر دے یا مرد خوشی سے اضافہ کر دے)</p> <p>جن کا مہر مقرر نہ ہوا ہو ان کو بطور تحفہ دو</p>
۲	البقر	۳۱	۱۳۶	<p>ان بیویوں کو طلاق دینے میں گناہ نہیں ہے جن کا نہ</p> <p>تو مہر مقرر ہوا ہو اور نہ تم نے ان کو ہاتھ لگایا ہو۔</p> <p>لیکن تم کو چاہیے کہ ان کو تم اپنی حیثیت کے موافق</p> <p>غریب اپنی حیثیت کے موافق دے۔ جو لوگ نیکی کرنا</p> <p>چاہتے ہیں ان سے معقول رقم کے تحفہ کی توقع</p> <p>کی جاتی ہے۔</p>
۲	البقر	۳۱	۱۳۷	<p>عورت کو ہاتھ لگانے سے قبل طلاق</p> <p>دینے میں مہر کا نصف حصہ واجب</p> <p>اگر بیویوں کا مہر مقرر ہو گیا ہے اور ان کو ہاتھ لگانے</p> <p>سے پہلے طلاق دو تو جس قدر مہر مقرر ہوا ہے</p>

اس کا نصف واجب ہوتا ہے لیکن عورت کو اختیار ہے کہ اس کو بھی معاف کر دے۔ اسی طرح مرد کو جس کے ہاتھ میں نکاح کو قائم رکھنا یا توڑنا ہے اختیار ہے کہ وہ رعایتاً سارا قہر ویدے اور رعایتاً سارا قہر دینا پر ہینرگاری کے قریب ہے آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے جو لوگ قسم کھا لیں کہ بیوی کے پاس نہ جائیں گے ان کو چار ماہ کی مہلت جو لوگ قسم کھا بیٹھے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے (یعنی ہم صحبت نہ ہوں گے) ان کے واسطے چار ماہ کی مہلت ہے تاکہ اس عرصہ میں اپنی قسم توڑ کر پھر عورت سے ہم صحبت ہونے لگیں۔ پس اللہ بخشنے والا اور رحیم ہے یعنی قسم توڑنا اگرچہ منع ہے لیکن اس بارہ میں جو قسم توڑی جاوے گی اس کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا چونکہ ایسی قسم نہایت غلیظ کام کے واسطے ہے جو

۲۲۶

۲۸

البقرہ

۲

<p>اصول اسلام کے خلاف ہے اس لیے اللہ تعالیٰ خود اس قسم کو توڑنے کی ہدایت کرتا ہے لیکن اگر ان کا مصمم ارادہ تلاق ہی دینے کا ہے تو اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔</p>	۲۲۶	۲۸	البقرہ	۳
<p>طلاق کے بعد عدت کی میعاد جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین مرتبہ ایام ماہواری گزر جانے تک دوسرا نکاح نہ کریں اور ان عورتوں کو اگر خدا اور قیامت کے دن پر یقین ہے (یعنی وہ مسلمان ہیں) اور ان کے لئے یہ بات حلال نہیں ہے کہ وہ اس کو چھپائیں جو خدا نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے (یعنی اگر حاملہ ہیں یا نہیں اس کا اظہار کر دیں) اس درمیان ہیں اگر ان کے شوہر علاج کر کے اپنی زوجیت میں رکھنا چاہیں تو ان کو اس کا حق ہے (یعنی بغیر دوبارہ نکاح کے بلکہ اس حالت میں نکاح فصیح نہیں سمجھا جاوے گا) اور عورتوں کو کبھی النساءاً وہی حقوق مردوں پر ہیں جو مردوں کو دستور کے موافق عورتوں پر ہیں اگرچہ</p>	۲۲۸	۲۸	البقرہ	۴

مرد کو عورت پر کسی قدر فضیلت ہے اللہ تعالیٰ
غالب حکمت والا ہے۔

طلاق کے بعد مصالحت صرف دو دفعہ

اسی طرح کی طلاق صرف دو دفعہ جائز ہے (یعنی
طلاق دے کر عدت کے زمانہ میں مصالحت کا
موقع اس کے بعد چاہے تو عورت کو خوشی خوشی
زوجیت میں رکھو یا خوش اسلوبی کے ساتھ جدا
کر دو۔

۲۲۹

۲۹

البقرہ

۲

اور مردوں کے واسطے یہ جائز نہیں کہ وہ تھر کو
یا ان چیزوں کو جو میاں بیوی کی زندگی گزارنے
میں عورت کو دمی ہوں وہ طلاق دیتے وقت
واپس لیں لیکن جس وقت دونوں کو یہ اندیشہ
ہو کہ وہ خدا کی مقرر کردہ حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے
اور عورت اپنی آزادی حاصل کرنے کی غرض سے
کچھ مرد کو دے تو اس میں دونوں میں سے کسی پر گناہ
نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ضابطہ ہے اس کے
باہر تم مت جاؤ جو شخص اس ضابطہ کے باہر جائیگا

وہ ظالموں میں سے ہے (یعنی گنہگار ہے)

نوٹ:۔ مرد کے واسطے یہ نہایت شرم کی بات ہے کہ وہ عورت سے مہر کا حصہ واپس مانگے یا ان چیزوں کو جو بطور تحفہ دی ہوں واپس مانگے لیکن اگر عورت یہ دیکھتی ہے کہ مرد لالچ کی وجہ سے اس کو طلاق نہیں دیتا اور اچھی طرح بھی نہیں رکھتا اور طلاق صرف اس وقت دینے کو تیار ہے جب عورت اس کو ہر چھوڑ دے اور بری پر چڑھی ہوئی چیزیں واپس کر دے تو عورت کے لئے گناہ نہیں کہ وہ اپنا سچا چھوڑنے کو یہ چیزیں یا ان کا جزو دیدے اور مرد کے لئے بھی گناہ نہیں کہ وہ ایسی حالت میں لے لے لیکن پھر بھی مرد کے واسطے اس معاملہ میں زیادتی کرنا شرم کی بات ہے۔

دویم یہ کہ جو نابطلہ طلاق دینے کا اور ^{لحقت} مہر کرنے کا اور کچھ طلاق مکمل ہو جانے کا خدانے مقرر کر دیا ہے اس کے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے اگر وہ شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے خدا کے

مقرر کروہ ضابطہ کے خلاف کرنا ایسا ہی ہے
جیسا کہ خدا کو قادر مطلق نہ ماننا۔

تین مہینہ تک تین طلاق کے بعد
عورت نکاح سے خارج اور اس
شخص سے نکاح نہیں کر سکتی۔

پھر اگر کوئی شخص دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد یعنی
جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے کہ دو مرتبہ عدت کے

درمیان صلح کر لی ہو یا عدت ختم ہونے تک کوئی
صلح نہ کی ہو اور دو مرتبہ ایام بلوغ ہی ختم ہوئے
کے بعد طلاق دی ہو تیسری مرتبہ عورت کو طلاق

دیدے تو وہ عورت اس کے لیے اس وقت
تک حلال نہ ہوگی جب تک کہ وہ دوسرے شخص

سے نساوی نہ کر لے اور وہ دوسرا شخص بھی اسی ضابطہ
کے مطابق طلاق نہ دیدے اور وہ طلاق مکمل نہ ہو

جائے اس کے بعد گناہ نہیں ہے کہ بیہ دونوں
یعنی پہلا شوہر اور یہ عورت جس کو دوسرا خاوند

مکمل طلاق دیدے، پھر نکاح کر لیں اگر ان کو یہ امید

۲۳۰ = = =

ہو کہ خدائے تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطہ پر قائم رہیں گے
اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطے جو مقرر کیے ہیں ان کو کھول
کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔

طلاق کے بعد تین مہینہ ختم ہونے
سے پہلے مصالحت یا تین ماہ بعد
مکمل طلاق۔

جب تم عورتوں کو دو دفعہ طلاق دے چکو (یعنی دو
دفعہ دو ماہ کے ایام ماہواری کی ختم کے ہر موقع پر)
اور وہ اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ
جائیں تو بائوان کو حسن سلوک کے ساتھ نکاح میں لینے
دو (یعنی ان سے ہم صحبت ہونے لگو اور صحبت
کی زندگی بسر کرو) یا خوش اسلوبی سے قاعد کے
موافق (یعنی تیسری ایام ماہواری ختم ہونے پر)
طلاق تیسری مرتبہ دے کر ان کو رہائی دیدو۔ لیکن
ان کو اس وجہ سے اپنے آپ سے پابند رکھو کہ
ان پر ظلم کرو یا دباؤ ڈالو۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ
اپنے ہی اوپر ظلم کرے گا۔ یعنی اگر تمہاری نیت

۲۳۱

۲۹

البقرہ

۲

محبت کی زندگی بسر کرنے کی نہیں ہے اور ساتھ میں
تم طلاق تکمیل بھی تیسرے مہینہ پر نہیں کرتے اور اس
طرح معاملہ کو الجھن میں ڈال کر عورت پر دباؤ ڈالنا
چاہتے ہو تو یہ فعل گناہ کا ہے)

اللہ تعالیٰ کے احکام کو، سنسنی کھیل نہ بناؤ
اور ان کو بے وقعت نہ سمجھو اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں
کو یاد کرو اور خاص کر اس نعمت کو کہ اس نے تمہاری
ہدایت کے واسطے حکمت بھری کتاب نازل کی
ہے جس سے تم نے نصیحت حاصل کی ہے (یعنی
قرآن پاک) اور اللہ سے ڈرو اور یقین رکھو کہ
اللہ تعالیٰ ہر بات کو جانتا ہے

مکمل طلاق کے بعد عورت کو دوسرے
شخص سے نکاح کرنے سے نہ روکو

اگر تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) کوئی شخص

اپنی عورت کو طلاق دیدے اور وہ عورت اپنی

عدت پوری کر لے (یعنی اس طرح سے جیسے کہ

اوپر کی آیات میں آیا ہے) تو اس عورت کو کسی

۲۳۲

۳۰

البقرہ

۲

دوسرے شخص سے جس سے وہ رضامند ہو لڑکاح کرنے سے نہ روکو۔ اس حکم سے ان لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پزیرین رکھتے ہیں (یعنی مسلمان ہیں) اس نصیحت کو قبول کرنا تمہارے لیے پاکی کی بات ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

طلاق ایام ماہوار می کے درمیان نہ دیں بلکہ بعد کو دیں اور عدت اس وقت سے شروع ہوگی۔

اے نبی۔ لوگوں سے کہ دو کہ جب وہ اپنی بیویوں کو طلاق دیں تو عدت کے شروع میں دیں۔ (یعنی حیض کے زمانہ میں نہ دیں بلکہ حیض ختم ہو جانے کے بعد دیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے غلطی سے طلاق حیض کے زمانہ میں دیدی تھی اس پر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ واپس لو، اور عدت کی میعاد کو ٹھیک طرح گنیں (یعنی طلاق دینے کے بعد تین ایام ماہوار می عورت کو گزرنے چاہئیں جو زمانہ

الطلاق

۲۸

عدت ہے اور جس زمانہ میں دوبارہ صلح کرنے کی اجازت ہے) اور اپنے رب اللہ سے ڈرتے رہیں۔ ان عورتوں کو عدت کی میعاد ختم ہونے تک گھر سے نہ نکالیں (یعنی طلاق کے بعد بھی عدت کے زمانہ میں حسب دستور نان نفقہ دیتے رہیں) اور عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ خاوند کے گھر سے عدت کے زمانہ میں نہ نکلیں۔ اگر کوئی عورت کھلی بے حیائی کرے تو اور بات ہے

عدت پوری ہونے سے پہلے صلح یا عدت کے بعد طلاق مکمل کر دو اور گواہ کرو

پس جب عورتیں (یعنی جن کو دو ماہ تک طلاق دی جا چکی ہے) اپنی عدت کی میعاد پوری کرنے پر آمیں تو یا تو ان کو حسن سلوک کے ساتھ نکاح میں رہنے دو یا عیش اسلوبی سے قاعدہ کے موافق طلاق مکمل کر کے ان کو علیحدہ کر دو اور اپنے آپس کے دو ایماندار آدمیوں کو گواہ کر لو ان گواہوں

۲

۱

طلاق

۲۸

کو وقتِ ضرورت سچی ایمان داری کی گواہی دینی ہوگی۔
 یہ نصیحت ان لوگوں کو کی جاتی ہے جو خدا پر اور قیامت
 کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا
 ہے اللہ اس کے واسطے مشکل سے نکلنے کا راستہ
 نکال دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایسی جگہ سے رزق
 پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور
 جو کوئی اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے
 واسطے کافی ہے (یعنی اللہ کی مدد کافی ہے) اللہ
 اپنا کام جس طرح بھی ہو پورا کر کے رہتا ہے اس نے
 ہر کام کا اندازہ مقرر کیا ہے۔

جن عورتوں کو ایام ماہِ ہوار می نہ ہوں
 ان کی عدت تین ماہ

وہ عورتیں جن کے ماہِ ہوار می ایام بند ہو چکے ہیں ان
 کی عدت تین ماہ اگر شبہ ہو تو ان کے واسطے تین ماہ
 کی عدت ہے اسی طرح ان عورتوں کی عدت تین ماہ
 ہے جن کو ایام ماہِ ہوار می نہیں ہو سکے (یعنی بوجہ

۲۸ طلاق ۱ ۳

۲۸ طلاق ۱ ۴

کم عمری کے یا بوجہ بیماری کے) اور ان عورتوں کی عدت جو حاملہ ہیں اس وقت تک ہے جب تک وہ اپنے حمل سے فارغ ہو جائیں (بچہ خواہ پورے دنوں کا ہو یا استقاط ہو جائے) لیکن ظاہر اس کے بعد کی وہ میعاد بھی شامل ہے جو میعاد زچگی کی ہے جس میں وہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی علیٰ العموم یہ چالیس دن سمجھے جاتے ہیں، جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے واسطے اللہ آسانی کی راہ نکال دیتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس نے تمہارے لئے نازل کیا ہے اور جو کوئی اللہ سے اس معاملہ میں اور دوسرے معاملوں میں ڈرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا اور اس کو بڑا انعام دیگا۔

عدت کے زمانہ میں عورت کو اسی طرح رکھو جیسے خود رہو۔

عدت کے زمانہ میں مطلقہ عورتوں کو اسی حیثیت سے

۵

طلاق ۱

۲۸

۶

طلاق ۱

۲۸

اپنے پاس رکھو جیسے تم خود رہتے ہو اور ان پر تنگی کر کے ایڈرنہ پہنچاؤ۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کر دو جب تک وہ حمل سے فالوغ ہوں۔ اگر وہ تمہارے بچہ کو دو روہا یا نہیں تو اس کا معاوضہ دو یا اس کا آپس میں مل کر خوبی کے ساتھ فیصلہ کر لو کہ انصافاً کیا مناسب معاوضہ ہو گا۔ اگر تم کو اس میں مشکل پیش آئے تو باپ خرچ دے کر دوسری جس عورت سے چاہے دو دو بلاوے۔

بچہ کی پرورش پر باپ کی حیثیت کے موافق خرچ۔

بچہ کی پرورش پر امیر اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب اپنی حیثیت کے موافق اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرے۔ اللہ کسی پر اس سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا جتنا کہ وہ اٹھاسکے۔ فقور سے دن کی تکلیف کے بعد اللہ بھر راحت، یعنی مسراخی بخشے گا۔

۲۸ طلاق ۱ ۷

عورت طلاق کے بعد بچہ کو دو سال
تک دودھ پلانے کے لیے اگر باپ خرچ
برداشت کرے

۲۳۳

۳۰

البقر

۲

اور ماہیں اپنے بچے کو دو سال تک دودھ
پلائیں گی تاکہ دودھ پلانے کی میعاد پوری ہو جائے
اگر اس بات پر باپ رضامند ہو لیکن اس کو
ماں کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہونا ہو گا۔ جو کہ شاعدا
اور انصاف کے موافق ہو گا یعنی باپ کی حیثیت
کے مطابق جس کا معیار وہ ہو گا جس طرح کہ وہ
اس عورت کو اس وقت رکھتا تھا جب تک
طلاق نہیں ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ کسی پر اس سے
زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا جس کو برداشت کرنے کی
اس میں طاقت نہ ہو۔ کسی ماں کو بچہ کی وجہ سے
تکلیف نہ پہنچانی جائے نہ باپ کو بچہ کی وجہ
سے تکلیف پہنچائے۔ اگر بچہ کا باپ مر جائے
تو بچہ کے ولی کے ذمہ بھی یہی فرض ہے جو اس
کے باپ پر ہے۔ پھر اگر دونوں باہمی رضامندی

سے دانت نکلنے پر دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر باپ اپنے بہنہ کو (یعنی طلاق کی صورت میں) اتنا کا دودھ پلوانا چاہے تو اس میں بھی کوئی برائی نہیں بشرطیکہ دودھ پلانی کو قاعدہ اور انصاف کے ساتھ وہ ادا کر دے جو اس سے وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ وہ تمہارے سب اعمال دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو۔

بیوہ کی عدت

الرقم میں سے کوئی مر جائے اور بیوہ چھوڑے تو بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اس عدت کے زمانہ میں وہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی لیکن جب بیچارہ پوری ہو جائے تو وہ نیا عدو اور النساء کے موافق نکاح کر سکتی ہے (یعنی اگر حاملہ ہے تو بچہ ہونے تک نکاح نہیں کر سکتی چاہے بچہ اس عدت کے بعد ہو) اور اللہ کو اور سب باتوں کا علم ہے جو تم کرتے ہو۔

۲۳۲

۳۰

البقرہ

۲

بیوہ کو عدت کے زمانہ میں نکاح کا پیغام نہ دو

اگر تم کسی بیوہ سے نکاح کرنے کی دل میں خواہش
کرو یا اس کا اظہار اٹھانا کرو تو اس میں کوئی
برائی نہیں۔ چونکہ اللہ کو تمہارے دل کا بھید
معلوم ہے لیکن بیواؤں سے جب تک ان کی
عدت ختم نہ ہو جائے کوئی خفیہ معاہدہ نکاح کا
نہ کرو۔ نہ ان کو پیغام دو۔ البتہ عدت پوری ہونے
کے بعد قاعدہ اور انصاف کے ساتھ ان
سے نکاح کر سکتے ہو۔ اس کا خیال رکھو کہ اللہ کو
سب معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے اس
سے ڈرو۔ ساتھ میں یہ بھی جانو کہ وہ بخشنے
والا اور درگزر کرنے والا ہے۔

بیوی کے لئے ایک سال کی رخصت اور گزارہ کی وصیت کرو

تم میں سے جو مریں اور ان کے بیویاں ہوں تو ان کو
چاہیے کہ مرنے سے پہلے اس بات کی وصیت

۲۳۵

۳۰

البقرہ

۲

۲۳۰

۳۱

البقرہ

۲

کرزیں کہ ان کی بیویوں کو ایک سال تک مکان سے نہ نکالا جائے اور ایک سال تک گزارہ دیا جاوے لیکن اگر وہ خوشی سے (یعنی وراثت کے بغیر) حق کئے مکان چھوڑ دیں اور اپنے حق میں بہتر کام قاعدہ کے موافق (یعنی نکاح) کر لیں تو وارثوں پر کوئی الزام نہیں۔ اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ و اختیار والا عقلمند ہے۔

عورت کو طلاق کے بعد عدت کے زمانہ میں نان نفقہ مرد کی حیثیت کے مطابق

جن عورتوں کو طلاق دی جائے ان کا نان نفقہ انصاف اور حیثیت کے موافق ہونا چاہیے۔
 (یعنی عدت کے زمانہ میں مرد کو چاہیے کہ وہ عورت کو اسی طرح سے رکھے جیسا کہ طلاق سے پہلے رکھتا تھا اور اگر مرد اس سے قبل مر جائے کہ عورت کی عدت پوری ہو تو اس کے وراثت پر یہ واجب ہے کہ وہ عدت تک اس عورت کو

۲۴۱

۳۱

البقرہ

۲

۲۴۲

اسی طرح سے رکھیں جیسے کہ خاوند رکھتا تھا، بیان پر فرض ہے جو ایماندار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

بیوی کو ماں کہنے سے وہ ماں نہیں ہو جاتی مگر کفارہ دینا ہو گا۔

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کو اپنی ماں کہ دیتے ہیں اور اس طرح سے ان سے زن و شوہر کے تعلقات ختم کر دیتے ہیں تو وہ بیویاں اس کہہ دینے سے ماں نہیں ہو جاتی۔ ماں تو وہی ہوتی ہیں جو کسی کو جنتی ہیں۔ چونکہ ایسے لوگ بلاشبہ ایک معقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں اس لیے گناہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا اور مغاف کرنے والا ہے۔

جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں یا بہن بتا کر ان سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور اپنی کہی ہوئی غلط بات کی تلافی کرنا چاہیں تو ان کے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے۔ پیشتر اس کے کہ دونوں میان بیوی

۲۸ الحجادہ ۱

۳ الحجادہ ۱ ۲۸

اپس میں اختلاف کریں۔ اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔

اگر کسی شخص کو غلام یا لونڈی آزاد کرنے کے واسطے میسر نہ ہو تو وہ بیوی سے ہم صحبت ہونے سے پیشتر دو ماہ مسلسل رونے رکھے جس سے یہ بھی نہ ہو سکے وہ ساٹھ مہینوں کو کھانا کھائے۔ یہ حکم اس لیے سنایا گیا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ حدیں اللہ کی باندھی ہوئی ہیں اور کافروں پر بڑا عذاب ہوگا۔

عورت کو ہاتھ لگانے سے قبل طلاق دینے میں عدت نہیں ہوتی

اے ایمان والو جب تم مومن عورت سے شادی کرو اور اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی اس کو طلاق دیدو تو اس حالت میں تم کو عدت کے زمانہ کے گننے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو ابھی طرز شرف دے کر حسین سلوک سے آزاد کرو یعنی جب مرد نے عورت

۲۸ الحجۃ ۱ ۲۲

۲۲ الاحزاب ۶ ۲۹

کو ہاتھ نہیں لگایا تو اس کی توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ حاملہ
 ہے اور نہ آپس میں میاں بیوی کے تعلقات پیدا
 ہوئے اور مرد نے چھوڑتے ہی طلاق دیدی تو ایسی
 صورت میں دونوں کے لئے یہ بہتر ہے کہ علیحدہ
 ہو جائیں۔ اگرچہ طلاق کے بعد تین ماہ کی مہلت مصالحت
 کی ہے لیکن اس حالت میں ضرورت نہیں نہ ضرورت
 کو منتظر رہ کر ضرورت وہ فوراً نکاح کر سکتی ہے
 لیکن طلاق مکمل تین دفعہ کہہ کر کرنی چاہیے۔

اسلامی تشکریم

جلد ششم

وراثت و وصیت کے متعلق آیات قرآن پاک

میں چند احادیث و تشریح

از تالیف: نواب سر محمد یاقین خان صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ بیرسٹر ایٹ۔ لا

سابق ممبر و قاضی پریسیڈنٹ مرکزی سبیلیٹو اسمبلی غیر منقسمہ

ہندوستان سابق ممبر کورٹ و ایگزیکٹو کونسل مسلم یونیورسٹی

علیگڑھ و ممبر کورٹ دہلی یونیورسٹی

مصنف: گورنمنٹ ایڈیوٹیو پبلس ان سائنس ایسٹ اسلام و کراکٹ

ایڈیٹری ان وی قرآن و نمبرہ

ناشران

ملک دین محمد اید شاعر اشاعت منزل بل روڈ لاہور

طابع

ملک محمد عارف

مطبوعہ

دین محمد می پریس لاہور

بارہ - اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تشمیر

جس طرح تمام ممالک میں رواجی قانون وراثت تھا اسی طرح عرب میں بھی رواجی قانون تھا جس کی بنیاد صرف یہ تھی کہ ایک عرصہ سے اس پر عمل درآمد ہوتا رہا تھا۔ اہل ہندو میں بھی رواجی قانون تھا جس کی بنیاد وہم شاستر پر تھی اور ہندو جی کا بنایا ہوا قانون تھا جس میں عورتوں کا حصہ وراثت میں قطعی نہ تھا وہ صرف پاتواستری دھن کی یعنی اس چیز کی جو ہاتھ سے آسن کو دیکھی جائے مانا گئی اور اگر مرنے والے کے کوئی پسر ہی اولاد نہ ہو یا وہ خاندان مشترکہ کا ممبر نہ ہو تو اس کی بیوہ اور اس کے بعد لڑکی صرف حین حیاتی مالاکس ہوتی تھیں لیکن بیع و رہن کا ان کو اختیار نہ ہوتا تھا۔ اگر خاندان مشترک ہو یا مرنے والے کے اولاد پسر ہی ہو تو عورت کا حق صرف نان نفقہ پائے کا تھا لیکن ہر ایک مرد خواہ وہ کسی پشت میں ہو بیوہ یا مشترک خاندان کے وارث ہوتا تھا اور چونکہ ہندوؤں میں پیدائش اس وقت سے شمار ہے جس وقت کہ لطفہ قرار پائے لہذا پشتینی جائیداد میں مرد بچہ اس وقت سے شریک ہوتا تھا۔ اگر کسی شخص کے چار لڑکے ہوں تو یہ چاروں اپنے باپ کے ساتھ برابر برابر

کے شریک ہوتے ہیں یعنی ہر ایک کا حصہ کل ملکیت میں ایک پانچواں ہے۔
 اگر کوئی لڑکا اپنے باپ کی زندگی میں مر جائے اور اپنی اولاد میں ایک یا زیادہ لڑکے
 چھوڑے تو اس مرنے والے کے حصے کے یعنی پانچویں حصے کے اس کے لڑکے
 مالک ہو جائیں گے اور محبوب الارثی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ جائداد میں باپ
 ایک پانچویں حصہ کا مالک ہو اور بہر سبب جامعہ اپنی اولاد ذکور کے پانچویں
 حصہ کا مالک ہو اور بحیثیت خاندان مشترک کے وہ اپنے حصہ کا مالک ہے
 اور اس کو اختیار ہے کہ جائداد تقسیم کرے یا اپنے حصہ علیحدہ کر لے۔
 اسلام میں کئی ترمیمات اس قانون میں ہوئیں۔

اول۔ اہم انقلابی ترمیم یہ ہے کہ عورت مثل مرد کے پوری مالک
 اپنے حصہ کی جوئی جو قرآن پاک نے ماں، بیٹی، بہن، دادی وغیرہ
 کا مفرد کردیا ہے اس کو بیع، رہن، ہبہ وغیرہ کرنے کا پورا
 اختیار ہے۔

دوم۔ یہ ترمیم ہے کہ ہر مرد کو یا عورت کو جو ورثہ ملتا ہے اس
 کا وہ پورا مالک ہوتا ہے اس کی زندگی میں اس کی اولاد کا کوئی حق
 نہیں۔ یہ اپنی زندگی میں چاہے سب چیز فروخت کر دے یا ہبہ
 کر دے اولاد کو چون و چرا کا حق نہیں۔ اس لئے مشترکہ خاندان
 جو اہل ہندو میں حق رکھتا ہے وہ اسلام میں نہیں ہے۔ صرف مشترکہ جائداد

جیسے مکان ہے اس میں شریک کو یہ حق ہے کہ اس کی اجازت کے
 بغیر دوسرا شریک اپنا حصہ فروخت نہ کرے اور اگر ایسا کر دے
 تو اس کو حق شفع حاصل ہے۔

لیکن اہل ہندو میں کوئی لڑکا یا اس کی حائضہ میں اس کی اولاد وراثت
 سے خارج نہیں ہوتے مگر قانون شرع بنانے والوں نے اس لڑکے کی اولاد کو جو اپنے
 باپ کے سامنے مرجائے اس حالت میں ناخن کر دیا جبکہ اس باپ کے اور
 لڑکا موجود ہے۔ یہ اس اصول پر ہے کہ باپ اپنی پسینز کا پورا مالک ہے اور
 اس کے بعد اس کے قریب تر وارث کو کل ملنا چاہیے جو کہ لڑکا ہے نہ لڑکی۔
 اس کی بنیاد کچھ احادیث کی غلط فہمی سے پیدا ہوئی ورنہ قرآن پاک میں
 اس کا ذکر نہیں۔ اسلام میں وراثت کی بنیاد نسلی ہے۔ ذریعہ اولاد، مورث کے
 خون سے پیدا ہوئے یا مورث بن کے خون سے پیدا ہوا اور ان کی اولاد۔
 بہر حال اس مختصر کتاب میں قرآن پاک کی ان آیات کو کیجیے کہ لکھا ہے
 جو وراثت اور وصیت کی بابت ہیں تاکہ ہر مسلمان کو جو اردو دان ہو کلام پاک
 کے احکامات ایک نظر میں معلوم ہو جاویں۔ ان احکامات کی تشریح بھی کہنی
 گئی ہے اور چند احادیث ضروری بھی دیدی گئی ہیں جن کی بنیاد پر ذرا وراثت
 شرع محمدی میں بنا۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ سہ ماہیہ قریب دو ماہ پیشہ کرنا چاہتا

تھا اور بوجہ علالت راقم ختم ہونے سے رو گیا تھا آج بروز معطل مورخہ ۱۲ اپریل
 ۱۹۵۵ء کو مطابق ۱۸ شعبان ۱۳۷۴ھ بمقام یامین منٹمنس۔ بلاک ۴ ناظم آباد
 کراچی انتظام کو پہنچا۔

راقم

مستور یامین خان۔ سابق ساکن میرٹھ۔ کوشی جنت نشان
 ہندوستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حم

اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے انسان کی ہدایت کے واسطے انصاف کا قانون بنا کر رسول اللہ ﷺ کی حضرت قرآن پاک میں درج کیا۔ یہ پہلا قانون دنیا میں ہے جس میں کہ عورت کو مثل مرد کے وارث مانا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کہ مرد اور عورت دونوں کا پیدا کرنے والا ہے اس نے مرد کو صاف کھول کر بنا دیا کہ عورت بھی اسی طرح انصاف وارث ہے جیسے کہ مرد ہم اپنے اس پیدا کرنے والے کی جس نے پیدا کرنے کی بنا پر ورثہ دلایا جس قدر بھی تعریف کریں کم ہے۔

نعت و درود

رسول اللہ ﷺ کا تمام مسلمانوں کو بلکہ تمام دنیا کو احسان مند ہونا چاہیے کہ انھوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ احکامِ خدایاوندی کو پیش کر کے تمام دنیا کے خیالات میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور کمزور طبقہ کو بھی اس کا حق زبردست طبقہ سے دلا دیا۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ پر، ان کے اہل و عیال پر اور ان کے اصحاب پر امدان کی امت پر تمام نعمتیں نازل کرے اور اس بزرگزیدہ رسول کے طفیل میں تمام گنہگاروں کے گناہ معاف کرے۔ آمین

محمد یاقین خان

عورت کو دنیا بھر میں سب سے پہلے قرآن پاک وراثت میں حقدار قرار دینا ہے

سپارہ	سورۃ	رکوع آیت	اس ترکہ میں سے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ
۴	النساء	۱ ۷	مری مردوں کا حصہ ہے اور عورتوں کا بھی حصہ
			اوس ترکہ میں سے ہے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کریں۔ چاہے یہ ترکہ چھوڑا ہو یا بہت۔ یہ حصہ مقررہ ہیں۔

جب (مرنے والے کے ترکہ کو) بانٹتے وقت قرابت دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو ان کو بھی اس ترکہ میں سے کھانے کو دو اور ان سے نرمی سے بات کرو اور مہربانی سے ان سے پیش آؤ۔

نوٹ :- دنیا بھر میں سب سے اول عورت کو حق وراثت آیت نمبر ۷ کے ذریعے ملا۔ اس سے قبل صرف عرب میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں عورت وراثت نہیں ہوتی تھی۔ اس کو صرف وہ ملتا تھا جو اس کو ماں باپ یا رشتہ دار اپنے ہاتھ سے

دیدیتے تھے۔ ہندوستان میں اس کو استری
 دھن کہا جاتا تھا۔ اسی طرح عرب میں بھی عورت کو
 بطلور ورنہ کے کچھ نہیں ملتا تھا۔ وہاں تو قبیلہ قبیلہ
 کے رواج جدا تھے۔ بعض قبیلوں میں صرف بڑا
 لڑکا ہی کل ورثہ پاتا تھا۔ لڑکی سیرمی۔ ماں بہن۔
 باپ۔ بھائی کچھ نہ پاتے تھے۔ رواجی قانون
 جاری تھا جس کو طاقتور آدمی اپنی خواہش کے موافق
 بنا دیتا تھا۔ مدینہ منورہ میں جب اسلامی سرسائٹی
 قائم ہو گئی تو مسلمانوں کے واسطے وراثت کے
 مروجہ قانون میں تبدیلی کی گئی۔ چنانچہ سورۃ النساء
 میں جو وراثت کا قانون ہے وہ دراصل مروجہ
 قانون میں تبدیلیاں صرف بیان کی گئی ہیں۔ اور
 اصول بتائے گئے ہیں۔ ان اصولوں سے مروجہ
 قانون میں جیسی کبھی کسی خاص معاملہ کی صورت پیش
 آئے وراثت قائم کی جاتی ہے۔ آیت نمبر ۱ نے
 یہ اہم انقلابی اصول قرار دیا کہ عورت بھی مثل مرد
 کے وارث ہے۔ اب عورتوں میں کس کس کو کس

حصہ ملے اور مرد کو کس کس قدر ملے یہ انکی باتوں
میں ہے۔

نوٹ ۲۔ آیت نمبر ۸ نے ایک اخلاقی اصول
اسلامی سوسائٹی کے واسطے بنایا ہے کہ اگر مرنے
والے کے ورثہ کی تقسیم کے وقت قرابت ^{وارث اور} تقسیم
مساکنین جاویں ان کو خرمی کا بتاؤ کرو یعنی اگرچہ یہ
لوگ وارث نہیں ہیں لیکن ورثہ تقسیم کرنے سے
پیشتر کل ورثہ میں سے پہلے ان کو کھانے کو دو۔
اور بقیہ کو تقسیم کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان
لوگوں کو جملہ ورثہ دیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی تمام عمر
کی کمائی سے کچھ بچا کر چھوڑا تو یہ چھوڑا ہوا مال ورثہ
کو تو ملے ہی گا۔ مگر ورثہ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ
ورثہ ان کو محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ملا ہے
ورنہ تو ہر شخص کا کام ہے کہ اپنی روزی کے واسطے
خود مشقت کرے۔ یہ خدا کی طرف سے بطور مہربانی
کے ملتا ہے کہ کوئی مورت اپنی کمائی کو سارا خرچ
نہ کرے اور اس میں سے بچا کر اپنے وارثوں کے

واسطے چھوڑ جاوے۔ یہ اور یہ وارث اس سے
 مستفید ہوں۔ اس لئے ان وارثوں کو چاہیے کہ
 اس ورثہ میں سے ان لوگوں کو بھی جن کا ذکر
 ہے کھانے کو دیں۔ اس آیت کی وجہ سے مسلمانوں
 میں فاشخہ کا اور سویم اور چلم کے کھانے کا دستور
 ہو گیا ہے اور ان موقعوں پر مرنے والے کے
 وارث یتیموں مسکینوں اور قرابت داروں کو
 کھانا کھلانے ہیں اور کپڑے دیتے ہیں۔ اگرچہ
 بہت سی رسومات جو درحقیقت مرنے والے
 کے وارثوں پر بہت بوجھ ہوتی ہیں مگر بلا ضرورت
 حیران و فہرہ انگیزی پڑتی ہیں ان کو ترک کر دینا
 ہی بہتر ہے لیکن ان کی ابتداء اس آیت کی
 وجہ سے ہوئی ہے۔ اگر اس آیت کی حدود میں
 رہا جائے اور مرنے والے کے مال میں سے وراثت
 کچھ حصہ ضرورت مندوں کو دیں تو یہ عرب اسلامی
 اصول کے موافق ہوگا مگر یہ رسم مقررہ کہ نام اسلامی
 اصول کے خلاف ہے۔ چونکہ رسم میں غریب آدمی

امیر کی حرص میں بوجھ سے دبتا ہے۔

قرآن پاک میں وصیت کا حکم

نوٹ۔ چونکہ وراثت کی آیتوں میں بارہا وصیت

کا ذکر ہے اس لئے ان آیتوں کو جو وصیت کی

بابت ہیں پہلے دینا ضروری ہے چونکہ ان کو سمجھنے

کے بعد تقسیم وراثت اچھی طرح سمجھی جاسکتی ہے

ماں باپ کے اور رشتہ داروں

کے حق میں وصیت کرنے کا حکم

تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو

موت کا وقت آجائے اور وہ کچھ مال چھوڑ جائے

والا ہو تو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں

کے لئے دستور کے موافق وصیت کر جائے۔

خدا سے ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے۔

جو شخص وصیت کو سننے کے بعد بدل ڈالے گا

تو اس کو بدلنے کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس کو

بدلیں اور بے شک خدا سنتا اور جانتا

ہے۔

۲ البقرہ ۲۲ ۱۸۰

۱۸۱ " " "

مرنے سے پہلے بیویوں کے حقوق ہیں وصیت کا حکم

تم میں سے جو مریں اور ان کے بیویاں ہوں ان کو
چاہیے کہ مرنے سے پہلے اپنی بیویوں کے واسطے
وصیت کریں کہ ان کو گذرا وقت کے لئے ایک
سال تک خرچ دیا جائے اور ایک سال تک
مکان میں رہائش کریں لیکن اگر وہ اپنی خوشی سے
مکان چھوڑ دیں (یعنی دیگر وزراء کے بغیر وق کئے)
اور اپنے حق میں بہتری کا کام کریں (یعنی نکاح
کریں) جو قاعدہ اور انصاف کے موافق ہو تو
تم پر کوئی الزام نہیں۔ اللہ باری عزتہ و اختیار والا
و حکمت والا ہے۔

نوٹ :- جلد چشم میں جو نکاح و نہر
طلاق وغیرہ کے بارہ میں ہے اس میں یہ صاف
کر دیا گیا ہے کہ یہ آیات بوجہ آیات وراثت
کے منسوخ نہیں ہوئیں جیسا کہ بعض علماء خاکیر
مہذنف مرنح القرآن کا خیال ہے۔ ہمارے

۲ البقرہ ۳۰ ۲۲۰

رائے میں یہ آیات اپنی جگہ قائم ہیں اور ایسی صورتیں
پیش آتی ہیں جب ان پر پابندی کرنا نہایت
ضروری ہوتا ہے۔ بیوہ یا ماں باپ اور غیر
وارث رشتہ داروں کے حق میں وصیت
نہایت ضروری ہے۔ اور ذرثہ اس وصیت

کو پورا کرنے کے بعد تقسیم ہوتا ہے

سورۃ النساء کا رکوع ۲ جس میں
تمام تقسیم وراثت درج ہے

(۱) اللہ تمہاری اولاد کے بارہ میں تم کو ہدایت
کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں
کے حصہ کے برابر ہے۔

(۲) اور اگر مرنے والے کی اولاد میں صرف
لڑکیاں ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو
کل ترکہ میں ان کا دو تہائی۔

(۳) اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ
نصف ہے

(۴) اور مرنے والے کے ماں باپ ہیں۔

۱۱

۲

النساء

۴۷

ہر ایک کا ترکہ میں چھٹا حصہ ہے بشرطیکہ
مرنے والے کے اولاد ہو۔

(۵) اور اگر مرنے والے کے اولاد نہ ہو اور ماں باپ
ہی وارث ہوں تو ماں کا حصہ ایک تہائی
ہے

(۶) اور اگر مرنے والے کے بھائی بھئی ہوں تو ماں
کا چھٹا حصہ (اور یہ تقسیم ترکہ) وصیت کی
تعمیل کے بعد جو اس نے کی ہو اور فرض کے
ادا ہونے کے بعد جو مرنے والے کے ذمہ ہو
عمل میں آئے گی تم کو معلوم نہیں کہ تمہارا باپ
داؤوں اور بیٹوں اور پوتوں میں فائدہ کے
لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے۔ یہ
حصہ خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور اللہ سب
کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

(۷) اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑیں۔ اگر ان کے
اولاد نہ ہو تو اس میں سے نصف تمہارا ہے۔
(۸) اور اگر عورت کے اولاد نہ ہو تو ترکہ میں خاوند

۱۲

۲

النساء

۶۷

کا حصہ چوتھائی ہے لیکن یہ تقسیم اس وصیت
کی تعمیل کے بعد ہوگی جو انھوں نے کی ہو اور اس
قرض کی ادائیگی جو ان کے ذمہ ہو۔

(۹) اور جو مال تم (مرد) چھوڑ مرو۔ اگر مرد کے اولاد
نہ ہو تو اس کی زوجہ کا حصہ ایک چوتھائی (زوجہ
میں زوجگان بھی شامل ہیں)

(۱۰) اگر اولاد ہو تو عورتوں کا حصہ آٹھواں ہے لیکن
یہ حصے تمہاری وصیت کی تعمیل کے بعد جو تم نے
کی ہو اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد اگر کوئی قرضہ
ہو تقسیم کئے جاویں گے۔

(۱۱) اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جو
کلثہ ہو (یعنی جس کے نہ تو باپ دادا ہو
نہ بیٹا پوتا ہو مگر) اس کے ایک بھائی اور ایک
بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور
اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی
میں شریک ہوں گے (ظاہر ہے یہ آیت ان بہن
بھائیوں کی بابت ہے جو ایک ماں اور دو

باپ سے ہوں۔ چونکہ سگے بہن بھائی کی بابت
 رکوع ۲۳۴۔ آیت ۱۷۶ میں تذکرہ ہے۔ یہ
 حصے بھی بعد اداۓ وصیت اور قرض بشرطیکہ
 ان سے مرنے والے نے کسی کا نقصان نہ کیا
 ہو (تقسیم کئے جاویں گے) یہ اللہ کا فرمان
 ہے اور اللہ نہایت علم والا اور حلیم ہے۔
 یہ تمام احکام اللہ کی حدیں ہیں۔ اور جو شخص
 اور اس کے رسولؐ کی فرماں برداری کرے گا
 اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں
 نہریں بہ رہی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہینگا
 اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے
 رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے
 نکل جائیگا اس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں
 وہ ہمیشہ رہے گا۔

کلام کے ورثہ کی تقسیم

۱۲۱) اسے پیغمبرؐ سے فوتے (قانونی منسوب) دیا
 کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے

۱۳
۹
۱۵

۲

۱۱

۱۱

النساء

۶

میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے (جو کلمہ
 ہو یعنی جس کے نذوماں باپ دادا دادی ہوں نہ
 اولاد ہو) اور اس کے صرف ایک بہن ہو تو اس بہن
 کو نذرہ میں سے نصف ملے گا۔ اور اگر مرنے والی
 ایسی عورت ہو (یعنی کلالہ) اور اس کے صرف
 بھائی ہو تو اس مرنے والی بہن کا کل ورثہ اس
 بھائی کو ملے گا۔ اگر دو بہنیں ہیں تو ان کو دو تہائی
 ملے گا اور اگر ایسے مرنے والے کے وارث چند
 بھائی اور بہنیں یعنی مرد اور عورتیں ملے جلتے ہوں
 تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ
 تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ
 ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

قرآن پاک کی صرف یہ آیتیں وراثت اور
 وصیت کی بابت ہیں لیکن ہر ایک صورت حال کی
 جو اوپر پانچوں میں ہے تشریح کی ضرورت ہے
 بغیر لہجہ تشریح کے سمجھنا مشکل ہے۔

پیشتر اس کے کہ اس کی تشریح لکھی جاوے

چند حدیثیں بھی دینی ضروری ہیں جن کی وجہ سے اماموں نے قانون شرع وراثت بنایا۔ اگرچہ دو باتیں ان حدیثوں کی بابت معلوم ہونی نہایت دشوار ہیں۔ اول تو یہ کہ آیا رسول اللہ نے جو کچھ فرمایا وہ آیات قرآن کے نزول سے قبل تھا یا بعد کو دوسری یہ کہ آیا رسول اللہ نے محض دوستانہ مشورہ دیا تھا یا درحقیقت آیات قرآن کی تشریح تھی۔ جیسا کہ سعد بن وقاص کی وعیبت کی بابت حدیث میں ہے۔

حدیثیں جن کا ورثہ سے تعلق ہے

- ۱۔ کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ ابن ماجہ بخاری مسلم وغیرہ۔
- ۲۔ ایک شخص ایک بہن اور ایک بیٹی چھوڑے تو دونوں کا ورثہ ہیں اودھا اودھا بخاری ۶۱۸۰۔
- ۳۔ ایک شخص کی وارث بیٹی۔ پوتی اور بہن ہوں تو نصف بیٹی کا چھٹا حصہ پوتی کا اور باقی بہن کا۔ بخاری ۶۱۸۸۔ ابن ماجہ ۲۷۳۱۔
- ۴۔ رسول اللہ نے دائیں کو چھٹا حصہ دلویا۔ ابن ماجہ ۲۷۳۵۔
- ۵۔ حضرت عمر نے دائیں کو اسی قدر دلویا جو آج کل رائج ہے۔ موطا ۱۲۶۸۔
- ۶۔ فرائض والوں کو دسے کر جو پیچھے وہ فریب نر مرد کا ہے۔ بخاری ۴۱۹۲۔ مسلم ۴۱۴۷۔ ترمذی وغیرہ۔

۷۔ حضرت عمرؓ کو تعجب تھا کہ بھتیجا وارث ہوتا ہے پھوپھی کا اور پھوپھی وارث نہیں ہوتی۔ موطا ۱۴۷۵

۸۔ حضرت عمرؓ نے کَلْتَا کی بابت دریافت کیا فرمایا سورۃ النساء کی آخری آیت دیکھ لو۔ موطا ۱۴۷۳۔

۹۔ کوئی شخص مشترکہ چیز کو بغیر شریک کی اطلاع کے فروخت نہیں کر سکتا۔ مسلم وغیرہ

حیدر شاہی جن کا وصیت سے تعلق ہے

۱۔ سعد بن وقاص بیمار ہوئے رسول اللہؐ عیادت کو تشریف لے گئے انھوں نے کہا کہ میں اپنا مال وصیت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ایک تنہائی وصیت کرو یہ بھی بڑا حصہ ہے۔ بخاری ۴۰۶۔ مسلم ۴۲۱۶۔ ابن ماجہ ۲۷۱۹۔ موطا ۱۴۷۱ وغیرہ۔

۲۔ سعد بن وقاص بیمار ہوئے رسول اللہؐ سے کل مال وصیت کرنے کو کہا فرمایا تنہائی کرو وہ بھی بڑا حصہ۔ بخاری ۵۸۴۷۔ ترمذی ۲۱۷۹۔

۳۔ ابن عباس نے کہا کہ لوگ چوتھائی کی وصیت کریں کیونکہ رسول اللہؐ نے تنہائی کو بڑا حصہ کہا تھا۔ بخاری ۲۵۳۵۔

۴۔ ابن عباس نے کہا کہ میں تنہائی سے کم وصیت کو پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تنہائی بڑا حصہ ہے۔ ابن ماجہ ۲۷۲۱۔ مسلم ۴۲۲۰۔

چند حدیثوں کی وضاحت

ان حدیثوں پر تبصرہ کرنا ضروری ہے اور چونکہ معاملہ وصیت کا آسان ہے اس لئے پہلے اس پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک کی آیتوں میں کوئی حد وصیت کی بابت نہیں ہے سوائے وصیت بحق بیوہ کے جس میں حد مقرر ہے کہ ایک سال تک گذراوقات اور مکان میں رہائش زوجہ ظاہر اسی طرح ہونی چاہیے جیسے کہ شوہر کی زندگی میں ہوتی تھی)

لیکن حضرت سعد بن وقاص سے رسول اللہ نے جب عیادت کو لشکر لیف لے گئے یہ فرمایا کہ ایک تہائی بھی بڑا حصہ ہے اس کی وصیت کرو اس سے یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ رسول اللہ نے یہ حکم اس بنا پر دیا تھا کہ یہ اصل مقصد حکم خداوندی کا ہے یا یہ محض ایک دوستانہ مشورہ اپنے ایک صحابی کو تھا۔ چونکہ حدیث سے نہ تو معلوم ہوتا ہے کہ سعد بن وقاص کی مالی حالت کیا تھی نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کیا اولاد تھی کتنی بیویاں اور متعلقین تھے۔ نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کے واسطے وصیت کرنا چاہتے تھے۔ آیا یہ وصیت کار شیر کے لئے تھی یا کسی رشتہ دار یا دوست کو فائدہ پہنچانے کے لئے۔

حضرت ابن عباس یعنی عبداللہ ابن عباس نے جو رسول اللہ کے چچا زاد بھائی تھے معنی کو اور بھی محدود کیا کہ چونکہ رسول اللہ نے تہائی کو بڑا حصہ فرمایا تھا اس لئے

اس سے کم کی وصیت ہونی چاہیے۔ اس قسم کی رائے محسن تاویل ہے اور حکم خدا میں حد پیدا کرنا ہے۔ فقہہ اصحاب نے ابن عباس کی رائے تو مانی نہیں لیکن وصیت میں ایک تہائی کی حد قائم کر دی اور اسی کے مطابق قانون بنا دیا گیا جو کہ شرع کہلاتا ہے ایک اصول اور قائم کر دیا گیا کہ کہیں مرنے والا کسی اثرت کے دباؤ میں اپنے ایک اثرت کو فائدہ اور دوسرے کو نقصان نہ پہنچا دے اس لئے وصیت بحق وارث ناجائز قرار دی گئی۔ وصیت پر عمل مرنے کے بعد ہوتا ہے جب کہ مرنے والا چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ انسان کے مرتے ہی اُس کی تمام چیزوں کے مالک اُس کے ورثاء ہو جاتے ہیں لہذا جس چیز کو مرنے والا اپنی زندگی میں اپنی ملکیت سے جدا نہیں کرنا چاہتا اُس کو نہیں چاہیے کہ جب اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء مالک ہو جائیں تو بذریعہ وصیت ان سے مال لے کر دوسروں کو دیا جاوے۔ اس اصول کو ماننے کے بعد حضرت سعد بن وقاص سے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس کو حد قرار دیدیا گیا اور بحق وارث چونکہ وصیت جائز قرار نہیں دی گئی اس لئے ان دو آیتوں پر جو وصیت حکم خداوندی ہے کہ بحق ماں باپ اور بحق بیوہ وصیت کی جاوے رائے زنی کر دی گئی حالانکہ ان حالتوں میں اللہ تعالیٰ وصیت کرنے کا خود حکم دیتا ہے جس میں ترمیم و تسخیر کرنے کا کسی کو اختیار نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی بالکل قرآن کے مطابق تھی پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو حکم خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ کی معرفت دنیا کو دے اس میں کوئی ترمیم رسول اللہ اپنے قول یا فعل سے کریں سعد

بن وقاص والی حدیث بھی بالکل ایک الفاظ میں ہر کتاب میں نہیں ہے۔ بہر حال موجودہ مروجہ قانون خواہ وہ صحیح قرآن کے مطابق ہے یا غلط فہمی پر مبنی ہے یہ ہے کہ وصیت ایک تہائی سے زیادہ کی نہیں ہوتی۔ سید امیر علی صاحب کی کتاب میں اس کی پوری تشریح موجود۔ وکلاء صاحبان کے واسطے امیر علی کی کتاب اور دوسری کتابیں مفید ہیں جن میں جملہ فتوے جو علماء اور قاضیان بغداد نے دئے اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کا حوالہ ہے۔ یہ مختصر کتاب تو عوام کے فائدے کے واسطے لکھی گئی ہے اس سے علماء کا وہ طبقہ بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو مختصر علم رکھتا اور تمام فتوے نہیں پڑھ سکتا۔

وراثت کی ۱۲ صورتوں کی تشریح

اب ہم کو وراثت کی ان (۱۲) حالتوں پر غور کرنا ہے جن میں سے (۱۱) حالتیں سورۃ النساء کے رکوع ۲ میں ہیں اور (۱۲) ویں حالت سورۃ النساء کی آخری آیت میں یعنی رکوع ۲۳۔ آیت ۷۶ میں ہے۔

رکوع ۲ سورۃ النساء کی تشریح

(۱) یہ بالکل صاف حالت ہے کہ اولاد میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے یعنی لڑکے کو لڑکی سے دو گنا ملتا ہے لیکن یہ بات صاف نہیں ہے کہ

لڑکے میں پڑنا بھی شامل ہے یا نہیں اور لڑکیوں میں پڑنیاں اور لڑاسپاں
 شامل ہیں یا نہیں۔ اگر کسی شخص کے دو لڑکے تھے اور دو لڑکیاں تھیں اور
 ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اس کی حیات میں مر گئے اور لڑکے
 نے ایک لڑکا چھوڑا اور لڑکی نے ایک لڑکا یا ایک لڑکی چھوڑی۔ اس
 آیت سے یہ صاف نہیں ہوتا کہ اس مورث کے انتقال کے بعد ورثہ
 اُس لڑکے اور لڑکی کی اولاد کو بھی ملے گا یا نہیں جو مورث کی حیات میں
 فوت ہو گئے تھے۔ چونکہ قرآن پاک نے یہ اصول بنایا کہ ہر مرنے والے
 کا ورثہ اس کی اولاد کو ملے یعنی جو لوگ اُس کے خون سے پیدا ہوئے وہ
 اس کے وارث ہیں یعنی مرنے کے بعد اس کی نسل سے جو ہوں ان پر منتقل
 ہوتی ہے۔ اس اصول سے مرنے والے کے لڑکے کا لڑکا اسی قسم
 حقدار ہے جس قدر کہ زندہ بچا ہوا لڑکا۔

لیکن اس حدیث کے جو نمبر ۶ پر ورثہ کے تحت درج ہے کہ ذوالفروض
 کو دیکر جو بچے وہ قریب تر مرد کا ہے یہ معنی سمجھے گئے کہ بیٹے کی موجودگی
 میں پوتہ کو نہیں ملتا۔

یہ معنی اُس حد تک تو درست ہیں جہاں اُس لڑکے کے لڑکے کا سوال
 ہے جو اپنے باپ یعنی مورث کی وفات کے وقت زندہ تھا جو مورث
 کے اور اس پوتے کے درمیان بیٹا موجود تھا لیکن جو لڑکا مر چکا تھا

اُس کے بیٹے اور مورث یعنی دادا کے درمیان کوئی کڑی موجود نہ تھی اس لیے وہ بھی اُسی قدر فریبِ جس قدر کہ بیٹا۔ خداوندی قانون جو کہ نہایت انصاف کا قانون ہے جس میں کہ عورت کو بھی وارث بنا دیا حالانکہ عورت دنیا بھر میں کہیں وارث نہیں تھی۔ چونکہ وہ بھی نسل سے تھی اس لیے اُس کو ورثہ دلایا گیا۔ پھر یہ کس طرح خداوندی قانون ہو سکتا ہے کہ ایک پوتہ جو کہ کم عمر ہو وہ ورثہ سے اپنے دادا کے محروم کر دیا جائے اور ساری چیز چھپا کر جو جوان ہو مل جاوے بعض علماء جو کہ درحقیقت مجدد کے درجہ کے تو ہیں نہیں لیکن صرف چند حدیثوں سے واقف ہیں اور قانون کو جو ان کی بنیاد پر مشفق و بغداد وغیرہ میں خلفاء بنی امیہ و خلفاء بنی عباسیہ کے زمانہ میں بنا جس کو شریعت کہتے ہیں اُس سے واقف ہیں ان سے جب اس معاملہ میں رائے طلب کی جاتی ہے تو علی العموم یہ جواب دیتے ہیں کہ مورث کو چاہیے کہ وہ پوتے کے حق میں ایسی حالت میں وصیت کرے۔ یہ جواب نہایت ناکافی ہے۔ جب ان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ایسی بہت مثالیں ہیں جبکہ طاعون یا ہیضہ یا انفلوئنزا کی وبا میں جو ۱۸۱۹ء میں پھیلی تھی باپ کے مرنے سے کچھ دیر پہلے بیٹا مرے اور باپ کو بیٹے کی موت کی اطلاع ملنے سے قبل باپ مر گیا اور بیٹے نے چھوٹے چھوٹے بچے اور بیوہ چھوڑی جن کو اُس باپ کے دوسرے بیٹے نے ناسخ کر دیا اور لکھو کھارو پیہ کی جائداد

سے یہ سیم بچے ناختم ہو گئے اس لئے یہ قانون اصل میں خداوندی قانون نہیں ہے چونکہ اس کی بابت کلام پاک میں کہیں ذکر نہیں اور حدیث کو سمجھنے میں ان لوگوں نے معلوم ہوتا ہے غلطی کی سمجھوں نے یہ غیر منصفانہ قانون بنایا۔ اس کا جواب صرف یہ ملتا ہے کہ یہ معنی جملہ علماء سنت والجماعت نے اور اہل تشیعہ نے سمجھے اس لئے اجماع کی رائے ماننی چاہیے۔ یہ ایک قسم کا غلابانہ نظر ہے اور اس شخص کے واسطے جو اصلیت اور حق کا جو یاں ہو بالکل ناکافی اور غیر نشفی شخص جو ایک۔ مولانا محمد اسلم جیرا چوری نے جو جامعہ ملیہ دہلی میں پروفیسر ہیں اور پہلے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور بعد ازاں جامعہ ملیہ علی گڑھ میں اسلامیات پڑھاتے تھے۔ ایک کتاب بحوب اللارٹی پر لکھی تھی جس کو اس راقم نے عرصہ تقریباً سینتیس سال کا ہوا پڑھا تھا۔ وہ نہایت مدلل کتاب تھی لیکن ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ کے زمانہ میں قرول بارغ دہلی کے کتب خانہ میں غیر مسلموں نے آگ لگا کر تمام بیش بہا کتابوں کو خاکستر کر دیا اس میں اس کتاب کی جلدیں بھی ختم ہو گئیں اس میں اس حدیث کا حوالہ تھا جس میں اولاد کو مثل زنجیر کی کڑیوں کے بتایا گیا ہے۔ اگر ایک کڑی ٹوٹ جائے تو اگلی کڑی اس میں جڑ جاتی ہے اور وہ ہی قریب تر ہوتی ہے۔ اسی طرح جو بیٹا مر جائے اس کا لڑکا اپنے دادا کے قریب تر ہو جاتا ہے چونکہ اس کا باپ جو درمیان میں حائل تھا وہ مر گیا۔ پاکستان چونکہ اسلامی سلطنت ہے اس لئے

تمام ان قانون سازوں کو جو درحقیقت قانون کی ماہریت اور اصولوں کو سمجھنے والے ہیں جمع ہو کر قانون میں ترمیم کرنی ہوگی۔

(۲) اس دوسری شکل میں یہ ہے کہ مرنے والے کی اولاد میں دو یا زیادہ لڑکیاں ہوں اور کوئی لڑکا نہ ہو تو ان کو دو تہائی ملے گا۔ لیکن بعض حالت ایسی ہوتی ہے کہ دو تہائی سے کم ملتا ہے۔ مثلاً مرنے والے کے ماں باپ اور بیوی بچھی زندہ ہیں تو ماں و باپ کو ملا کر ایک تہائی ملے گا اور بیوی کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا۔ لہذا بیٹیوں کو دو تہائی میں سے اس قدر کم ملے گا جس قدر کہ بیوی کو ملا۔ یعنی ۲۴ سهام میں سے باپ کو ۱۴ سهام ماں کو ۱۰ سهام بیوی کو ۱۰ سهام لڑکیوں کو ۱۰ سهام ملیں گے۔ ہر لڑکی کو برابر برابر ملے گا۔

(۳) تیسرا حکم ہے کہ اگر مرنے والے کی اولاد میں نہ صرف ایک لڑکی ہو تو اس کو نصف کل ترکہ کا ملے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ بقیہ نصف کس کو ملے گا۔ اگر علاوہ اس لڑکی کے ماں باپ اور بیوی بھی مرنے والے کے موجود ہیں تو منجملہ ۲۴ سهام کے ۱۴ سهام باپ کے اور ۱۰ سهام ماں کے اور ۱۰ سهام بیوی کے اور ۱۰ سهام لڑکی کے۔ یہ کل ۲۴ سهام ہوتے۔ ایک سهام جو بچا وہ کہاں جائے گا اس کو عصبہ کہتے ہیں۔ اہل سنت و الجماعت کے قانون میں باپ عصبہ ہوا۔ اور اگر باپ زندہ نہ ہوتا اور کوئی چچا یا چچا زاد بھائی زندہ ہوتا تو باپ کے ۱۴ سهام اور یہ بچا ہوا ایک سهام بھائی

کو مل جاتے۔ حتیٰ کہ اگر ماں اور بیوی بھی زندہ نہ ہوں تو ان کا حصہ بھی اس چچا
 یا چچا زاد بھائی کو مل جاوے گا اور لڑکی کو نصف نر کہ سے زیادہ نہیں ملے گا۔
 چونکہ حدیث نمبر ۴ کے اوپر استدلال کیا گیا ہے کہ ذوی الفروض کو لینے
 کے بعد قریب تر مرد کو سب بچا ہوا وید یا جاوے اہل شیعہ اس حدیث کو
 اس طرح نہیں مانتے وہ لفظ مرد غلط سمجھتے ہیں اس لئے عورت کو بھی عصبہ
 تسلیم کرتے ہیں۔ اُن کی شریعت کے لحاظ سے لڑکی عصبہ ہو جاتی ہے اور
 چونکہ وہ قریب تر ہے لہذا سب ورثہ پاتی ہے یعنی جو اُس
 کو بحیثیت ذوالفروض ملتا ہے وہ اور جو بچا ہوا ہوتا ہے وہ بحیثیت
 عصبہ کے۔ بہت سی حدیثوں کو مختلف ملکوں میں مختلف طریقوں سے
 سمجھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی کہ ہر ملک میں رواجی قانون موجود تھا
 اور اس کے اثرات میں حدیثوں کے معنی پہنائے گئے اور قرآن پاک کی
 آیتوں کا مطلب بھی اُس مروجہ قانون کے نظریہ میں سمجھا گیا اور یہی وجہ اختلاف
 کی ہو گئی۔ عرب اور عراق میں لوگ باگ اسلام سے قبل قبیلوں میں تقسیم
 تھے اور علاوہ نسلی اولاد کے قبیلہ والوں کا بھی حق تھا اور اس خیال کو اسلام
 لانے کے باوجود بھی وہ جدا نہیں کر سکتے تھے جس طرح باوجود مسلمان ہونے
 کے پنجابی مسلمان رواجی قانون کو مانتے ہیں جس میں عورت کو زمین میں حصہ
 نہیں دیا جاتا۔ بارہ چودہ سال قبل تک مکان وغیر منقولہ جائداد میں بھی حصہ

نہیں دیا جاتا تھا۔ مرکز کی اسمبلی مشترکہ ہندوستان نے پنجاب کی مسلمان
 عورتوں کو قرآن کے موافق حصہ دلایا لیکن اس کا اختیار صرف سکینی جاندو پر تھا
 اور زرعی جاندو پر اختیار پنجاب کی اسمبلی کو تھا جس نے عورت کو شریعت کے
 مطابق حصہ لینے کا قانون پاس نہیں کیا۔ یہاں مسلمان مرد اپنے رواجی قانون
 جو دراصل ہندو قانون ہے اڑے لہے اسی طرح جمعی کے جو جے اپنے رواجی
 قانون پر اڑے لہے مگر ان کے کارخانوں میں اور کاروبار میں داماد داخلیت
 نہ کریں۔ لڑکیوں کو نقد دے دیا جاوے حتیٰ کہ منسٹر محمد علی جناح جو کہ بمبئی سے
 ممبر منتخب تھے اور قوم کے خواجہ تھے اور اُس وقت انڈیپنڈنٹ پارٹی کے
 اسمبلی میں لیڈر تھے جس میں مسلمان، ہندو پارسی سب شریک تھے انہوں
 نے بھی خوجوں کا ساتھ دیا اور اپنی پارٹی کے مسلمان ممبروں کی مخالفت کی اور
 بعد ازاں یہ تصفیہ کیا کہ خوجوں اور ہندووں میں سے ہر شخص کو اجازت ہو کہ
 وہ اگر پسند کرے تو شرعی قانون وراثت منظور کر لے۔ اور جو شخص ایک
 دفعہ ایسا کر لے گا اس پر اور اس کی اولاد پر آئندہ ہمیشہ کے لیے
 شرعی قانون عائد ہوگا۔ چونکہ خوب سے زیادہ تر آغا خانی ہیں اور کچھ انڈیا
 شیعہ ہو گئے ہیں اس لیے ان کا قانون بھی جدا ہے۔ ہندو سے زیادہ تر ملا
 سیف الدین کے پیرو ہیں اور کچھ اہل سنت و الجماعت ہیں اس لیے ان کے
 قانون بھی جدا ہیں بعض لوگ بعض حبیبیوں اور اماموں کو مانتے ہیں۔ دوسرے

لوگ دوسری حدیثوں اور دوسرے اماموں کو مانتے ہیں۔ اس طرح اس قانون کو جو کلام پاک میں ہے مختلف طریقہ پر سمجھا جاتا ہے۔ درحقیقت اسلام میں دو اصول بنائے گئے۔ اول یہ کہ عورت بھی وارث ہے۔ دوسرا یہ کہ ورثہ ان لوگوں کو ملنا چاہیے جو مورث کے خون سے پیدا ہوئے یا جن کے خون سے مرنے والا پیدا ہے اس میں اولاد ذکور و اناث سب شامل ہیں یعنی بیٹا۔ پوتا۔ پڑپوتا۔ بیٹی۔ پوتلی وغیرہ اور اوپر کی نسل یعنی ماں۔ باپ۔ دادا۔ دادی وغیرہ

اب اسی زمرہ میں حدیث نمبر ۳ کو دیکھا جاوے جس میں لکھا ہے کہ اگر مرنے والے کے صرف تین وارث ہوں۔ ایک لڑکی اور ایک بہن ہو تو بیٹی کو آدھا پوتلی کو چھٹا اور بقیہ بہن کو ملے گا۔ یعنی ۲۴ سهام میں لڑکی کے ۱۲ سهام۔ پوتلی کے چار سهام اور بہن کے آٹھ سهام۔ اس تقسیم کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ پوتلی کو جو کہ مرنے والے کی نسل سے ہے صرف چھٹا حصہ ملے اور بہن کو جو مرنے والے کے باپ کی اولاد ہے نہ کہ اس کی اپنی اس کو ایک تہائی ملے۔

اسی طرح حدیث نمبر ۲ میں اگر کوئی شخص صرف ایک لڑکی اور ایک بہن چھوڑے تو ان دونوں کو آدھا آدھا ملے گا۔ اس کو شبیہ شریعت نہیں مانتی مگر سنت والجماعت مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ دادا یا بیٹا پوتا فائدہ کے لحاظ سے زیادہ قریب ہیں یعنی اوپر کی نسل یا نیچے کی نسل۔ مرنے والے کی بیٹی سے زیادہ قریب باپ کی بیٹی کو کیوں تشریح

دیا گیا اور اس کو عصبہ ملا۔ یہ سب قانون انسانی بنایا ہوا ہے جس میں ترمیم ہو سکتی ہے لیکن اس قانون میں جو خدا نے بنا دیا کوئی انسان ترمیم نہیں کر سکتا۔

حضرت عمر خطابؓ کو یہ بات تعجب انگیز معلوم ہوئی کہ بھتیجا تو چھوپی کا وارث ہو اور چھوپی اس کی وارث نہ ہو اس کے معنی ہیں کہ ان کی رائے میں چھوپی بھی وارث ہو سکتی چاہیے۔

(۴) صورت حال ۴۔ بالکل صاف ہے اور کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔

(۵) صورت حال پانچ میں مرنے والے کے صرف دو وارث دکھائے گئے ہیں ایک ماں اور دوسرا باپ اور ماں کا حصہ تہائی لکھا گیا۔ اگر چہ باپ کا حصہ نہیں کھولا گیا لیکن ظاہر ہے کہ باپ کو بقیہ دو تہائی ملے گا۔

(۶) صورت حال ۶ میں جو کہ فوراً صورت حال ۵ کے بعد ہے اس کے معنی

ہیں کہ مرنے والے کے ایک ماں۔ ایک باپ اور ایک یا زیادہ بھائی

ہیں ایسی حالت میں ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ باپ کو کیا ملنا چاہیے اور بھائی

کو کیا اس کی تفصیل نہیں ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ صرف رواجی قانون میں

ترمیم ہے۔ اب اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں کہ ماں کو چھٹا۔ باپ کو ایک

تہائی اور بھائی کو نصف جو صحیحاً غلط معلوم ہوتا ہے کہ باپ کو نو ایک

تہائی اور باپ کے بیٹے کو نصف۔ لہذا دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ باپ

کو دو تہائی بدستور جیسا کہ صورت حال ۷ میں ہے مگر ماں کو صرف

چھٹا اور بقیہ چھٹا بھائی کو لیکن موجودہ قانون بوجہ حدیث علی کے یہ ہے
کہ ماں کو چھٹا حصہ اور باپ کو ذوی الفروض کی حیثیت سے حصہ مل کر بقیہ
بحیثیت عصبہ کے مل جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر بہت بحث و مباحثہ ہو چکا
ہے اس کے بعد قانون بنا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے دو شاگرد
امام یوسف و امام محمد کی اور بہت سے قانون دانوں کی رائے جو کچھ تھیں وہ
سب انگریزی کتابوں میں جو قانون شرع وراثت پر ہیں ملیں گی۔ جسٹس سید
امیر علی و جسٹس بدر الدین طیب جی کی کتابیں اور ملا کی کتاب مفصل ہیں۔ قانون پیشہ
اصحاب ان سے فائدہ اٹھائیں۔ ان لوگوں کو فتوے دینا نہیں چاہیے جو پوری
طرح سے قانون سے واقف نہ ہوں۔ اور جنہوں نے مسلمان قاضیوں کے فیصلے
اور فتاویٰ عالمگیری اور ہائی کورٹوں کے نوٹس ہوں۔ یہ خیال رکھنا چاہیے
کہ فتوے دینے والا ایک بڑی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ اور فتوے غلط
ہونے کی صورت میں قانون دان طبقہ کی نگاہ میں اپنی وقعت کم کر دیتا ہے
اس لئے فتوے دینے سے گریز کرنا چاہیے اور مسائل کو کسی قابل قانون دان
کے پاس بھیج دینا چاہیے کہ اس سے مشورہ حاصل کیا جاوے۔

جو صورتیں ۷، ۸، ۹ و ۱۰ پر رکوع ۲ سورۃ النساء میں ہیں وہ صاف
ہیں ان کی تشریح کی ضرورت نہیں۔

صورت حال ۱۱ کلام کا ورثہ ہے اس کی تشریح نہیں ہے کہ کلام کس کو کہتے

ہیں۔ حضرت عمر بن خطابؓ کو اس کے پورے معنی معلوم ہوئے ہیں وقت ہوئی اور انھوں نے فرمایا کہ پیشتر میں اس لفظ کو رسول اللہؐ سے ٹھیک طرح سمجھ سکتا وہ وفات کر گئے۔

حدیث ۸ سے کوئی بات صاف نہیں ہے۔ البتہ ورثہ کی بابت یہ صاف ہو گیا کہ صورت حال ۸ سے مراد سگے بہن بھائی نہیں ہیں بلکہ وہ بہن بھائی ہیں جو ایک ماں اور دو باپ سے ہوں لیکن ان سب کو ایک تہائی ملنے کے بعد بقیہ دو تہائی کس کو ملے گا یہ صاف نہیں ہے۔ ایسی حالت میں عصبہ کون ہو گا۔ اور کس کو ملنا چاہیے چونکہ ان بہن بھائیوں کا حصہ کلام پاک میں کھول دیا گیا یہ ذوی الفروض ہو گئے اس کے بعد حدیث ۹ کے لحاظ سے بقیہ یک جدی مرد کو ملے گا لیکن اہل شیعہ کے یہاں عورت کو بھی عصبہ ہے۔

عورت حال ۱۲ سے سگے بہن بھائی سے مطالب ہے لیکن اس میں بہن کو اگر صرف وہ اکیلی ہے تو نصف ورثہ کا ملے گا۔ بقیہ نصف عصبہ ہو جاتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کی شریعت حدیث ۹ سے بنائی گئی ہے اور اہل شیعہ اسی طرح سے عمل کرتے ہیں جیسے ایک بیٹی کے بارہ میں کرتے ہیں۔

کلام کے معنی جو سمجھے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ شخص خوارہ مرد ہو یا عورت جس کے نہ تو امہ پر کی نسل میں یعنی باپ۔ ماں۔ دادا۔ دادی وغیرہ ہوں نہ نیپے کو کوئی اولاد ہو لیکن یہ صاف نہیں کہ امہ پر کی نسل میں نانا۔ نانی۔ پر نانا۔ پر نانی بھی شامل ہیں یا نہیں۔ اور نیپے

کی نسل میں نواسہ۔ نواسی۔ اور ان کی اولاد ذکور و اناث شامل ہیں یا نہیں۔ نہ یہ صاف ہے کہ اگر بہن نہ ہو اور بہن کی اولاد ہو تو اس اولاد کو ملتا ہے یا نہیں۔ موجودہ قانون کے لحاظ سے جو حدیث ۶ کی بناء پر بنا ہے سگی بہن کی اولاد کو کچھ نہیں ملتا اور سات پشت جدامرد کو سب مل جاتا ہے حالانکہ مرنے والے کا کوئی تعلق اس شخص سے نہیں ہوتا اور نہ ایک نے دوسرے کو کبھی دیکھا ہوتا ہے۔ نہ آپس میں کوئی محبت ہوتی ہے بلکہ اکثر تعلقات خراب ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو رشتہ دار ماننے پر بھی تیار نہیں ہوتا۔ چونکہ عرب میں لوگ باگ قبیلوں میں منقسم تھے اور باوجود رسول اللہ ﷺ کے اس تقسیم کو ختم کر کے سب مسلمانوں کو ایک قوم اور بھائی بھائی بنانے کے کچھ عرصہ بعد پھر عرب لوگ قبیلوں میں رہنے لگے اور اخوت اسلامی سے زیادہ اخوت قبیلہ زور پکڑ گئی اس لئے دور کے مرد کو جو کہ درحقیقت اسی قبیلہ کا ہوتا تھا بہن کے بچوں پر فوقیت دی گئی جو ممکن ہے دوسرے قبیلوں سے تعلق رکھتے ہوں اس طرح انسان کے فطری جذبات کو نہ سمجھا گیا۔ اسلام درحقیقت قانون فطرت ہے۔ خدائے تعالیٰ نے جو فطرت کا بنانے والا ہے رسول اللہ ﷺ کی معرفت تمام فطری جذبات اور انصاف کو دنیا کو سکھایا لیکن کچھ عرصہ بعد جب مسلمانوں میں آپس میں جنگ و جدال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری سال سے شروع ہو گیا تو پھر پرانی باتیں مسلمانوں میں واپس آگئیں اور پھر قبیلہ پرستی شروع ہو گئی۔ اس لئے جو قانون بنایا گیا وہ ان جذبات کے تحت ہوا جو اس وقت مسلمانوں میں پیدا ہو گئے تھے نہ کہ ان جذبات کے تحت جو

رسول اللہ ﷺ نے پیدا کر کے سب مسلمانوں کو ایک اخوت بنا دیا تھا۔ پاکستان اور ہندوستان میں وہی قانون رائج ہے جو بعد ازیں بنا۔ حالانکہ فطری جذبات کے لحاظ سے یہاں کے آدمی جدا ہیں اس لئے یہاں کے بعض مسلمان اپنے ہندو قانون چسبے کو وہ رواجی قانون قرار دیتے ہیں تاہم یہاں اور بعض مسلمانوں پر جو اصل اصول اسلام پر رہنا چاہتے ہیں ان پر وہ قانون جو بعد ازیں بنا تھا اور یہاں کے لوگوں کے خیال کے مطابق اصول فطرت پر نہیں ہے عائد کیا جاتا ہے۔ کتنے کلام خاص کر عورت ایسی ہوں گی جو اپنی سگی بہن کی اولاد سے زیادہ اپنے اس رشتہ دار مرد کو عزیز رکھتی ہوں گی جو پانچ چھ پشت دور ہو اور جو محرم بھی نہیں۔ حالانکہ بہن کا بیٹا محرم ہے اس سے نہ پرودہ جائز، نہ شادی ہو سکے اور وہ شخص جس کا رشتہ چھ پشت اور پر جا کر ملتا ہے قریب قریب اجنبی اور نامحرم ہے لیکن جو قانون بعد میں بنایا گیا اور جو یہاں رائج ہے اس کے لحاظ سے اس کلام عورت کا درجہ بھلا بچہ کو نہیں ملتا بلکہ اس دور کے رشتہ دار کو جو چھ سات پشت اوپر جدا ہے مل جاتا ہے۔ قرآن پاک حکم خداوندی ہے اس میں کوئی ترمیم یا تنسیخ نہیں ہو سکتی لیکن بعض ہندوستانی علماء اس میں تنسیخ کرنے کو تیار ہیں لیکن اس قانون کی لکیر پر فقیر ہیں جو آدمیوں نے بنایا ہے۔ ہم کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کریں اور قرآن پاک کو ان غلط اصولوں کے تحت سمجھنے کی کوشش کریں جو یہاں اللہ کے کھولے کھولے کر فریاد ہے۔ خلیفہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس نے

مسلمانوں کے سامنے کھول دئے گئے جس میں فرمایا ہے کہ اگر قرآن پاک پر قائل رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ ہم قرآن کو چھوڑ کر جو نہایت مستند کتاب ہے اور قیامت تک قائم رہے گی روایتوں پر عمل کرتے ہیں جو مختلف اذقاسات مختلف مواقع کی بابت لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کی تھیں۔ اگر کوئی حدیث یا روایت یا فقہ قرآن کی آیت یا اوس اصول کے خلاف ہے جو قرآن میں مجموعی طور پر درج ہے تو وہ نہیں مانی جاسکتی۔ جو حدیث آیت قرآنی کی تائید میں ہے یا قرآن کی کسی ایسی آیت کی تشریح کرتی ہے جس کی بابت خود قرآن میں درج ہے وہ ماننے کے قابل ہے مثلاً قرآن پاک میں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے کا حکم ہے لیکن نماز کس طرح پڑھی جائے اور کس قدر فرض ہے یہ سنت اور حدیث سے معلوم ہوگا۔ اسی طرح زکوٰۃ ہے اور حج کے بعض ارکان جن کے معلوم ہونے کا عام عربوں کو قرآن پاک میں تذکرہ ہے۔ پاکستان میں تمام فرقوں کے اعلیٰ پیمانہ کے علماء کو اور قانون پیشہ اصحاب کو جو قانون سازی کی قابلیت رکھتے ہوں اور ہائیکورٹ کے ان ججوں کو جو قانون شرع میں ماہر ہوں یکجا جمع کر کے ایک قانون ایسا بنانا چاہیے جو سب پر عائد ہو، نہ کہ مسلمانوں کے فرقہ فرقہ کا قانون وراثت جدا ہو۔ وہ مذہب جو کہ دنیا کے واسطے نمونہ ہے اس کو خود مسلمانوں نے دنیا میں مضحکہ بنادیا اور جدا جدا مینے دے دیئے۔

مشرع میں وراثت کی تین قسمیں

مشرع کے مطابق تین قسم کے وارث ہیں۔ اول ذوی الفروض یعنی وہ لوگ جن کا حصہ قرآن پاک میں مقرر ہے۔ دوم عصبہ یہ وہ ہیں جن کو وہ بچا بچا حصہ ملتا ہے جو ذوی الفروض کو دینے کے بعد ملے ذوی الفروض میں سے بھی علاوہ شوہر اور بیوی کے عصبہ ہو سکتے ہیں۔ سوم وہ لوگ ہیں جو ذوی الارحام کہلاتے ہیں۔ ان کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ یہ لوگ حدیثوں کے اوپر جو فقہ قائل کی گئی ہے اس سے وارث ہوتے ہیں۔ اگر کوئی عصبہ نہ ہو تو ذوی الفروض کو بچا بچا ہوا ترکہ بحکمہ رسد مل جاتا ہے یعنی ذوی الارحام سے پہلے عصبہ کی عدم موجودگی ذوی الفروض کو ماسوائے شوہر اور بیوی کے ملتا ہے۔ شوہر اور بیوی کو عصبہ اس وقت ملتا ہے جب ذوی الارحام میں سے کوئی نہ ہو۔

چہ اس قسم کے وارث ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی یا سب ہوں تو ان کو مرنے والے کے درجہ میں ضرورتے گا یہ ذناحق نہ ہیں ہو سکتے۔ (۱) بیٹا (۲) بیٹی (۳) باپ (۴) ماں (۵) شوہر (۶) بیوی۔

ان کے علاوہ جو درجہ پانے والے ہیں ان میں سے بعض کسی حالت میں

وارث ہوتے ہیں کسی حالت میں نہیں۔ مثلاً باپ کی موجودگی میں دادا احتقار نہیں بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں۔

ذوی الفروض میں علاوہ ان چھ کے جن کا اوپر ذکر ہوا یہ بھی خاص خاص حالتوں میں ہیں۔ پوتا۔ پوتی۔ پڑپوتا۔ پڑپوتی۔ حقیقی بھائی بہن۔ سوتیلی بھائی بہن۔ (یعنی ایک باپ اور دوسری ماں سے) وہ بہن بھائی جو ایک ماں مگر دو باپ سے ہوں۔ دادا۔ دادی۔ پاپا ان سے اوپر پشت۔

عصبہ کی تفصیل

عصبہ یعنی بچا ہوا حصہ پانے والے یہ ہیں جن کی تفصیل نیچے درج ہے۔ یہ اسی سلسلہ سے حصہ پاتے ہیں جس کا نام اول ہے یہ اپنے بعد والوں پر وقت رکھتا ہے اور کل بچا ہوا اس کو ملتا ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں نمبر ۲ والا سب پاتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں نمبر ۳ والا اور علیٰ ہذا۔

(۱) بیٹا۔ بیٹی۔

(۲) پوتا۔ پوتی۔

یعنی مرنے والے کی اولاد

(۳) باپ۔

(۴) دادا۔ یعنی مرنے والا جن کی اولاد تھی۔

(۵) حقیقی بھائی وہن۔

(۶) علاقائی بھائی وہن (یعنی سوہیلے)

(۷) حقیقی بھتیجا

مرنے والے کے باپ کی اولاد

(۸) حقیقی چچا

یعنی مرنے والے کے دادا کی اولاد

اس کے علاوہ تفصیل قانون کی کتابوں میں درج ہے جس کے پینے کی یہاں

ضرورت نہیں۔

اس مختصر کتاب کا اسل منشاء تو قرآن پاک کی آیات سمجھانا ہے لیکن ساتھ

میں مختصر آبیہ بھی بتا دیا گیا کہ حدیثوں اور فقہ نے کیا کیا اضافہ کیا اور اہل سنت

والجماعت اور اہل تشیعہ نے کس کس جگہ معنیٰ جدا سمجھے۔ اب اس کی ضرورت

ہے کہ اسلامی قانون سارے پاکستان کے واسطے ایک ہو اور سب فرقوں

کے آدمی جمع ہو کر ایک قانون وراثت بنائیں۔ جب قرآن ایک اور رسول ایک

تو یہ جدا جدا قانون کے کیا معنیٰ۔ ایک فرقہ دوسرے کو غلط کہتا ہے لیکن مصلحت

کرتے وقت اپنی ضد پر دہتا ہے۔ اسی نا عاقبت اندیشی کا نتیجہ اسلام میں فرقہ بندی

اور نزل ہے۔ ملک کے آدمیوں کو چاہیے کہ وہ سب مل کر فرقہ بندی کو ختم

کریں۔

وصیت کی گواہی کا ضابطہ

سپارہ ۷	سورۃ المائدہ	رکوع ۱۴	آیت ۱۰۹
---------	--------------	---------	---------

اے مسلمانو! جب تم میں سے کسی کو موت آجائے تو گواہی کا طریقہ یہ ہے کہ وصیت کرتے وقت تم دو انصاف پسند (یعنی قابل اعتبار) مسلمانوں کو گواہ بناؤ لیکن اگر تم سفر میں ہو اور اس وقت موت کی مصیبت کا سامنا ہو اور مسلمان گواہ نہ ملیں تو دوسرے مذہب کے دو ایماندار آدمیوں کو گواہ بنا لو۔ اگر تم کو گواہ پر شبہہ ہو تو ان کو نماز کے بعد کھڑا کر کے قسم خدا کی لو کہ نہ تو وہ گواہی کا کوئی معاوضہ لیں گے اور نہ کوئی بات اللہ واسطے شہادت میں چھپائیں گے خواہ فائدہ پانے والا ان کا عزیز ہی کیوں نہ ہو اور اگر کوئی بات چھپائیں تو وہ گنہگار ہوں گے۔

جلد ششم ششم

۱۵ شعبان ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء

اسلامی تعلیم

اسلام کیا ہے

جلد ہفتم

مصنفہ - نواب سر محمد یاقین خان سی۔ آئی۔ ای۔ بی۔ اے۔ پیرسٹر ایٹ لا۔
سابق ممبر وڈ پی پی پریذینٹ مرکزی لہجہ لیبو اے سی غیر منقسم ہند۔
ممبر کورٹ واکریٹو کونسل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔
مصنفہ - گارڈ سول اینڈ یونیورس ان سائنس اینڈ اسلام۔
کونسلٹ اینڈ میری ان قرآن
اورنگ زیب اینڈ شیواجی وغیرہ

ناشران :- ملک دین محمد اینڈ سٹریٹس اشاعت منتریل پبلشنگ ڈولازہور

طابع :- ملک محمد عارف

مطبوعہ :- دین محمدی پریس لاہور

طبع اول

حکد

تمام تعریف اللہ رب العالمین کے واسطے ہے جس نے انسان کو جو اتنی بڑی کائنات میں ایک ادنیٰ اور چھوٹی سی مخلوق ہے اس قدر عقل عطا فرمائی کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے اور اس کے احکام کو سمجھے اور علم وے کر ان رازوں میں سے کچھ راز انسان کو بتا دیتے جو کائنات کی ساخت میں پنہاں ہیں۔

درود

اور درود و سلام ہو رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہمہ صفات پر جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علم عطا کیا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی قدرت اور اس کے احکام کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ ان ہی کا طفیل ہے کہ دنیا میں علم کی روشنی پھیلی۔

یہ بندہ ناپسیر محمد یامین خاں ولد حاجی حافظ محمد سلیمان خان صاحب جنت مسکانی اللہ تعالیٰ کا تہ دل سے شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اس مختصر کتاب جلد نمبر ۷۔ اسلامی تعلیم کو آج مورخہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۵۶ء بروز جمعہ یامین مینشس، نیشنل آباد۔ کراچی میں حتم کرایا۔

اسلام کیا ہے

اسلام

اسلام میں پہلی ضروری بات یہ ہے کہ انسان کا پکا اعتقاد ہو کہ اللہ ایک ہے
 قادر مطلق ہے یعنی ہر شے کا بنانے والا ہے اور اس کو فنا کرنے کا اختیار ہے اور اس
 سے جو چاہے کام لے اس کا پورا پورا اختیار ہے۔ وہ ہر کام کو جانتے والا ہے اور اس
 کا علم لامحدود ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے کوئی جگہ ذرہ کے اندر بھی ایسی نہیں جہاں وہ نہیں
 وہ ہر بات سنتا ہے۔ کوئی بات اس سے چھپی نہیں جو بات انسان کے دل میں ہے
 اگرچہ منہ سے نہیں نکالی اس کا بھی علم اس کو ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔
 وہ صمد ہے یعنی اس کو کسی کی امداد کی ضرورت نہیں۔ وہ حی القیوم ہے۔ یعنی زندہ اور
 تمام کائنات کو قائم رکھنے والا ہے۔ زندہ سے مطلب ہر وقت مستعد ہے نہ اس کو غنیمت
 آتی ہے نہ اذگد آتی ہے کسی وقت غافل نہیں ہوتا۔ وہ بدیع السموات والارض ہے۔
 آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب کا مبداء ہے یعنی اسی نے سب کی پیدائش
 کی ابتدا کی۔

اسلام کے معنی ہیں اس اللہ کی مرضی پر راضی و خوشی سے قانع ہونا جس کا بیان

اوپر ہوا ہے اس کے احکامات کی تعمیل کرنا اور ہر بات میں یہ معلوم کرنا کہ اللہ کی خوشی کیا ہے اور اس کے مطابق کام کرنا اور جو کام اس کے حکم سے ہوا اس کو خوشی کے ساتھ بغیر چون و چرا کے منظور کر لینا۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی معلوم کرنا۔ اس میں چند باتیں پیدا ہوتی ہیں جن کی تفصیل آگے لکھی جائے گی۔

اللہ کی مرضی پر قانع رہو۔ وہ کس طرح۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنی طرف سے کسی چیز کے حصول کی پوری کوشش کر لو اور کوئی کوتاہی نہ کرو لیکن اس پر بھی تم کو تمہارے حسبِ منشا کامیابی نہ ہو تو تم سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت اس میں تھی کہ تم کو کامیابی نہ ہو۔ اگر کوئی بیمار ہے اور اس کی تیمارداری اور علاج میں پوری کوشش کی گئی اس پر بھی اس کو شفا حاصل نہیں ہوتی یا معالج خود غلطی کرتا ہے یا دوا مسیتر نہیں آئی تو یہ اللہ کی مرضی ہے کہ بیمار کو شفا نہ ہو۔ بعض وقت ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ مقصد میں کامیابی کی بجائے ناکامی ہوتی ہے حالانکہ کامیابی کی پوری توقع تھی مگر ایک دم ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ مقصد میں ناکامی دلاتے ہیں اسی طرح بعض وقت جبکہ قطعی ناکامی معلوم ہوتی ہے دفعتاً ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ ناکامی کی بجائے پوری کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اس قسم کی قوتیں کام کرتی ہیں جو نظر اور عقل سے باہر ہوتی ہیں ایک تاریخی واقعہ ہے جس کا بیان کلام پاک کی سورۃ التوبہ کے چھٹے رکوع میں ہے جبکہ رسول اللہ صرف حضرت صدیق اکبرؓ کے ہمراہ غار میں پناہ

لئے ہوئے تھے اور کفار کے ٹکائش میں سرگرداں تھے اور اس غار کے پاس سے ہو کر نکلے لیکن کسی غیبی قوت نے ان کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ آنحضرت وہاں نہیں ہو سکتے اس پر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ وہ لوگ بہت ہیں اور ہم صرف دو ہیں اس وقت آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں ہم صرف دو نہیں ہیں ہمارے ساتھ اللہ بھی ہے اسی کی بابت قرآن پاک میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا کے ساتھ وہ قوتیں بھی تھیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے یعنی غیبی امداد شامل تھی۔ راقم کے تجربہ بریسٹری میں ایسی بے حد مثالیں ہیں کہ ان مقدمات میں دفعتاً کامیابی ہوئی جن میں قطعی کوئی امید کامیابی کی کچھ دیر قبل نہیں تھی۔ اسی طرح الیکشنوں میں رات بھر میں رنگ بدلتے دیکھا جس سے عقل حیران ہے ایک شخص کو امیر پیدا کرتا ہے اور دوسرے کو غریب۔ امیر کے لئے ایسے حادثے پیش آتے ہیں کہ وہ غریب ہو جاتا ہے اور غریب کو وہ موافق ملتے ہیں کہ وہ امیر بن جاتا ہے۔ جو آج بادشاہ ہے وہ فقیر ہو جاتا ہے۔ جو گڈریہ ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ نادر شاہ جو گڈریہ تھا بادشاہ ہوا اور دہلی میں فاشخانہ داخل ہو کر قتل عام کرایا اور تختِ طاؤس اور گہڑوں کے جو اہرات اور ظروف لوٹ کر لے گیا۔ بہادر شاہ ظفر آخری مغل شہنشاہ دہلی کو انگریزوں نے قید کر کے رنگون بھیج دیا جہاں وہ فقروں سے بدتر زندگی بسر کر کے ہمارے اس کو ایسا واقعہ پیش آیا۔ جس کی وجہ سے دہلی کا لال قلعہ چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور ہمایوں کے مقبرے پر جا کر پناہ گزین ہوا۔ باوجود ہندوستانی فوجی سرداروں کے اصرار کے کہ ہمارے ساتھ راجپوتانہ چلے وہاں

سے فوج لاکر انگریزوں سے لڑیں گے بادشاہ ان لوگوں کی باتوں میں آگیا جو انگریزوں پر اعتبار کرتے تھے اور قرآن پاک کی اس آیت کو بھول گئے تھے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں اور یہودیوں کو اپنا مخالف نہ بناؤ اور انگریزوں کے طرفدار تھے ہمدردان اور محبتان وطن کی ساری کوششیں بیکار گئیں اور بادشاہ انگریزوں کی پناہ میں دہلی کو روانہ ہو گیا۔ فیروز شاہ کے کونڈے کے پھانگ کے سامنے جس کو آج تک حونی دروازہ کہتے ہیں انگریز افسر ٹڈنسن *Thudson* نے جو بادشاہ کو تمام لالچ دے کر لایا تھا۔ اپنے ہاتھ سے شہزادوں کے پستول سے گولی مار دی اور ان کے سر کاٹ کر خان میں رکھ کر بادشاہ کے پاس بطور تحفہ اس وقت بھیج دیئے جب وہ قلعہ میں داخل ہو کر مقید ہو گئے بادشاہ پر بادشاہ ہی کے انگریز نوکروں نے بغاوت کا مقدمہ چلایا اور شہزادے کو جلاوطن کر دیا۔ یہ تمام اسباب دفعتاً اس وقت پیدا ہو گئے جبکہ تقریباً پچاس ہزار ہندوستانی فوج دہلی میں موجود تھی۔ اگرچہ تجربہ کار افسروں کی کمی تھی اور شہزادوں کے کسی افسر کا کہا نہیں مانتے تھے لیکن ان کی حفاظت کے واسطے دہلی کی مضبوط فصیلیں، لال قلعہ، شیر شاہ کا قلعہ، فیروز شاہ کا قلعہ تھے اور انگریز لڑائی میں مر مر صرف ساٹھ تین ہزار رہ گئے تھے اور ہمت مار چکے تھے مگر ایک سازشی وزیر کی مجبوری سے دفعتاً رنگ بدل گیا جس کو ظفر خود کہتا ہے۔

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ کہ نہ دل کو اپنے قرار ہے
 کروں غم ستم کا میں کیا بیان میرا غم سے سینہ نگار ہے

یہ رعایائے ہند تباہ ہوئی کہوں کیا جو ان پر جفا ہوئی

جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ تو قابل وار ہے

اس طرح وہ بادشاہ جو ان شہنشاہوں کی اولاد سے تھا کہ جن کی نوبت کی

سے گونجتے تھے آسمان۔ وہ بطور طرم کے معمولی فوجی افسروں کے سامنے جواب دہ

ہوا اور سزا پا کر رنگوں پہنچا دیا گیا۔

یورپی۔ دہلی و بہار کے مسلمانوں نے پاکستان زور شور سے مانگا ان کو جلا وطن

ہونا پڑا اپنے مکانات سے مار کر نکالے گئے چاروں دہلی میں کانگریسی حکمرانوں کی آنکھوں کے

سامنے مسلمانوں کا بیدردانہ طور پر قتل ہوا اور بوڑھوں اور عورتوں کو جو اپنے گھروں میں

بیٹھے تھے فوجیوں نے کوٹھوں پر چڑھ کر وہاں سے گولیوں کا نشانہ بنایا۔ ہاتھ مارا گیا

کے دہلی آنے سے کشت و خون میں کمی ہوئی۔ پاکستان آکر وہ مسلمان جو محلوں میں رہنے

کے عادی تھے وہ بھونپڑیوں میں پڑے اور جو نابینہ کو محتاج تھے وہ امیرزادوں

سے۔ جن کو اپنے پیشوں میں دو سو چار سو کی آمدنی بھی نہ ہوتی تھی وہ ہزار ہا کمانے

لگے۔ جن کو سرکاری ملازمت سویم درجہ کی بھی مشکل سے ملی تھی وہ بڑے بڑے عہدوں

پر سرفراز ہوئے۔ جن کو تجارت میں ہزاروں کی کمائی تھی ان کو پاکستان میں بلک مارکیٹ

میں لاکھوں کی کمائی ہو کر وہ اب کر ڈرپتی ہو گئے۔ یہ موقع اللہ کی طرف سے ان کو ملا

اللہ کی مرضی پہلے دیر نہیں لگتی۔ جس نے بہادر شاہ کو فقیر سزا یافتہ بنا دیا۔ جس نے

امیروں کو بے گھرا کر دیا۔ وہ ان لوگوں کو بھی جنہوں نے ایماندار ہی کو طاق میں رکھ کر

شیطانی دوسوہ میں آکر ناجائز کمائی کی ہے ایک دن ایسی سزا دے سکتا ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ غرضکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی معلوم ہونے کے بعد مسلمان کو چاہئے کہ اس کے سامنے سر جھکا دے اور جو جزایا سزا ملے اس کو خوشی سے منظور کرے۔

کسی شخص پر بیٹھے بٹھائے چھت یا دیوار گر جاتی ہے کوئی موڑے ٹکرا جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔ چند آدمیوں پر کراچی میں سوائی جہاز گر گیا اور وہ ختم ہو گئے۔ ابھی کچھ دن ہوئے ایک بھارتی ہواباز فرانس کے ایک گاؤں پر ایروپلین سمیت گر گیا۔ جس سے وہ سب لوگ جو گاؤں میں تھے مر گئے۔ مسٹر حسن محمد سابق ڈپٹی سیکرٹری کانسٹیٹیوٹ اسمبلی کالکٹا جس کو ہوا میں اڑنے کا بہترین انعام ملا تھا وہ کراچی ایئرپورٹ پر دستوں کو کافی پتیا چھوڑ کر تھوڑی دیر کے واسطے جٹ قسم کے جہاز میں اڑا اور اوپر پہنچ کر ایروپلین یکدم پھٹ گیا اور دوست دیکھتے رہ گئے۔ جلی ہوئی لاش جو نیچے گری اس کو اٹھایا۔ یہ سب مثالیں اس کی ہیں کہ جب اور جس طرح موت لگتی ہے۔ آدمی اوبدا کروہاں پہنچ جاتا ہے اور وہی کرنے لگتا ہے۔ یہ خداوندی احکامات ہوتے ہیں اور ان کے نتیجہ پر یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ہی حکیم الہی ہے اور ہم کو اس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں۔

اسلام قبول کرنے والے کو کون کون کام کرنے چاہئیں اور کون کام نہیں کرنا چاہئیں

وہ جاوڑ مطلق جمرات کے بعد دن اور دن کے بعد ات نکالتا ہے۔ جو مردہ میں

میں سے زندہ اور زندہ میں سے مردہ پیدا کرتا ہے وہ سب کرشمے دکھاتا ہے۔ اس کی طاقت سے کبھی نا امید نہیں ہونا چاہئے وہ خود کلام پاک میں فرماتا ہے کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ تم ان کو اپنے لئے مضر سمجھتے لیکن درحقیقت وہ تمہارے فائدے کے ہوتے ہیں۔ انسان جن کو فائدہ کا سمجھتا ہے درحقیقت نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انسان کو اسلام سکھایا گیا ہے کہ وہ خدا کی مرضی پر خوش رہے۔

انسان کو اسلام قبول کرنے کے بعد یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ کون کام ہیں جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہیں اور اس کو انہیں کرنا چاہئے اور وہ کون کام ہیں جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہیں جنہیں اس کو نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے سمجھنے کے لئے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا جو کچھ کائنات میں ہے پیدا کرنے والا ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اس کا ہے۔ **لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ**۔ جب ایک شخص کے یہ ذہن نشین ہو جائے کہ وہ خود بھی اللہ کا ہے اور جتنے بھی آدمی اور چیزیں ہیں وہ سب بھی اسی اللہ کے ہیں تو وہ کسی کے ساتھ نا انصافی، بے ایمانی، وغنا بازی، دھوکہ دہی، حسد، بغض و عناد نہیں کریگا نہ کسی کی جان لے گا نہ کسی کو جسمانی، روحانی، مالی تکلیف پہنچائے گا۔ چونکہ یہ سب آدمی بھی تو اسی ہی خالق کی ملکیت میں جس کی ملکیت یہ خود ہے۔ اس کے دل میں ہر وقت یہ خیال ہوگا کہ مالک کس طرح پسند کریگا کہ اس کا ایک بندہ یعنی غلام دو کے بندے کو ایذا پہنچائے بلکہ بعد یعنی غلام کا تو یہ کام ہے کہ وہ ہر وقت اس بات کا

جو بیان ہو کہ میرے آقا کی خدمت خود ہی کس بات میں ہے۔ اگر اس کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام کو دیکھتا ہے کوئی کام اس سے پوشیدہ نہیں اور اللہ کو وہ بھی معلوم ہے جو اس کے دل میں ہے اور خدا کہتا ہے *و نحن اقرب الیہ من حبل الوريد* یعنی میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تم سے نزدیک ہوں تو پھر اس اعتقاد اور یقین کے بعد کون عقل والا ایسا ہوتا ہے جو اپنے آقا پیدا کرنے والے، پالنے والے، کار نیوالے اور پھر دوبارہ زندہ کرنے والے مخلوق کو ایذا دینے والا یا ان کی حق تلفی کر نیوالا کام کرے۔ کسی کی عیب جوئی کرنا، بے عزتی کرنا، غیبت کرنا، مال چرانایا مال مارنا، دھوکہ سے کسی کا مال لینا۔ جس کا مطالبہ ہو وہ نہ دینا۔ غبن کرنا۔ کسی عورت کو چھیڑنا۔ فطرت کے خلاف کوئی کام کرنا یا ان کاموں کو کرنا جو گناہ قرار دئے گئے ہیں۔ نشہ کی چیز پینا۔ دنگا فساد کرنا۔ کسی لالچ سے مذہب اسلام یا ملک کے خلاف کوئی کام کرنا۔ بیجا خوشامد کرنا۔ حاکموں کو رشوت دینا۔ یا حاکم ہو کر رشوت لینا۔ انصاف کھینچنا۔ فیصلہ دینا۔ غرور اور تکبر کرنا۔ سب اور اس قسم کے کام انسان کو ذلیل بناتے ہیں اور خدا کی مرضی کے خلاف ہیں اور سوسائٹی کو خراب اور تتر بتر کرتے ہیں۔

پس جو شخص کہتا ہے کہ میں اسلام لایا یعنی یہ وعدہ کرتا ہے کہ اللہ کی مرضی کے خلاف نہ کرے گا اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے کسی کی حق تلفی ہوتی ہو یا جس کے کرنے سے سوسائٹی کی امن کی زندگی میں فرق آتا ہو لیکن اگر یہ جانتے ہوئے بھی ان میں سے کسی فعل کا مرتکب ہو تو معلوم ہو گا کہ اس شخص کا

اعتقاد اللہ تعالیٰ میں اور اس کی قوت میں پورا نہیں ہے اگر پورا اعتقاد ہوتا تو وہ جانتا کہ میرا آقا سب کچھ دیکھتا ہے اور اس کو ہر بات کا پورا پورا علم ہے میں اس سے کوئی بات چھپا نہیں سکتا۔ اگر کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف کروں گا تو وہ سزا دے گا۔ معمولی آدمی تو پولیس والے سے ڈر کر یہ کام نہیں کرتا کہ وہ پکڑ کر مجسٹریٹ کے سامنے نہ پیش کر دے جس کے ماتھے تین سزوں تباہی لیکن اللہ تعالیٰ جس کی قوت ایسی ہے کہ وہی پیدا کرتا ہے وہی پالتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ اور وہی رزق بے حساب دیتا ہے تو اس سے نہ ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا اعتقاد ہی دل میں نہیں بٹھایا گیا۔

سچی عبدیت

اگر سزا کے ڈر سے ہی بُرے کام سے بچے تو بھی خیر لیکن سچی عبدیت یعنی بندگی اس میں ہے کہ انسان ہر وقت اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے کی خوشی کا جو یا ہو اور ہر وقت ان کاموں کو کرنا چاہئے جو اس کی مرضی کے موافق ہوں اور ان سے پرہیز کرے جو اس کی خوشی کے خلاف ہوں یہ اعلیٰ درجہ مسلمان ہونا سچا ہے۔ لیکن یہ دوسرا درجہ کہ اللہ کے غضب سے ڈر کر گناہ سے بچا رہے مسلمان کو آسٹ کافی ہے چونکہ شیطان تو ہر وقت درغلالتا ہے جس وقت شیطان بہکائے۔ اس وقت اللہ کا غضب یاد آجائے اور بُرے کام سے اس ڈر سے بچے کافی ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کو جس وقت زلیخا نے بہکانا چاہا تو انہوں نے اس کو جھڑک دیا۔ جس وقت شیطان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لالچ دے کر بہکانا چاہا انہوں نے اس کو جھڑک دیا۔

شیطان

شیطان انسان کے دل میں ناجائز خواہشات بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ بچوں کو انسان کے جسم کی ساخت مٹی سے ہے اور مٹی سے پیدا ہونے والی چیزوں سے اسکا نشوونما ہوتا ہے اس لئے خود غرضی اس کے رگ و ریشہ میں داخل ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ ہر بہتر سے بہتر چیز اس کی ہو اور اس خواہش کو ہر جائز اور ناجائز طریقہ سے پورا کرنا چاہتا ہے۔ یہی خواہش شیطان ہے سب سے بڑا آلہ شیطان کے پاس عورت کی خوبصورتی ہے اس کے ذریعہ وہ انسان کو اس وقت قابو میں لاتا ہے جب اور ہتھکنڈوں میں وہ ناکامیاب ہو جائے۔ لہذا مسلمان ہر ایسے موقع پر جب وسوسے اس کو ستائیں وہ پڑھتا ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ یعنی ساری قوت اور طاقت اللہ کے ہاتھ میں ہے جو بڑے اونچے مرتبہ والا ہے۔ جس وقت یہ پڑھا اور شیطان وسوسے رفوچکر ہوئے جیسے ہی انسان کے دل میں اللہ کا خیال آیا اور وہ برائی سے بچا۔

اسلام میں ضروری بات

یہ اسلام نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو منہ سے مسلمان کہے اور گوشت کھائے اور کئی عورتیں کرنے کی خواہش رکھے اور نماز پڑھ کر روزہ رکھ کر بھی غابازی چور پازاری۔ دھوکہ دہی۔ جوا۔ گھوڑ دوڑ۔ رنڈی باز می کا مرتکب ہو۔

اسلام میں یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے سامنے موجود سمجھے اور کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے اس کی مخلوق کی حق تلفی ہوتی ہو یا کسی کے دل کو تکلیف پہنچے اگر مسلمان اسلام پر پابند ہوں اور اپنے ہر بچہ کے دل میں شروع سے یہ جاشیں کر دیں کہ وہ ہر بُرے کام سے پرہیز کرے اور ہر شخص کے حقوق کی نگرانی مثل اپنے حقوق کے کرے اور سب آدمیوں سے محبت اور اخلاق کا برتاؤ کرے۔ تمام عورتوں کی آبرو اور عزت کی مثل اپنی ماں اور بہنوں کی عزت کے حفاظت کرے تو مسلمان تمام قوموں کے لئے نمونہ بن جائیں اور دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے جب دنیا جانے لگی کہ مسلمان ایسے اچھے لوگ ہیں تو وہ سمجھے گی کہ یہ اسلام کا طفیل ہے اور وہ یہی مسلمان ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورہ آل عمران کی ۱۱۰ ویں آیت میں۔ **مَنْ خَدِيَ
أُمَّةً أَخْرَجَتِ لِلنَّاسِ تَامِرَاتٍ بَالِحَاتٍ وَتَشْرُونَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ**۔ تم (یعنی مسلمان) دنیا میں سب سے بہتر

امت ہو۔ چونکہ اچھے کاموں کی ہدایت کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لائے ہو لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود بھی بُرے کاموں سے بچے اور دوسروں کو بھی بُرے کاموں سے جن میں سے چند کی تفصیل اوپر بیان ہوئی بچنے کی ہدایت کرے۔ خاص کر اپنے بچوں کو شروع سے ہی تعلیم دے اور روکے۔ اکثر بچے اپنے باپ چچاؤں اور بڑے بھائیوں کی بری عادات سے برائیاں سیکھتے ہیں۔ اور ان میں اضافہ کرتے ہیں وہ بُرے کام کو برا سمجھتے ہی نہیں چوں کہ ان کو گھریلو زندگی میں بری باتوں سے روکنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی اور اپنی بری صحبت میں برائی کو برائی نہیں سمجھتے۔ یہ ان پر بڑا ظلم ہے اس کی ذمہ داری ماں باپ پر ہوتی ہے۔ جب ایک لڑکا اپنے ساتھیوں کو گالیاں بکتے۔ محنت کام کرتے دیکھتا ہے تو وہ بھی وہی طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اس میں حکومت بھی ذمہ دار ہے اگر وہ کافی تعلیم گا ہی نہ کھولے اور اخلاقی تعلیم اپنے باشندوں کو نہ دے تو بُرے اخلاق کی وہ ذمہ دار ہے۔

بھلائی کیا ہے ؟

سورۃ بقرہ کے ۲۲ ویں رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ نیکی اور بھلائی نہیں ہے کہ تم مشرق کو یا مغرب کی طرف کو منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بلکہ نیکی یعنی بھلائی اس میں ہے کہ تم ایمان لاؤ خدا پر۔ قیامت کے دن پر۔ اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ اور بھلائی ہے اس میں کہ خدا کی محبت کی وجہ اپنے مال میں

سے دو اپنے عزیزوں کو۔ یتیموں کو۔ ضرورت مند غریبوں کو۔ راہ گیروں کو۔ سوال کرنے والوں کو اور خرچ کرو غلام کو آزاد کرنے میں۔ اور نیکی ہے نماز پر قائم رہنے اور زکوٰۃ دینے میں اور ان معاہدوں کو جو تم نے کئے ہوں پورا کرنے میں۔ اور ان موقعوں پر صابر اور ثابت قدم رہنے میں جب وہ تکلیف یا زوال حیثیت کا اندیشہ ہو اور تم سمجھانے کے موقعوں پر بہت سے رہنے میں یہی لوگ ہیں جو صادق یعنی سچے ہیں اور خدا سے ڈرنے والے متقی پرہیزگار ہیں۔

سورہ بقرہ کے ۱۴۱ ویں رکوع میں فرماتا ہے **وَاللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاِنَّمَا تُحَدِّثُوا فَنُحْمًا وَّحَدُّ اللَّهِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَاَسِعٌ عَلِيمٌ** یعنی مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں تم جس طرف کو منہ کرو اللہ سامنے موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور ہر بات سنتا اور ہر کام کو جانتا ہے۔

سورج چاند ستارے۔ دنیا عبادت کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورج اپنے مقررہ وقت پر نکلتا ہے اور مقررہ وقت پر غروب ہوتا ہے اور چاند مقررہ منزلیں مقررہ وقت میں پوری کرتا ہے۔ یہ ان احکامات کے مطابق ہیں جو ان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں لہذا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی تابعداری اور تعمیل حکم کرتے ہیں۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرتی ہے اور ان احکامات کی تعمیل کرتی ہے جو اس کے لئے نافذ کئے گئے ہیں۔ اسی طرح

ہماری دنیا بھی سورج کے گرد ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے ۲۷ منٹ اور کچھ سیکنڈ ہیں گھوم کر ایک چکر لگاتی ہے اور کروڑوں سال سے ایسا ہی کر رہی ہے اور ۲۲ گھنٹے میں اپنے محور پر جس کو axis کہتے ہیں سورج کے سامنے گھوم جاتی ہے جس کی وجہ سے دن اور رات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کون طاقت ہے جو دنیا کو سورج کے چاروں طرف اور سامنے اس طرح گھماتی ہے۔ سائنس دان اس کو توت کشش کہتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا سورج سے جدا نہیں ہوتی اور اسی قدر فاصلہ پر رہتی ہے جو اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور دوسرے سیاروں کی کشش کی وجہ سے دنیا گھومتی ہے۔ اور ایک سال میں یہ چکر پورا کرتی ہے جس کی وجہ سے موسم بنتے ہیں اور سورج کے سامنے گھومنے سے دن اور رات ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب توت سورج کو، سیارگان کو اور دنیا کو کس نے دی ہے۔ یہ سب طاقت اسی پروردگار عالم نے دی ہے جس نے اس کل کائنات کو کن فیكون سے بنایا۔ یعنی اس نے کہا کہ ایسا ہو جا اور کائنات ہو گئی۔

دنیا اور ستاروں کو ایک ہی ڈھمکے سے بنایا

سورۃ انبیاء کے تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ هُنَّ
كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ

شَيْءٌ سِوَىٰ هَٰذَا أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۚ کیا ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے۔ یہ نہیں معلوم کہ یہ تمام جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین سب ایک گول ڈہما تھا اور ہم نے ان کو الگ الگ کیا۔ اور تمام جاندار اشیاء پانی سے پیدا کیں۔ کیا اس پر کبھی وہ ایمان نہیں لاتے۔

پھر اللہ فرماتا ہے :-

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۚ اور ہم نے پیدا کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو۔ اور تمام آسمانی (ستارگان و سیارگان وغیرہ) گھومتے ہیں اپنے گول راستہ پر۔

لہذا یہ تمام چیزیں جو آسمان میں گول راستہ پر گھوم رہی ہیں جن میں دنیا بھی شامل ہے اللہ کے حکم سے گھوم رہی ہیں اور اسی نے ان میں وہ قوت دی ہے جس کی وجہ سے وہ اسی طرح گھومے جائیں جیسا کہ ان کو حکم دیا گیا ہے اگر ایک آدمی گھڑی میں کوک بھرتا ہے تو وہ گھڑی اس وقت تک برابر چلتی رہتی ہے جب تک کہ اس میں کوک رہے۔ کوک ایک قوت ہے جو گھڑی کے پرزوں کو چلاتی ہے اور آدمی کے حکم کی تعمیل کرتی ہے۔ اسی طرح یہ کل کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتی ہے۔ اور اس قوت کی وجہ سے جو اس کو اللہ نے دی ہے ان احکامات کی تعمیل کر رہی ہے جو اس کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ حق القیوم ہے

یعنی اپنے حکم سے تمام کائنات کو قائم کئے ہوئے ہے اور اس کو قائم رکھنے میں کبھی غافل نہیں ہوتا اور نہ تھکتا ہے۔ اگر تمام کرہ جات آسمانی کو اور زمین کو ٹوٹ کشمکش نہ دی ہوتی تو یہ نظام کس طرح قائم ہوتا۔ اگر یہ تمام کرہ جات وجود میں بھی آجاتے تو بھی سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ جیسے گھڑی کے پرزوں کو بغیر اس طرح ایک جاکٹے کہ ایک دوسرے کو حرکت دے گھڑی نہیں چل سکتی۔ اسی طرح کائنات کے بنانے والے نے کائنات کے ہر پرزہ کے واسطے جداگانہ کام مقرر کیا ہے اور ہر پرزہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام کو جو اس کے لئے مقرر ہے وہ انجام دیئے جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو اپنے احکام مقرر کئے ہیں انسان کے لئے بھی

اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے واسطے جس کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اپنی تابعداری کے واسطے احکامات صادر کئے ہیں اور ان اصولوں پر عمل کرنا جو اس کے واسطے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کی تابعداری ہے اور ان کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ کی عدول حکمی ہے اور اس سے بغاوت۔ اسی کی جزا اور سزا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورۃ الذریات میں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَهُ اور نہیں پیدا کیا ہم نے جنوں کو اور انسانوں کو لیکن اپنی بندگی کے واسطے۔ جس طرح سورج چاند دینا۔

ستارے، سیارے، حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے واسطے بھی احکام ہیں کہ وہ بھی اپنے جسم کے ہر حصہ سے صرف وہ کام لے جس کے لئے وہ مقرر بنا یا گیا، اس کی خلاف ورزی اللہ کی نافرمانی ہے۔ آنکھ سے۔ ناک سے۔ منہ سے۔ زبان سے۔ دانت سے۔ ہاتھ سے۔ پیر سے۔ پیٹ سے۔ آنتوں سے۔ اعضاء تناسل سے۔ غرض کہ جسم کے ہر حصہ سے قدرت کے احکامات کے موافق کام لینا چاہیے۔ اگر قدرت کے خلاف کام لیا جائیگا تو وہ عضو خراب ہو جائیگا اور خدا کی طرف سے ہمیں دنیا میں سزا ملے گی۔ کسی عضو کو معطل بھی نہیں کرنا چاہیے اور نہ اس کی قوت سے زیادہ کام لیا جائے، نہ وہ کام لیا جائے جس کے واسطے وہ نہیں بنا۔ اگر آنکھ سے زیادہ کام لیا جائے اور اندھیرے میں پڑھا جائے یا سورج کو گھورا جائے تو آنکھ خراب ہو جائے گی۔ اکثر سادھو ہاتھ کو پاپیر کو بٹھا کر کھڑے رہتے ہیں یا ایک جگہ بیٹھے رہتے ہیں تو ان کا ہاتھ پاپیر بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔ ناک میں دھول بھر جائے یا بدبو زیادہ دیر سونگھی جائے، یا نزلہ کام کی حالت میں ناک کو صاف نہ کیا جائے تو ناک کے اندر طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی۔ زبان پر اگر زیادہ گرم چیز یا تیز مرچیں لگ جائیں تو جھلے پڑ جائیں گے اور اگر زبان سے کسی کو برا کہا جائے یا گالی دی جائے تو اس کا نتیجہ نہایت خراب نکلتا ہے۔ دانت سے اگر ہڈی کو توڑا جائے تو دانت کو بھی نقصان ہوتا ہے اور ان ہڈیوں کو نقصان پہنچتا ہے جن کا تعلق آنکھ سے ہے۔ پیٹ سے

زیادہ کھایا جائے یا خراب غذا کھائی جائے تو ہر قسم کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے
 غذا تو صرف زندگی کو اور قوت کو قائم رکھنے کے واسطے ہوتی ہے اور اسی قدر
 کھانی چاہیے جتنی ہضم ہو سکے نہ کہ ہوس کی وجہ سے پیٹ کی طاقت سے زیادہ
 کھایا جائے اور بد ہضمی میں مبتلا ہوا جائے۔ اکثر پہلوان بہت زیادہ کھاتے
 ہیں ان کے جسم موٹے اور بھدے ہو جاتے ہیں۔ وہ سوائے کشتی لڑنے کے
 اور کسی کام کے نہیں رہتے۔ نہ ان میں دوڑ دھوپ کی طاقت ہوتی ہے اور نہ
 جسم میں وہ پھرتی ہوتی ہے جو معمولی اسکول کے لڑکوں میں ہوتی ہے۔ اسی طرح
 مسجد کے ان ملاؤں کا جسم موٹا اور بھدا ہو جانا ہے جو مفت کامرغن کھانا کھانے
 کے عادی ہوتے ہیں اور ورزش قطعاً نہیں کرتے۔ وہ نہ مشقت کر سکتے ہیں۔
 نہ وہ دوڑ سکتے ہیں۔ نہ مشکل کے وقت مسلمانوں کے یا خود اپنے کام آسکتے ہیں۔
 جسمانی ساخت کا اثر روحانیت پر بھی پڑتا ہے۔ ان اعضا سے جو نسل انسانی
 قائم رکھنے کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ صرف نسل انسانی قائم رکھنے کا جائز
 استعمال قدرتی اصول کے موافق ہے لیکن غلط استعمال حکم خداوندی کی نافرمانی
 ہے۔ اس کی سزا دنیا میں کافی مل جاتی ہے۔ اور وہ بیماریاں لگ جاتی ہیں جن
 کی دواؤں کے اشتہار مخرب سوسائٹی ہوتے ہیں۔ غرضکہ قدرتی اصول کے
 موافق ہر عضو کا استعمال حکم خداوندی کی تعمیل ہے اور غلط استعمال شیطانی کام اور
 اسلام کے خلاف ہے۔ انسان کو اس خالق کی تابعداری جس نے تمام کائنات

کو مخلوق کیا کرنی چاہیے۔ اور تمام اشیاء سے سبق لینا چاہیے جس کی طرف قرآن پاک بار بار توجہ دلاتا ہے۔ سورج ہمیشہ اسی وقت نکلتا ہے جو اس کے واسطے مقرر ہے۔ تمام آسمانی بجوں کو مقررہ وقت میں طے کرتا ہے۔ دنیا کے ہر گوشہ کے واسطے سورج کے نکلنے کا وقت جدا جدا مقرر ہے۔ اور کروڑوں سال سے یہی ہو رہا ہے۔ چاند اسی قدر منازل طے کرتا ہے جتنی اس کے لئے مقرر ہیں۔ دنیا کی چال اور گردش اسی طرح سے ہے۔ سورج گہن اور چاند گہن کا وقت اور موقع سینکڑوں سال قبل سے بتایا جاسکتا ہے اور پچھلے گہن بھی ہزار سال کے بتائے جاسکتے ہیں۔ ہر سیارہ اپنی مقررہ میعاد میں سورج کے گرد گھومتا ہے دنیا مغرب کی طرف سے مشرق کی طرف کو اپنے محور پر گھوم رہی ہے۔ سمندر میں ابخرات اسی طرح پیدا ہو کر بادل بنتے ہیں اور زمین پر آکر برستے ہیں۔ درخت اسی طرح پیدا ہوتے ہیں اور بڑھتے ہیں۔ برف اسی طرح جمتا ہے۔ جانور اسی اصول سے اڑتے اور سمندر میں تیرتے ہیں۔ اور پانی اور خشکی کے جانور انھیں اصولوں پر پیدا ہوتے اور پرورش پاتے ہیں جو ان کے لئے مقرر ہیں۔

انسان کو ان اصولوں کی تعمیل لازمی ہے جو اسکے لئے بنائے گئے ہیں

اس لئے انسان کو ان اصولوں کی تعمیل لازمی ہے جو اس کے واسطے بنائے گئے ہیں لیکن بعض انسان اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں جس کی وجہ سے قرآن پاک

میں آیا ہے اَفْخِرَ دِينَ اللّٰهِ يَبْغُونَ وَلَئِنَّ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
 وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ہ کیا وہ خدا کے دین
 کے سوا دوسرے دین کو تلاش کرتے ہیں جبکہ تمام مخلوق نے جو آسمانوں اور زمین
 میں ہے اس نے خوشی سے یا بغیر خوشی کے اسلام قبول کر کے اللہ کی مرضی کے
 سامنے سر جھکا دیا ہے اور وہ سب اس کے پاس لوٹ کر واپس جائیں گے۔
 لہذا اسلام یہی ہے کہ اللہ کی مرضی کے موافق کام کیا جائے جو ان اصولوں کے
 مطابق ہوں جو انسان کے واسطے بنائے گئے ہیں

انسان اور جانور میں فرق

انسان میں اور جانوروں اور غیر جانوروں میں بہت بڑا فرق ہے۔ غیر جاندار
 اشیاء میں نہ تو عقل ہوتی ہے اور نہ حس۔ لیکن جانوروں میں حس ہوتی ہے مگر عقل
 نہیں ہوتی جس سے وہ بھلائی برائی کو سمجھیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل بھی
 دی ہے اور حس بھی دی ہے۔ اسی وجہ سے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ بنایا
 اور اس کو تمام مخلوق پر فوقیت دی ہے۔ یہ عقل انسان میں اس لئے ہے، کہ
 اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی روح میں سے روح پھونک دی اور ہر چیز کا نظم
 دیا تو تمام فرشتوں نے انسان کے سامنے سر جھکا دیا اور اطاعت قبول کر لی سوا
 ابلیس کے۔ سورۃ السجدہ۔ آیت ۹۔ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ

رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ
 قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ پس انسان کو عمدہ جسم کا بنا کر اس میں ہم نے اپنی
 روح میں سے روح پھونک دی اور سننے، دیکھنے اور چھونے کی قوت عطا کی۔
 اس پر بھی ہمارا شکر یہ کم کرتے ہیں۔ اس عقل کی وجہ سے انسان کا فرض ہے کہ وہ
 اللہ تعالیٰ کی تابعداری زیادہ کرے اور ان صفات کو جو خداوندی صفات
 ہیں اپنے میں پیدا کرے چونکہ انسان کی روح ہر وقت انسان کو یہی تلقین کرتی
 کہ وہ نیک اور اچھے کام کرے لیکن شیطان جو کہ انسان کا دشمن ہے، وہ
 خواہشات نفسانی کی شکل آدمی کے جسم میں اختیار کرتا ہے اور رسول اللہ کی
 حدیث کے مطابق جو امام زمین العابدین کے حوالہ سے منقول ہے انسان کے
 جسم میں خون کی شکل میں دوڑتا ہے۔ لہذا شیطان یعنی جسمانی خواہشات اور
 وسوسے انسان کو ان کاموں سے روکتے ہیں جن کی طرف روح مائل کرتی ہے

انسانی روح کس طرف مائل کرتی ہے

انسان کی روح انسان کو سکھاتی ہے کہ وہ سب سے محبت کرے۔
 چونکہ ہر چیز اسی خدا کی بنائی ہوئی ہے جس کا وہ ہے۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے
 کے لئے اپنے اوپر تکلیف برداشت کرے۔ اپنی کمائی میں سے زکوٰۃ دے
 شہادت دے۔ غریبوں اور بیکیوں کی امداد کرے۔ بیٹیوں کی پرورش کرے۔

کسی کے مال کو نہ چھیننے کیسی کے دل کو نہ دکھائے! اس اللہ کا شکر ادا کرے جس نے مال و دولت یا تندرستی یا علم دیا جبکہ انسان ایک بے بس بچہ کی شکل میں دنیا میں خالی ہاتھ آیا اور خالی ہاتھ لوٹ کر جائے گا۔ اس لشکر کو اس طرح عملی جامہ پہنائے کہ ان نعمتوں میں سے جو خدا نے دی ہیں ضرور تمندوں کو بھی دے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات رحمن اور رحیم کو ہر وقت نظر کے سامنے اور دماغ میں رکھے اور غصہ اشتعال اور رنج کی حالت میں بھی ان صفات کو نہ بھولے۔ رحمن وہ صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا کسی کام کے بھی انسان کو اپنی رحمت سے بہت کچھ دیتا ہے جو انسان کی پرورش کے واسطے ضروری ہے مثلاً ماں کا دودھ، ہوا، پانی، روشنی، خورد و درخت، غذا کی مختلف اشیاء عقل سلیم وغیرہ۔ اور رحیم وہ صفت ہے کہ تھوڑے کام کا معاوضہ بہت کچھ دیتا ہے۔ مثلاً ایک دانہ کے عوض جو بویا جائے سو دانے۔ ایک گٹھلی کے عوض ایک بڑا درخت جس میں سینکڑوں سال تک ہزار پھل ہر سال نکلیں۔ آم۔ جامن۔ امرود۔ سیب۔ ناسپائی۔ مالٹا۔ نیبو وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ جب انسان کو کسی دوسرے شخص کی نا انصافانہ یا خود غرضی کے کام پر غصہ آتا ہے تو اس کو سزا دینا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی شدید العقاب ہے اور اس کا حساب شیطان پر اس کی نافرمانی کی وجہ سے ہے اس لیے انسان میں دوسرے کے انصاف کے خلاف کام کرنے سے جو جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ ناجائز نہیں ہے۔ لیکن اگر

قصور وار آدمی معافی مانگے اور وعدہ کرے کہ آئندہ وہ پھر قصور نہ کریگا تو انسان کے دل میں اس کی روحانیت کی وجہ سے خدا کی صفت تو اب الرحیم موجدان ہو جاتی ہے۔ اور وہ توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اغفور یعنی بخشنے والا ہے یعنی توبہ قبول کرنے کے بعد گناہ کی بخشش ہو جاتی ہے اور گناہ کا مواخذہ آئندہ نہیں لیا جاتا۔ اسی طرح انسان کی روح چاہتی ہے کہ بخش دے اور قصور کو توبہ کے بعد بھول جائے۔ غرضکہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات کلام پاک میں ہیں انسان کی روح اس کو انہی کی طرف مائل کرتی ہے۔

انسان کا جسم کس طرف مائل کرتا ہے

مگر انسان کا جسم مادہ کا بنا ہوا جس کی خاصیت اپنی طرف کو کھینچنا ہے۔ سورج دنیا کو اور دیگر سیاروں کو کھینچتا ہے اور یہ اپنی قوت کے موافق سورج کو کھینچتی ہے۔ اسی طرح ہر شے دوسری شے کو اپنی طرف کو کھینچتی ہے۔ یہ سائنس کا مسلمہ اصول ہے۔ انسان کا جسم مختلف قسم کے ایٹموں کا مجموعہ ہے اور ہر ایٹم میں بجلی کی دو قوتیں جن کو پروٹون اور الیکٹرون کہتے ہیں موجود ہیں اور انہی سے ایٹم کی ساخت ہے جو ایک دوسرے کو کھینچتی ہیں لہذا انسان کے جسم میں یہ قوت خود غرضی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور خود غرضی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے خلاف ہے جو روح ہر شے سے محبت سکھاتی ہے اور انسانی خود غرضی جو

جسمانی خواہشات کا ظہور ہے انسان کے جسم کے ساتھ ہر وقت موجود ہے اور یہ شیطانی قوت انسان کو خداوندی صفات سے منحرف کرتی ہے اور ہر وقت ان کے خلاف چلاتی ہے اور انسان کو خود غرضی میں فائدہ دکھاتی ہے۔ ایسی لئے رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون بن کر بہتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر انسان کا ایک شیطان ہوتا ہے میرا بھی ہے مگر میں نے اس پر پورا قابو پایا ہے۔

اگر انسان کی روح کی تعلیم اور تربیت اسلام کے مطابق ہوتی ہے تو وہ طاقتور ہوتی ہے اور جسمانی خواہشات پر قابو پالیتی ہے اور انسان ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور فرشتہ صفت کہلاتا ہے۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گراما

برخلاف اس کے اگر انسان کی جسمانی خواہشات یعنی شیطانی وسوسے انسان پر قابو پا جائیں تو وہ ان کا مطیع اور فرمان بردار ہو جاتا ہے اور اس کی روح اروب میں آجاتی ہے۔ اگر ان خواہشات کو نڈرو کا جائے اور بے لگام چھوڑ دیا جائے تو آدمی کچھ عرصہ کے بعد اچھا خاصہ مجسمہ شیطان بن جاتا ہے اور اس کو اچھے بڑے کی تمیز باقی نہیں رہتی اور وہ انسانیت سے گر کر جانور سے بدتر ہو جاتا ہے۔

اس لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو اچھی طرح بیان کیا گیا

ہے تاکہ انسان پر اثر پڑے اور وہ ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کی تابعداری یعنی اسلام پر کار بند ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ان قوانین پر عمل کرنا جو قدرت کاملہ کے ظہور کے واسطے بنائے ہیں اسلام ہے اور ان قدرتی اصولوں کی خلاف ورزی شیطانی کام ہے۔

ان اصولوں پر کام کرنے سے جس طرف روح انسانی لیجانا چاہتی انسان ایک انسان کامل بن جاتا ہے۔ ورنہ گر کر جانور سے بدتر اس لئے ہو جاتا ہے چونکہ انسان کو عقل سلیم عطا ہوئی ہے جس سے جانور محروم ہے۔ اگر جانور بخیر برابھی کوئی برا کام کرے تو اتنا قصور وار نہیں جس قدر ایک انسان جس کو سمجھ بھی دی گئی ہے۔ اور روحانیت بھی عطا ہوئی ہے اور وہ برا کام کرے۔

انسانی سوسائٹی کے قوانین

انسان کو ایک سوسائٹی میں رہنے کے واسطے اور سب کو امن کی زندگی بسر کرنے کے واسطے قانون اور قواعد بنائے گئے ہیں جن سے کسی کی حق تلفی نہ ہو اور سب امن کی زندگی بسر کر سکیں یہی اسلام ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل درآمد کرے گا تو آدمی سب کی امن کی زندگی کا حامی ہوگا اور کوئی کام ایسا نہ کرے گا جو مخرب سوسائٹی ہو اور اس کو درہم برہم کرے بعض جانور تک جو سوسائٹی میں رہتے ہیں اپنے اصولوں پر عمل کرتے ہیں جو فدا انحراف کرے

اس کو سب مل کر سزا دیتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو قابضیں ہمیشہ ایک قطار بنا کر خاص طرح اڑتی ہیں جن سے ہوا بانوں نے سبق سیکھا ہے۔ رات کو جب کسی تالاب کے کنارے بسیر کرتی ہیں تو ان کے پیرہ دار سنٹری کھڑے ہوتے ہیں اور سب کی حفاظت کرتے ہیں اس سے فوجوں نے سبق حاصل کیا ہے۔ شہد کی مکھیاں ایک چھتے میں اپنی ملکہ کی تابعداری میں سب اپنا اپنا کلام جدا جدا کرتی ہیں۔ ان کی زندگی قابل غور ہے۔ انتہائی ایک چھتے میں امن سے رہتے ہیں۔ چونکہ ان کی برسات سے پہلے اپنی غذا دور دراز سے لا کر اپنے ایک گوشہ عافیت میں جمع کرتی ہیں اور ایک قطار دوڑ تک لگی رہتی ہے جس سے زمین پر نشان پڑ جاتا ہے۔ ہرن جنگل میں ٹولیوں میں رہتے ہیں اور سب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ ٹڈیاں ایک بڑے دل میں اڑتی ہیں۔ اسی طرح بہت سے جانوروں کی زندگی ہے۔ اگر ان پر غور کیا جائے تو وہ سوسائٹی میں رہ کر مشرب سوسائٹی نہیں ہوتے بلکہ ہر ایک دوسرے کے حقوق کی نگرانی کرتا ہے۔ انسان کے واسطے اسلام میں سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ وہ کسی کے حقوق کی پامالی نہ کرے اور ہر ایک کو امن و عافیت سے زندگی بسر کرنے دے۔ جب دوسروں کو امن سے رہنے دے گا تب ہی تو خود بھی اس کا مستحق ہوگا کہ اس کو آرام سے بسر کرنے دی جائے۔ ایک چور یا ڈاکو کو کیا جتی ہے کہ وہ یہ امید کرے کہ اس کے گھر چوری نہ ہو یا ڈاکہ نہ پڑے۔ جو کسی کے چہرہ بھونکے اور مال چھینے اس کو کیا جتی ہے کہ اس کے

چھرا نہ بھونکا جائے اور اس کا مال نہ چھینا جائے۔ جو دوسروں کی ماؤں بہنوں کو
چھیڑے اُسے کیا حق ہے کہ اس کے ساتھ ایسا نہ کیا جائے۔ غرض کہ ہر شخص جو دوسرے
کی حق تلفی کرتا ہے وہ سوسائٹی کو توڑنے کا بیج بوتا ہے اور سزا کا مستحق ہے

نماز و روزہ کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے نماز اور روزہ اس لئے فرض کئے ہیں کہ وہ انسان کو تقویٰ
سکھاتے ہیں اور اس کو مستحق بناتے ہیں تاکہ وہ کسی کی حق تلفی نہ کرے اور سب کو
آزادانہ زندگی امن کی بسر کرنے دے۔ کسی کے محل نہ ہو۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔

نماز میں ضروری چیز الحمد شریف کا پڑھنا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی جو تمام کائنات
کا پیدا کرنے والا۔ پالنے والا اور سب کو مار کر جلانے والا ہے تعریف کی جاتی ہے
اس کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہم تیرے سوا نہ کسی اور کی تابداری کرتے ہیں اور
نہ کسی اور سے کوئی مدد مانگتے ہیں۔ اس کے بعد یہ دعا مانگی جاتی ہے کہ ہم کو اس
سیدھے سچے راستے یعنی طریقہ پر چلا جس پر وہ لوگ چلے تھے جن پر تونے
ایسا کرنے سے غضب نازل کیا یا جو گمراہ تھے۔

اس سے انسان اپنے آپ کو خود اچھا بنانے کی خواہش کرتا ہے اور کوشش
کرتا ہے کہ وہ ان جیسا ہو جائے جن پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوئیں اور ان

جیسا نہ ہو جائے جن پر غضب نازل ہوا چونکہ وہ جان بوجہ کر غلط کاموں کے مرتکب ہوئے یا جو راستہ بھول گئے تھے اس وجہ سے منجھار میں پھنس گئے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں جو خداوندی احکام کے مطابق کام کرتے ہیں۔ سو سائٹی کو درہم برہم نہیں کرتے اور اس راستہ پر چلتے ہیں جدھر کو ان کی روحانیت لے جاتی ہے یعنی اللہ کی پیادہ ہر شے سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ بھی تو اسی خدا کی پیادہ ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ یتیموں، غریبوں، بوڑھوں، معذوروں، بیماروں کی مدد کرتے ہیں۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ہر ایک کو نیک صلاح دیتے ہیں۔ کسی سے بغض و عناد نہیں رکھتے۔ کسی کی غیبت نہیں کرتے۔ کسی کا مال ناجائز طرح پر نہیں لیتے کسی کو دھوکا یا فریب نہیں دیتے۔ کسی کا دل نہیں دکھاتے بلکہ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہو جاتے ہیں۔ کبھی غصہ کی حالت میں آپے سے باہر نہیں ہو جاتے۔ غصہ کو ضبط کرتے ہیں۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا جسے عیش میں یا دشمنی رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا اپنے جسم کے ہر عضو کا جائز استعمال کرتے ہیں اور اپنی عقل اور علم سے دنیا کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

مخلاف اس کے ان لوگوں پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے جو اپنی عقل کو جسمانی خواہشات کے تابع کر دیتے ہیں اور اپنی خواہشات کو ہر جائز و ناجائز طریقہ

سے حاصل کرنے میں اپنی عقل اور گوشش صرف کرتے ہیں۔ اپنے جسمانی اعضاء
 خلاف قانون فطرت کام لیتے ہیں۔ جو دوسروں سے حسد رکھتے ہیں کسی کی بھلائی سے
 خوش نہیں ہوتے بغض و عناد رکھتے ہیں۔ ہر برا کام کر کے خوش ہوتے ہیں۔ دوسروں کی
 تکلیف سے ان کو خوشی ہوتی ہے۔ دوسروں کی غیبت اور برائی کرنا ان کا شیوہ
 ہوتا ہے۔ آپس میں لڑائی کرنا ان کی عادت ہوتی ہے چغلی کرنا۔ گالی دینا۔ چوری کرنا۔
 قتل کرنا۔ ڈاکہ ڈالنا۔ غبن کرنا۔ دھوکا دینا۔ مال مارنا۔ جو اٹھیلنا۔ شراب پینا۔ فحش کام
 کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ اور ہر قسم کے گناہ کرنا۔ ان کی فطرت میں شامل ہو جاتے
 ہیں اس وجہ سے ان کو بُرے کام کو بڑا سمجھنے کا احساس ہی نہیں ہوتا اور اچھے
 بُرے کی تمیز ان سے جاتی رہتی ہے۔ ایسے لوگ دنیا کے عارضی فائدہ کو نفع سمجھتے
 ہیں۔ سوسائٹی کی امن کی زندگی میں خلل انداز ہوتے ہیں اور اپنی غلیظ اور گندہ
 عادات کو سوسائٹی میں پھیلاتے ہیں جس سے ساری سوسائٹی غلیظ اور گندہ بن
 جاتی ہے اور نتیجہ میں نہ استخاد و محبت باقی رہتی ہے۔ نہ بے حیائی کے کام شروع
 آخر کار یہ سب سوسائٹی تباہ اور برباد ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری سوسائٹی
 لے لیتی ہے جس کا کیرکٹر مضبوط ہوتا ہے اور جو خداوندی احکام کی پابند ہوتی ہے
 بُری عادات والی سوسائٹی محکوم اور غلام ہو جاتی ہے۔ ظاہری اور عارضی فائدے
 جو ایک بے ایمان آدمی خداوندی احکام کو توڑ کر حاصل کرتا ہے تھوڑے عرصہ بعد
 نقصان میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اس کو بچھٹانا پڑتا ہے۔ کہاں ہیں فرعون بنو

زار روس۔ ہٹلر میسولینی اور چنگیز خاں۔ کہاں ہیں سکندر اور دارا۔ کہاں ہیں
 قوم عاد و ثمود و قوم لوط۔ کہاں گئیں جموں کی شیخیاں، ٹرکی کی بڑی سلطنت
 ٹکڑے ٹکڑے ہوئی۔ انگلستان کی وہ سلطنت جس میں چوبیس گھنٹہ سورج غروب
 نہیں ہوتا تھا اور سورج کی روشنی اس سلطنت کے کسی نہ کسی حصہ میں موجود
 رہتی تھی اب زوال پر آگئی۔ برما نکل گیا۔ ہندوستان نکل گیا۔ پاکستان نکل
 گیا۔ مصر سے اور سوڈان سے حکومت ختم ہوئی۔ جنوبی افریقہ میں اقتدار ختم ہو گیا
 تھوڑے عرصہ میں معمولی سلطنت رہ جائے گی۔ ہندوستان میں رات کو بارہ
 بجے تک انگریزی حکومت تھی اور بارہ کا گھنٹہ بجاتے ہی حکومت ختم ہو گئی۔
 جب تک انگریز انصاف پر قائم تھے اور ہر بچہ کو انصاف کی تعلیم دیتا تھا
 تھی وہ دنیا پر چھائے ہوئے تھے لیکن جب ان میں خود غرضی۔ نا انسانی۔ نا ہار
 اور ظلم بڑھ گیا ان کا خاتمہ شروع ہو گیا۔ امریکہ کی مدد سے دوبارہ سائنس لینے
 کی کوشش ہوئی ہے مسلمانوں نے اسلامی اصولوں کو خیر آباد کہہ دیا ان کے مذہبی
 علماء نے ان کو سیدھی راہ پر لے جانے کی بجائے غلط راہوں پر ڈالا۔ تعلیم
 جدیدہ سائنس۔ فلاسفی۔ جغرافیہ وغیرہ کی تعلیم سے روکتے رہے جس کی وجہ
 سے مسلمان دوسری قوموں سے ہر جہت ترقی میں پیچھے رہ گئے اور دوسروں سے
 ہر کام میں دست نگر ہو گئے حالانکہ رسول اللہ کی ہدایت تھی کہ علم کو حاصل کرنے
 اگر عین بھی جانا پڑے تو جاؤ۔ یعنی دنیا کے کسی کونہ پر جانا ہو جاؤ۔ قرآن پاک،

کی ہدایت کے بالکل خلاف کہ آپس میں تفرقہ نہ ڈالو خود بھی لڑتے رہے اور ایک
 دوسرے کو برا کہتے رہے لیکن ساتھ میں جاہل یا کم تعلیم یافتہ طبقہ کو اپنا اپنا
 گرویدہ بنا کر لڑاتے رہے اور قوم میں پھوٹ ڈال کر بکھرتی کے ٹکڑے ٹکڑے
 کر ڈالے۔ خلاف احکامات شرعی پیشہ در و اعظ و مولود خواں بن گئے اور مذہبی
 باتیں بتانے کا معاوضہ لینے لگے۔ زمیندار ظالم ہو گئے۔ سود پر سودیہ لے کر فرقہ
 واپس دینا کھول گئے۔ طالب علم صرف امتحان پاس کرنا کافی سمجھنے لگے۔ محنت
 سے علم کو علم کی غرض سے حاصل کرنا یا دوسری قوموں سے مقابلہ کرنا چھوڑ دیا۔
 عیش اور فضول خرچی کی زندگی کو اور اپنی حیثیت سے زیادہ بڑھا کر حیثیت دکھانا
 اپنا شیوہ بنا لیا۔ مسلمان کاریگروں اور دست کاروں نے جو دنیا میں ترقی
 کی تھی اس کو کھو بیٹھے۔ جادو۔ ٹونہ۔ تعویذ گندوں کا رواج ہوا۔ اور چالاک عابازوں
 نے نا سمجھ مسلمانوں میں اس کا اعتقاد پیدا کر کے ان کو لوٹا۔ حالانکہ نماز میں پانچوں
 وقت الحمد شریف پڑھتے تھے، مگر بغیر سمجھے۔ اور ان دعا ہادوں کے پھندوں
 میں آہاتے تھے۔ اقتصادی بہتر تھی ہیں مسلمان اپنی ان حرکات سے پیچھے رہ گئے
 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن پاک میں بار بار پرانی قوموں کی مثالیں دے کر
 بتایا ہے کہ ان پر غضب کن کن وجوہات سے نازل ہوا۔ اور مسلمانوں کو بھی
 بتا دیا گیا ہے کہ اگر وہ قرآن پاک کے خلاف چلیں گے تو ان پر بھی غضب
 نازل ہوگا۔ مگر مسلمان قرآن کی تعلیم سے بے بہرہ ہو گئے ان کے پیشواؤں نے

سرف ظاہری نماز اور روزہ کی تلقین کو کافی سمجھا اسلام کی روحانیت کو
یودیوں کے مذہبی پیشواؤں کی طرح بلائے طاق رکھ دیا اور خود فروعات پر
رکھ دینا کو تماشہ دکھاتے رہے۔ اس سے مسلمانوں کی سلطنت جو مراثی سے
لے کر چین تک پھیلی ہوئی تھی سب ختم ہو گئی۔ ۱۹۴۷ء لغایت ۱۹۴۷ء
یک خوبی ہندوستان کے مسلمانوں میں آگئی تھی۔ وہ بہت کثرت سے اپنے
مذہبی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر ایک پولیٹیکل جماعت مسلم لیگ میں شامل
ہو گئے تھے اور اس تھوڑے سے عرصہ میں انھوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ اگر مسلمان
فروعات کو بھلا کر ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں تو کیا کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ پاکستان
مسلمانوں کی یکجہتی کا نتیجہ ہے جس نے دنیا کے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اور
ہر جگہ کے مسلمان اپنی آزادی کے جویاں ہو گئے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک ہی ہے

اُبھرے گا یہ اتنا ہی جتنا کہ دبا دیں گے

اگرچہ وہ پاکستان ہم کو نہ ملا جو ملنا چاہیے تھا لیکن یہ بعض مسلمانوں کی
غلامی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ جو اب بچتا رہے ہیں اس کی زیادہ تفصیل کی اس
مذہبی کتاب میں ضرورت نہیں لیکن مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ
نے دوسری قوموں کے زوال کی مثالیں اسی لئے قرآن پاک میں بتائی ہیں تاکہ وہ
سابق حاصل کریں اور ان قوموں کے سے کام نہ کریں جن پر غضب نازل ہوا اور

ہر علم کو حاصل کرنا جس سے ترقی ہو اپنا عین فرض بنائیں۔ اللہ تعالیٰ جو کائنات
 کا پیدا کرنے والا ہے اور کلام مجید میں اپنی بنائی ہوئی چیزوں کی طرف توجہ دلانا ہے
 وہ کس طرح ان علوم کے سیکھنے کے خلاف ہو سکتا ہے۔ جو شخص ایسا کہے وہ اسلام
 سے واقف نہیں۔ اگر مسلمان اسلامی امور کو چھوڑ دیں گے تو ان کو بھی اسی طرح
 سزا ملے گی۔ جیسے دوسری قوموں کو مل چکی ہے۔ پاکستان میں ان کو ان تکلیفوں اور
 مصیبتوں کو نہیں بھولنا چاہیے جو ستمبر ۱۹۴۷ء اور اس کے بعد کئی سال تک
 پڑی تھیں۔ ان عادات کو جو انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں مسلمانوں نے
 اسلام کے خلاف اختیار کر لی تھیں ان کی وجہ سے غضب الہی نازل ہوا تھا اور
 بہت مسلمان مصیبتیں بھگت کر ڈلت اٹھا کر وطن چھوڑ کر بھاگ آئے۔ یہ نہ
 بھولنا چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا غضب تھا جس کا یہ نمونہ دکھایا گیا تھا۔ لہذا
 جب نماز میں الحمد شریف پڑھی جائے تو وہ تمام منظر اللہ کے غضب کا سامنے
 آجائے اور انسان کو ان کاموں سے بچنا چاہیے جن کا نتیجہ یہ ہے سر و سامانی
 سے بھاگنا ہو۔

نماز سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے

نماز کو بغیر سمجھے پڑھنے سے نہ روحانیت حاصل ہوتی ہے نہ نماز کا
 مقصد پورا ہوتا ہے۔ اگر بغیر سمجھے نماز پڑھی جائے تو نماز پڑھنے والے کو یہی

نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور جو خدا تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے اس کی
 تعمیل اس وجہ سے نہیں کر سکتا چونکہ وہ یہی نہیں جانتا کہ اُس نے کیا وعدہ کیا
 ہے۔ کیا اعلان کیا ہے کیا وعامانگی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز انسان
 کو تقویٰ سکھاتی ہے۔ لیکن اگر بغیر سمجھے پڑھی جائے تو وہ اعلیٰ پیمانہ کی باتیں سمجھ
 نماز میں ہیں وہ انسان کے کیرکٹر پر کوئی اثر نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے: - لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا
 مَا تَقُولُونَ یعنی تم نماز کے قریب سُکر کی حالت میں نہ جاؤ یعنی جس
 وقت تمہارا دماغ نشہ یا کسی اور وجہ سے بے کار ہو جب تک کہ تم یہ
 نہ سمجھنے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اس دوسرے جملہ کو اول سے علیحدہ نہیں کیا
 جاسکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بے سمجھے نماز پڑھنے کی
 ممانعت کرتا ہے۔ نماز کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس دوسرے فقرے کو مستثنیٰ
 میں جب سے مسلمان آئے نظر انداز کیا گیا جس کے نتائج یہ ہوئے کہ مسلمانوں
 کے وہ اخلاق نہ رہے جو ہونے چاہئیں تھے نہ وہ دوسری قوموں کو مسلمان
 کر سکے اور اقلیت میں رہ گئے بغیر سمجھے نماز کو کس طرح عبادت کہا جاسکتا ہے
 اللہ تعالیٰ کے الفاظ بغیر سمجھے دہرانے سے کیا عبادت ہوئی۔ اگر ایک طوطا
 بغیر سمجھے اپنے مالک کے الفاظ دہرائے تو وہ کیا تعمیل حکم کرتا ہے۔ اگر کسی
 شخص کا ملازم بجائے تعمیل حکم کرنے کے آقا کے احکام کو بغیر سمجھے دہرائے جا

تو یہ عبادت نہیں ہوئی۔ اس کا تو یہ فرض ہے کہ جو اس سے کہا گیا ہے وہ کام کرے نہ کہ آقا کے لفظوں کو دہرائے جائے۔ نماز کا مقصد حاصل ہونا چاہیے نہ کہ سارا مطلب فوت کیا جائے۔ نماز اسی وقت نماز ہوتی ہے جب اس کو سمجھ کر پڑھا جائے۔

روزہ میں کیا ضروری ہے

اسی طرح جو روزہ تو رکھتے ہیں لیکن دن کو رات اور رات کو دن بناتے ہیں وہ روزہ کا مطلب ہی نہیں سمجھتے۔ روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ وہ انسان کو گناہوں کے کاموں سے بچا کر منقہ بنانا ہے۔ لہذا اصل مقصد تقویٰ ہے اور روزہ اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اگر انسان دن بھر اپنے معمولی کاموں کو نہ کرے اور پڑ کر سو جائے اور رات بھر جاگ کر ضرورت سے زیادہ کھائے تو اس کے کیرکٹر پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس طرح آدمی رسماً روزہ کو پورا کر کے خدا کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ اس کو جانتا چاہیے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ روزہ اسی وقت روزہ ہوتا ہے کہ حسب معمول تمام دنیوی کام انسان انجام دے اور روزہ کا خیال رکھتے ہوئے ہر کام میں ایماندار ہی کرے اور کوئی گناہ کا کام نہ کرے اس سے اس کی عادت سچائی اور ایماندار ہی کی ہو جائے گی۔ اللہ کو ہر وقت یاد رکھنے سے یہ مطلب ہے کہ دنیا کا ہر کام

ایمانداری سے کیا جائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سب کاموں کو دیکھتا ہے اس سے کوئی بات نہیں چھپائی جاسکتی جس طرح ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک یہ خیال رہتا ہے کہ اگر غلط کام کروں گا تو اگلے وقت کس منہ سے اللہ سے وہی باتیں کہوں گا جن کے برخلاف کام کیا ہے۔ اسی طرح روزہ میں انسان کو ہر وقت خیال رہتا ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کروں جس سے میرا روزہ ختم ہو جائے۔ غذا کم کھانا روزہ کا خاص جزو ہے تاکہ انسان کو بھوک محسوس ہو کر ان غریبوں کا خیال آئے جن کو ایک وقت کی خوراک بھی میسر نہیں آتی لیکن بعض لوگ مرغی غذا میں خلاف عادت کھانے لگتے ہیں اور رمضان کو بجائے ریاضت اور تقویٰ کے مہینے کے ایک تہوار کا مہینہ مناتے ہیں اسلام میں انسان کا کیرکٹر مضبوط بنایا جاتا ہے۔ انصاف اور ایمانداری کا بڑا ڈسکھا پایا جاتا ہے۔ آدمی کو جفاکش بنایا جاتا ہے اور اس کو تدریجی طور کی زندگی کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور اس کی بڑی عادت کو جو مصنوعی زندگی کی وجہ سے ہو جاتی ہیں چھڑایا جاتا ہے۔

حج بھی اس لئے ہے کہ وہاں پہنچ کر یہ یاد آجائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس طرح شیطان نے بہکانا چاہا، لیکن انہوں نے اس کو دھتکار دیا۔ حضرت ہاجرہ کا استقلال یاد آجائے۔ خانہ کعبہ کا بنانا اور حضرت ابراہیم کی دعاء یاد آجائے اور جس وقت احرام باندھ کر تمام حاجیوں کے ساتھ برہنہ سر ہو

میں غریب میں فرق نہ ہو تو اس کو یاد آجائے کہ اللہ کے یہاں ہمیں رو
 غریب میں کوئی فرق نہیں اور قیامت کے دن اسی طرح سب برابر اٹھائے
 جائیں گے۔ صرف فرق ہر ایک کے اعمال کا ہوگا۔

اسلام میں یہ اعتقاد بھی ضروری ہے کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ کوئی
 اٹھانے جائیں گے اور ان کے فعل کی جو یہاں کیا ہے بائیں طرف اور ہر چھ
 برسے کاوں کو دیکھا جائیگا۔ **فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا**
يَرَهُ وَمَنْ يَعْصِلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

دین اسلام

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے واسطے دین اسلام تجویز کیا ہے جیسا کہ
 وہ خود فرماتا ہے۔ **وَرَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا** یعنی
 ہر کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کرنا اور اس کی مرضی کو خوشی سے مانگنا و جہا
 منظور کرنا۔

انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو پہلے اس کے دل میں ایک خیال پیدا
 ہوتا ہے۔ پھر وہ اس خیال کے مطابق کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے پھر اسے شکل دینا
 ہے۔ جب تک آدمی کے خیال ہو اور ارادہ بھی ہو لیکن اس نے کوئی عملی قدم نہ
 اٹھایا ہو اس وقت تک اس کے ارادہ کا اظہار نہیں ہوتا تا تو نا کوئی شخص مجرم

نہیں جب تک کہ وہ جرم کا ارتکاب نہ کرے چونکہ جب تک کوئی فعل سرزد نہ ہو، کسی پر الزام نہیں لگایا جاسکتا لیکن مسلمان کو سورۃ الناس میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ وہ بُرے خیالات اور وسوسوں سے کبھی بچا رہے خواہ یہ وسوسے انسان کے دل میں خود پیدا ہوئے ہوں یا کسی اور شخص کے قول و فعل سے پیدا ہوئے ہوں۔ سب سے بڑا دشمن شیطان انسان کے ساتھ جو ہر وقت لگا رہے وہ اس کا جسم اور جسمانی خواہشات ہیں۔ اس لئے انسان کو اسلام میں یہ تلقین ہے کہ وہ بُرے خیالات کو ہی نہ آنے دے۔ جب خیالات نہ ہوں گے تو ارادہ بھی نہیں ہو سکتا اور جب کسی کام کا ارادہ نہ ہو تو اس کام کا ترکب بھی نہیں ہو سکتا۔ سورۃ الناس پڑھنے سے انسان بُرے خیالات سے بچا رہتا ہے۔

اے سلیم آب ز سر چشمہ بہ بند

کہ چو پر شد نتواں بستن جوئے

جس وقت چشمہ زمین سے برآمد ہو اس کو اگر اسی وقت بند نہ کیا جائے

تو جب وریا بن جائے گا اس وقت بند کرنا ممکن نہ ہوگا۔ خوب سمجھو کہ سورۃ الناس

ہر مسلمان کو پڑھنی چاہیئے۔ انسان کی جسمانی خواہشات اس کو خداوندی صفات

کے خلاف مائل کرتی ہیں اور وسوسوں کی حق تلفی سکھاتی ہیں لیکن اس کی روح

اس کو بُرے افعال سے روکتی ہے۔ لہذا روح کو مضبوط بنانا اور جسمانی خواہشات

کو دبانا اسلامی فعل ہے۔ ایک مجرم تو اس وجہ سے بچ سکتا ہے کہ اس کے خلاف

کافی شہادت نہیں ہے لیکن گنہگار اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نہ صرف انسان کے افعال کو دیکھتا ہے بلکہ وہ خیالات سے بھی واقف اور اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ اگر ہمارے ہاتھ کے پتھر کے اندر بھی ذرہ ہے وہ بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ جس طرح انسان کی آواز کی لہریں ہوا میں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس وقت تک سنائی دیتی ہیں جب تک وہ کان کے اندر پہنچ سکتی ہیں لیکن لہریں بڑی بڑی ہو جانے کے بعد کان کی زد سے بڑی ہو جاتی ہیں اور آواز سنائی نہیں دیتی۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ لہریں ختم ہو گئیں۔ نہیں وہ ہمیشہ قائم رہتی ہیں اور بڑی ہو جاتی ہیں اسی طرح انسان کا ہر فعل ایک ایسے پردہ پر منقش ہو جاتا ہے جو ہم کو ان آنکھوں سے نظر نہیں آتا جو ہماری ہیں۔ سینما فلم ایک ایسی مثال ہے جس سے سبق لینا چاہیے۔ جب کہ ایک انسان اپنے بنائے ہوئے فلم پر آدمی کی حرکات اور آواز اتار لیتا ہے۔ اور سب کو دکھاتا ہے۔ اسی طرح قدرتی طور پر فضا میں ایسا فلم پھیلا ہوا ہے جس پر ہر کام اور ہر بات کی تصویر کھینچ جاتی ہے۔ جس وقت انسانی روح جسم کے پتھر سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور ان حدود سے آزاد ہو جاتی ہے جو جسم نے قائم کر رکھی ہیں تو اس کو ہر چیز جو فضا میں ہے دکھائی دیتی ہے اور سنائی دیتی ہے۔ آنکھ کے ریٹینا اور کان کے پردے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حق تلفی

اس لئے اسلام میں کسی کی حق تلفی نہیں کرنی چاہیے چونکہ اس شخص کی روح بھی جس کی حق تلفی ہوئی آگاہ ہو جائے گی اور حق تلفی کرنے والے کو بچھتانا اور شرمندہ ہونا پڑے گا۔ حقوق میں ہر قسم کے حقوق شامل ہیں ماں باپ کے اولاد پر۔ اولاد کے ماں باپ پر۔ بہن بھائیوں کے ایک دوسرے پر۔ زن و شوہر کے ایک دوسرے پر۔ شہری ہونے کے لحاظ سے شہر والوں کے۔ ملک والوں کے۔ رشتہ داروں کے۔ غریبوں کے۔ حکومت کے۔ رعایا کے۔ پیدا کرنے والے کے۔ تمام مخلوق کے غیر منگہ ہر قسم کے حقوق شامل ہیں۔ اور کسی کی حق تلفی کسی قسم کی بھی ہو وہ سوسائٹی کے امن میں خلل انداز ہوتی ہے اور اسلام کے خلاف ہے جو لوگ ان اصولوں سے نہ تو واقف ہوتے ہیں نہ ان کو اس کا موقع ملتا ہے کہ وہ ان کو سمجھ سکیں ان کے واسطے یہ ضروری ہے کہ ایک طرز زندگی مقرر کر دیا جائے جس پر عمل درآمد کرنے سے بہت سی برائیوں سے بچے رہتے ہیں۔

اللہ کو سمجھنے والے

جو لوگ تعلیم پا کر سمجھ سکتے ہیں وہ ہر وقت اللہ کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں

اور وہ ہر بڑے فعل سے اللہ کی خوشنودی کے خیال سے بچے رہتے ہیں۔ ان کو نہ تو حکومت کا ڈر بڑے کام سے روکتا ہے نہ اللہ کی طرف سے سزا کا خیال بلکہ وہ ہر وقت اللہ کی خوشی کے جویاں ہوتے ہیں یہ اصل عبدیت ہے ان کے قلب صاف ہو جاتے ہیں اور کسی کو وہ نہ کسی قسم کی ایذا پہنچاتے ہیں نہ اس کا خیال ان کو آتا ہے۔ ان کو تو اللہ کی خوشنودی کے خیال سے ہی فرصت نہیں ہوتی۔ ہر شخص کو جو ان کے سامنے آجائے کوئی نہ کوئی فائدہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے اندر خداوندی صفات پیدا کرتے ہیں چونکہ ان کی روح صاف اور پاکیزہ ہوتی ہے اور جسمانی خواہشات پر وہ قابو پالیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب اپنی روح میں سے روح انسان میں پھونکے گی تو اس روح میں وہ تمام صفات ہونی چاہئیں جو اللہ میں ہیں۔ ہر بچہ معصوم پیدا ہوتا ہے لیکن بڑھ کر یا تو جسمانی ساخت کی وجہ سے یا بڑی صحبت کی وجہ سے اس میں بُرائیاں آجاتی ہیں، اور اس کی روح میں غلاطت پیدا ہوتی ہے اور جب تک وہ دور نہ ہو اللہ کا دیدار اس روح کو نہیں ہو سکتا۔ دیدار کے معنی ہیں کہ اس میں کبھی وہی صفات ہو جائیں تاکہ اللہ سے جدا نہ ہو جائے۔ ایک حوض میں سے ایک کٹورا پانی لیا جائے جس کا پانی بالکل صاف و شفاف ہے۔ اور پھر کٹورے میں تھوڑا رنگ کسی قسم کا ملا دیا جائے جس سے پانی رنگ دار ہو جائے۔ اس کٹورہ کے پانی کو جو حوض سے لیا تھا۔ اگر پھر حوض

کے پانی میں ڈال دیا جائے تو یہ رنگین پانی بہت عرصہ تک جدا معلوم ہو گا چونکہ اس میں وہ صفائی نہیں رہی جو حوض کے پانی میں تھی اور جب تک رنگ سب سے نہ بیٹھ جائے یہ حصہ پانی کا علیحدہ رہے گا۔ اسی طرح انسانی روح ان کاموں سے جو انسان خواہشات نفسانی کی وجہ سے کرتا ہے کثیف ہو جاتی ہے اور اس کو بہت عرصہ میں جا کر صفائی میسر ہوتی ہے اور وہ اللہ سے جدا ہونے کی وجہ سے تکلیف میں رہتی ہے۔ اگرچہ سارے آدمی اور ان کی روحیں اللہ ہی سے آئی ہیں۔ اور اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جاتی ہیں۔ **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** ہر روح کے علاوہ بھی ہر شے اللہ کے پاس سے آئی ہے اور وہیں لوٹ کر جائے گی۔ **وَلِلّٰهِ مَلَكُوتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا** وَاللّٰهُ الْمَصِیْرُ اس لئے جو شخص خداوندی احکام کے خلاف کرتا ہے وہ اپنے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ اگرچہ ظاہر اوہ دوسروں کو تکلیف یا نقصان پہنچاتا ہے مگر درحقیقت سب سے زیادہ نقصان وہ اپنے آپ کو پہنچاتا ہے۔

ہر شخص دنیا میں خواہ وہ ششہزارہ ہو یا اسی ہزارہ یا سترہ ہزارہ یا ایک ہی طرح نکلا آتا ہے خالی ہاتھ ہوتے ہیں اور جب دنیا چھوڑتا ہے تو خالی ہاتھ واپس جاتا ہے خواہ وہ سو سال زندہ رہے یا کم یا زیادہ جو کہ درحقیقت کائنات کو دیکھنے سے ایک بہت تلیل مدت معلوم ہوتی ہے۔ ہم دنیا کی

ایک گردش کو جو محور پر کرتی ہے ایک دن کہتے ہیں۔ اور سورج کے چاروں طرف کی گردش کی میعاد کو ایک سال کہتے ہیں لیکن دوسرے سیارے بہت زیادہ سال ہمارے سال کے لحاظ سے ایک گردش میں لیتے ہیں جو ان کا ایک سال ہوتا ہے۔ زحل سیارہ جس کو سنیچر بھی کہتے ہیں پینتیس سال میں سورج کے گرد ایک چکر لگاتا ہے اور پلوٹو سیارہ ایک سو چونتیس سال میں چکر لگاتا ہے۔ اس طرح ان کا سال ہمارے ۳۵ سال اور ۱۳ سال کے برابر ہوتا ہے۔ سورج اپنے محور پر اٹھارہ دن میں گھومتا ہے جیسے دنیا ۲۴ گھنٹے میں گھومتی ہے۔ اس سے انسان کو یہ اندازہ لگانا چاہیے کہ ہماری زندگی دوسری مخلوق کی نظر میں اتنی بھی نہیں جس قدر ہمارے نزدیک ایک بھنگے کی ہوتی۔ لہذا اس قبیل عرصہ کے واسطے کوئی نا انصافی یا دوسروں کی حق تلفی کرنا کہاں تک جائز اور عقل کا کام ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ ایک ماہ بعد مر جائے گا تو وہ اپنا سارا مہینہ اللہ سے توبہ کرتے اور دعائیں مانگتے گزار دے گا اور بڑا کام نہ کرے گا لیکن انسان یہ بھول جاتا ہے کہ ممکن ہے وہ ایک دن بھی زندہ نہ رہے اور موت اس کو پکڑ لے تو پھر یہ غفلت کا ہے کی ہے۔ اسلام یہی سکھاتا ہے کہ غافل نہ ہو اور ہر وقت موت کے لئے تیار رہو۔ ایسے کام کرو کہ چاہے کسی وقت موت ایک دم آجائے تم کو اپنے کاموں سے شرمندگی نہ ہو۔

اسلامی آزادی

اسلام میں ہر شخص کو مکمل آزادی اپنے افعال کی ہے لیکن یہ آزادی نہیں تسلیم کی گئی کہ دوسروں کے حقوق پامال کرو۔ اگر ہر شخص جو چاہے وہ بغیر روک ٹوک کے کرے تو ساری سوسائٹی کی زندگی ختم ہو جائے۔ جو زبردست طاقت ور ہے وہ دوسروں کا مال زبردستی چھین لے۔ کسی عورت کی آبرو سلامت نہ رہے۔ ساری ترقی فوراً ختم ہو جائے۔ اس لئے آزادی صرف وہ آزادی ہے جو دوسروں کے حقوق یا ان کی آزادی میں مداخلت نہ ہو۔ اسلام سکھاتا ہے کہ ہر شخص کو ہر وقت کام میں مشغول رہنا چاہیے۔ جو لوگ خالی بغیر کام کے بیٹھتے ہیں ان کو شیطانی دوسرے بڑے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں اور نفسانی خواہشات کے شکار ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ دوسروں کی آزادانہ زندگی میں مداخلت ہوتے ہیں ان کو اسلام میں غیبت گنہگار کہا جاتا ہے اور بعض گناہوں کو حرم بنا کر سزا دینے کا حکم ہے۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا۔ زانی مرد اور عورت کے سونو کوڑے لگانے کا۔ جو عورت پر بھوٹا الزام لگائے اس کے بھی کوڑے لگائے جانے کا حکم ہے۔ قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے۔ یہ سزائیں اس لئے مقرر ہیں کہ آدمی

جرموں سے بچیں اور دوسروں کو نقصان نہ پہنچائیں۔

ہر ملک میں حکومت نے قانون بنائے ہیں جن کے ذریعے اپنے ملک والوں کے حقوق کی وہ نگرانی کرتے ہیں۔ جب سے دنیا میں آدمیوں کی آبادی بڑھی اور وہ ایک سوسائٹی میں مل کر رہنے لگے۔ اسی وقت سے لوگوں کے تحفظ کے قانون اس جماعت نے بنائے۔ کچھ عرصہ بعد قواعد بنانے والے زیادہ طاقتور ہو گئے۔ اور جن کے لئے قانون و قواعد بنائے گئے وہ کمزور تھے اس لئے قانون بنانے والوں نے اپنی حفاظت زیادہ کی اور اپنے آپ کو زیادہ حقوق دیئے۔ مردوں نے حقوق کورٹ کو کم دیئے چونکہ یہ عورت پر اس کی قدرتی کمزوری کی وجہ سے حاوی تھے۔ اس کی ایک مثال منوجی کا قانون ہے۔ جو انھوں نے ہندوؤں کے لئے بنایا جس میں عورت کے حقوق کو پامال کر کے عورت کو ایک بیل اور گلے بھینس کی حیثیت میں ڈال دیا گیا۔

انگلستان میں چونکہ پہلے بادشاہ قانون بنانا تھا اور اب بھی اسی کی اجازت ہے اور اسی کے نام سے قانون بنتا ہے لہذا یہ مثل ہو گئی ہے کہ بادشاہ کوئی غلط کام نہیں کر سکتا۔ انگریزوں نے مشترکہ ہندوستان میں والیان ریاست کو یہ حقوق دے رکھے تھے کہ ان کے خلاف کوئی نالش دائر نہیں ہو سکتی تھی۔ چاہے وہ کسی کا مال مار لیں۔ کوئی چارہ جوئی ان کے خلاف نہ تھی اسلام میں سب افراد برابر ہیں اس لئے خدائے تعالیٰ نے اصول قانون برابری کے

بنادیئے شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں خواہ بادشاہ ہو یا حاکم یا خلیفہ غریب سے غریب آدمی اس کے خلاف ناشدہ دائرہ کر سکتا ہے اور قاضی یعنی جج اس کے نام سن جاری کر دیتا ہے اور اس کو عدالت میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ پاکستان میں بعض لوگ جو دیسی ریاستوں سے آئے تھے وہ انگریزوں کے دیئے ہوئے زیادہ حقوق کو یہاں بھی استعمال کرنا چاہتے تھے لیکن کچھ ہی دن ان کی عقل درست ہو گئی۔ اسلام کسی کی حق تلفی کی اجازت نہیں دیتا۔

اسلام میں سب برابر ہیں

اسلام میں سب مرد برابر ہیں۔ خواہ کوئی شخص عربی ہو یا عجمی۔ گورامہو یا کالا۔ نسل کی وجہ سے کوئی امت پیاز نہیں۔ اسی پر رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے خطبہ میں زور دیا تھا لیکن مسلمانوں نے مصنوعی تقسیم کر لی۔ سید شیخ مغل۔ پٹھان۔ سندھی۔ پنجابی۔ بنگالی بن گئے۔ یہ تقسیم اسلام کی اخوت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے آدمیوں کو ایک ہی آدمی سے پیدا کیا اور پہلے سب ایک امت تھے بعد کو جدا جدا مقامات پر رہائش اختیار کرنے سے جدا جدا امت ہو گئے۔ اس لئے انسان کو دوسرے انسان پر بوجہ قومیت یا مالیت کے کوئی فوقیت نہیں۔ اگر امتیاز ہے تو علم والے کو کم علم والے یا جاہل

پر۔ عقل والے کو کم عقل پر۔ بوڑھے کو جوان پر۔ مخیر کو کبچوس پر۔ عابد و زاہد
کو غیر مذہبی پر۔ اسلام قبول کرنے والے کو چاہیے کہ کسی شخص کو اس کی غربت
کی وجہ سے ذلیل نہ سمجھے۔

کاسۂ زہین ہو یا مٹی کا ہو ایک ڈھوہرا
تو نظر کر اس پر جو اس کے اندر ہو دھرا
عزت۔ ذلت۔ دولت۔ فقیر می وینا سب اللہ کے ہاتھ ہے
کوئی شاہ کوئی امیر ہے کوئی بے نواقیر ہے
جسے چاہا جیسا بنا دیا ترمی شان جل جلالہ

عزت و ذلت اللہ کے ہاتھ

وَتُحِزُّ مَنْ نَشَاءُ وَتُنزِلُ مَنْ نَشَاءُ بِإِذْنِكَ الْخَبِيرُ
إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں بہت قوموں کی مثال جن کو اس نے ان
کے غلط کاموں کی وجہ سے فنا کیا دی ہے۔ قوم نوح۔ قوم لوط۔ فرعون اور اس
کی قوم۔ قوم عاد۔ قوم ثمود۔ مدین میں رہنے والی قوم کی مثالوں سے یہ مطلب ہے
کہ سب لوگ اور خاص کر مسلمان ان سے عبرت حاصل کریں اور جو کام ان
لوگوں نے کئے تھے ان سے گریز کریں۔ اللہ تعالیٰ ان مثالوں سے یہ ظاہر

کرتا ہے کہ اسی کے ماتھ میں سب طاقت ہے جس کو چاہے عزت دے اور
 جس سے چاہے عزت چھین کر بے عزت کر دے۔ اگر نئی باتیں آجکل کی
 کوئی دیکھنا چاہے تو اس کی عبرت کے واسطے آجکل کی مثالیں بہت ہیں بغیر
 اس امر میں الجھے ہوئے کہ کس کا قصور تھا اور کس کا نہیں چونکہ ایسا کتنا ان
 ہستیوں کی بابت جن کا تذکرہ کیا جاتا ہے ایک مورخ کا کام ہے، نہ کہ
 ایک مذہبی کتاب لکھنے والے کا۔ یہاں تو صرف اس لئے یہ مثالیں لکھی جاتی
 ہیں چونکہ تازہ ثبوت اللہ تعالیٰ کی قوت کا ہے جو منٹ بھر میں روٹ بدل
 دیتا ہے اور کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے اور انسان کا زعم سب ختم ہو جاتا ہے۔
 خواجہ ناظم الدین صاحب نے گورنر جنرلی چھوڑ کر وزیر اعظم کے عہدہ کی باگ سنبھالی
 اور مسلم لیگ پاکستان کے صدر ہو گئے۔ ان کو پاکستان میں سبیاہ اور سفید
 کرنے کا حق ہو گیا۔ ان اختیارات سے دو صوبوں کے وزراء اعلیٰ یعنی مسٹر
 محمد ایوب کھوڑو وزیر اعلیٰ صوبہ سندھ اور مسٹر ممتاز محمد خاں دولت خانہ
 وزیر اعلیٰ صوبہ پنجاب کو ان کے عہدوں سے برطرف کر دیا۔ اور یہ لوگ اپنے
 درجے سے نیچے گرے۔ پھر خود خواجہ صاحب وزیر اعظم کے عہدہ سے اس وقت
 برخاست ہوئے جب سفر پر جانے کے لئے تیار تھے اور ان کو خیال دگان بھی
 نہ تھا کہ کوئی طاقت ان کو برخاست کر سکتی تھی۔ ان کے ساتھ بہت سے وزیر
 برخاست ہوئے جن میں سردار عبدالرب نشتر بھی تھے جو کہ کراچی میں بہت

ہر دلعزیز تھے۔ عبدالستار پیرزادہ بھی ان معتوب وزیروں میں تھے لیکن کچھ دن
 کے بعد وہ وزیر اعلیٰ سندھ کے مقرر کر دیئے گئے اور ایک دن دفعتاً معہ
 اپنے رفقاء وزیروں کے برخاست گئے اور مسٹر کھوڑو کے خلاف جو قیام
 تھے وہ منسوخ ہو کر وہ پھر وزیر اعلیٰ سندھ ہو گئے۔ مسٹر محمد علی ساکن لوگا
 مشرقی پاکستان جو امریکہ میں پاکستانی سفیر تھے اور ان کو مغربی پاکستان
 میں کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ ان کو گورنر جنرل مسٹر فلام محمد نے وزیر اعظم پاکستان
 خواجہ ناظم الدین صاحب کی جگہ مقرر کر دیا جس پر کراچی کے ایک شاعر نے
 نظم میں لکھ دیا اور خود محمد علی کو سنا دیا۔

قوت بازوئے جی، جی نے کیا کام ترا

تجھ کو معلوم ہے لیسا تھا کوئی نام ترا

عبدالقیوم خان صوبہ سرحد کی وزارت عظمیٰ چھوڑ کر مرکز میں مسٹر محمد علی کی

کابینہ میں شریک ہوئے اور ان کی جگہ پولیس سپرنٹنڈنٹ سردار عبدالرشید

پنشن لے کر وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے جو بالکل اپنی مثال خود تھی۔ اور ایسا کبھی نہ

ہوا تھا۔ عبدالقیوم خان کا کچھ دن مرکز میں اور سردار عبدالرشید کا سرحدی صوبہ

میں خوب دور دورہ رہا۔ دونوں دفعتاً کھوڑے عرصہ کے فرق سے برخاست

ہوئے اور ڈاکٹر خان صاحب جو ایک عرصہ دراز سے معتوبوں میں تھے اور غدار

پاکستان سمجھے جاتے تھے ایک دم مرکزی وزیر مقرر ہوئے اور کچھ دن کے

بعد وزیر اعلیٰ صوبہ مغربی پاکستان کے مقرر ہوئے جو کے تمام جدولوں اور ریاستوں کو ملا کر ایک بنایا گیا تھا اور اب وہ سب لوگ ڈاکٹر خالصہ کے مداح ہو گئے جو پہلے ان کو نام دھرتے تھے مگر غلام محمد نے کانسٹیبل کے اسمبلی کو نالائق قرار دے کر توڑ دیا اور نئی کانسٹیبل ٹیم اسمبلی یعنی دستور ساز اسمبلی فیڈرل کورٹ کے حکم سے بنی اور ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۵ء یہی توڑ پھوڑ ہوتی رہی اور وسط ۱۹۵۵ء میں مسٹر غلام محمد فوج میں بنا ہوا کو عہدہ گورنر جنرل سے علیحدہ ہوئے اور مسٹر محمد علی وزیر اعظم کے عہدہ سے علیحدہ ہوئے۔ ان تمام مثالوں سے جو حال کی ہیں ہر ایک کو عبرت حاصل ہونی چاہیے۔ اور خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے اور اگر کسی اچھے عہدہ پر پہنچے تو غرور نہ کرے کیونکہ غرور کا سر بنچا ہوتا ہے۔ انسان کو باوجود حاکم ہونے کے نہایت انکساری برتنی چاہیے جس طرح خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ اپنے آپ کو مسلمانوں کا خادم سمجھتے تھے نہ کہ ان سے اپنے کو بلند۔

ایک شخص کی جائز کمائی کو ناجائز طرح چھین لینا اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ یہ اللہ کی اس دی ہوئی آزادی کو پامال کرنا ہے جو اللہ نے اس آدمی کو اپنی کمائی کو اپنی خوشی کے موافق خرچ کرنے کے واسطے دی ہے! اللہ تعالیٰ بعض وقت تھوڑی سی دراز کر دیتا ہے اور بعض وقت فوراً سزا دیتا ہے۔ چونکہ وہ شدید العقاب ہے۔ جو اللہ پر ایمان لایا اس کے واسطے یہ کس طرح

موزوں ہے کہ وہ اللہ کے احکام کی نافرمانی کرے۔

جسمانی ساخت اور خصلتیں

بعض آدمیوں کی جسمانی ساخت میں خرابی ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے ان کی خصلتیں خراب ہوتی ہیں۔ ایک قیافہ شناس آدمی صورت دیکھ کر بتا سکتا کہ اس کی خلقت میں خود غرضی یا حسد یا لالچ یا بے رحمی یا غصہ یا سادگی یا دغا بازی یا جھوٹ یا شہوت کا غلبہ ہے۔ اگر ایسا آدمی ان بری خصلتوں کو بے لگام چھوڑ دیتا ہے تو غلبہ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور آدمی میں سانپ کی، یا بچھو کی یا سور کی یا کتے کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اپنی قوم اور ملک کے لئے سخت مضر ہوتا ہے اس سے ہر شخص کو نقصان پہنچتا ہے اور وہ نقصان پہنچا کر ہی خوش ہوتا ہے وہ سب کی امن کی زندگی کو خراب کرتا ہے اس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہ انسانیت سے گر جاتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو مذہبی تعلیم ملے تو اس کے جذبات کسی قدر رُکے رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے ایک شخص کی صورت دیکھ کر ہی یہ کہا جاتا ہے کہ فرشتہ صفت ہے اس کا چہرہ نورانی ہوتا ہے۔ اس کے چہرہ پر مسکراہٹ، اس کی آنکھوں میں محبت ہوتی ہے۔ رحم اور التفات اس کی عادت ہوتی ہے۔ ہر ایک سے محبت سے بولتا اور پیش آتا ہے۔ ہر دکھ والے کی امداد کرتا ہے۔ ہر ایک

مصیبت میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ دنیا اس سے محبت کرتی ہے اور اس کی تابعدار ہوتی ہے۔ وہ کسی سے نہ کچھ لیتا ہے نہ کوئی لالچ یا توقع رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص نذرانہ پیش کرے تو وہ لے کر غریب متحق لوگوں کو دے دیتا ہے اپنی حلال کی کمائی کھاتا ہے۔ کسی کو بھی دغا نہیں دیتا۔ یہ شخص اللہ کی صفات اپنے اندر اپنے نفس کو مار کر پیدا کرتا ہے۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گوارا

بعض فقرا خدا کی محبت میں اس قدر جذب ہو جاتے ہیں کہ وہ کبھی کوئی غلط کام تو کرتے ہی نہیں لیکن نماز بھی مستقل طور پر نہیں پڑھتے۔ وہ پانچ وقت کیا ہمہ وقت اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں مشغول رہتے ہیں انکا داغ نہ تو خوراک کی طرف جاتا ہے نہ لباس کی۔ جو مل گیا کھا لیا۔ اور نہ ڈھکنے کو پاک صاف کپڑا خواہ رکھتے ہی پیوند لگا ہو پہن لیا۔ وہ دنیا میں نہ تو کسی سے بُرائی رکھتے ہیں نہ کسی کا بُرا چاہتے ہیں، نہ خود کوئی برا فعل کرتے ہیں۔ خلق اللہ کی بھلائی چاہتے ہیں اور اس میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ کی یاد اور اس کی خوشنودی کا حصول ان کا ہر وقت کا کام ہوتا ہے۔ وہ خدا پر ہر کام میں بھروسہ رکھتے ہیں۔ چاہے کیسی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے وہ صابر و شاکر رہتے ہیں کیسی مشکل پیش آئے ان کے پائے استقلال کو کبھی لغزش نہیں آتی۔ یہ اللہ کے بندے اس دنیا کو قرآن پاک کی ہدایت کے مطابق ایک تماشہ گاہ

سمجھتے ہیں۔ چند روزہ زندگی کو عارضی اور سفری وقت تصور کرتے ہیں اس لئے دنیا کے لہو و لعب میں نہیں پڑتے مگر روزی ہمیشہ اکل حلال کی کھاتے ہیں۔ حرام کی روزی اسلام میں سخت ممنوع ہے۔ اس لئے ایسی روزی کے پاس نہیں جاتے۔ جو اپنی مشقت سے نمبیدگی ہو۔ اگر کوئی بغیر سوال کے کھلا دے تو وہ جائز سمجھتے ہیں۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی روزی کے واسطے مشقت کرتے تھے اور پچھٹے پیوند لگے کپڑوں کو پہننا برا نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ لباس پر فضول خرچی کو فضول خرچی سمجھتے تھے اس لئے یہ برگزیدہ ہستیاں ان کاموں میں عار نہیں سمجھتیں۔

اسلام اور تارک دنیا

اسلام میں تارک دنیا ہو کر جنگل یا پہاڑ کی کھو میں جا بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ خود نہ کبھی غافل ہوتا ہے نہ اس کو نیند یا اونگھ آتی ہے بلکہ ہمہ وقت مستعد ہے۔ اور کائنات کو قائم کئے ہوئے ہے۔ اللہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ج اور اس کو قائم رکھنے میں تھکتا نہیں پس انسان کے لئے اسلام میں یہ کسی طرح جائز نہیں کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں اور جسم کو معطل کر دے۔ بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ تمام کائنات کو قائم

گئے ہوئے ہے اور کائنات میں ہر چھوٹے سے چھوٹے جرم یا ذرہ کا اوکل کو
 خیال ہے۔ اسی طرح انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے متعلقین سے کبھی غافل نہ
 ہو۔ اُن کے دکھ درد میں شامل ہو۔ ان کی بہبود کے لئے ہر وقت مستعد رہے
 یہ طریقہ اسلام کا ہے کہ خلق اللہ کی خدمت میں وقت صرف کرے چونکہ یہ کبھی
 اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک ہے۔ جو شخص دنیا سے علیحدہ ہو کر گناہوں
 سے بچنا چاہتا ہے، اس کا کیرکٹر مضبوط نہیں ہوتا چونکہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ
 جب وہ دنیا داروں میں بیٹھے اور شیطان اس کی جسمانی خواہشات کو بھڑکا
 تو وہ بچار ہے گایا نہیں۔ ممکن ہے وہ کمزوری طبع کی وجہ سے پھنس جائے۔
 اس لئے اسلام بتاتا ہے کہ دنیا کے تمام کام دنیا داروں میں رہ کر کرو مگر ہر بڑے
 کام سے بچے رہو اور تمہاری طبیعت تم کو کتنا ہی لالچ بڑے کام کے لئے دے
 یعنی جس سے کسی کی کسی قسم کی حق تلفی ہوتی ہو۔ تم اپنی طبیعت کو جھڑک دو اور
 لالچ میں اگر اس پرند کی طرح جو پھٹک میں پھنس جاتا ہے یا بھلی کی طرح جو چنگے
 کی وجہ سے کانٹے میں پھنس جاتی ہے نہ پھنسو۔ ہر دشواری کام میں حصہ لو اور جو
 بڑا کام کرتے کسی شخص کو دیکھو اس کام سے متنفر ہو جاؤ نہ کہ خود کرنے لگو۔ اور یہ
 نہ سمجھو کہ چونکہ ساری دنیا ایسا کر رہی ہے ہم کیوں نہ کریں۔ آگ میں سے نکلو اور
 تمہارے آنچل کو لو نہ لگے۔ لقمان سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تو نے یہ عقل
 کہاں سے سیکھی اس نے کہا بے وقوفوں سے۔ جس کسی کو بے وقوفی کا کام

کرتے دیکھا اس کام سے میں پرہیز کرنے لگا۔ چونکہ مجھ کو اس کا کام برا لگا۔ اگر میں
 بھی شہی کروں گا۔ تو دوسرے لوگوں کو میرا کام برا لگے گا اور وہ مجھ کو بوقوف
 سمجھیں گے۔ اسی طرح اسلام سکھانا ہے کہ تم دوسروں سے برائی نہ سیکھو بلکہ
 دوسروں کی برائی دیکھو تو اس برائی کو خود بھی نہ کرو۔ اس سے تمہارا کیر کٹر مضبوط
 ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو سگریٹ پینے دیکھو اور اس کے منہ کی بدبو تم کو بری معلوم
 ہو تو پھر تمہارا دل کیسے گوارا کرے گا کہ تم بھی سگریٹ پینے لگو۔ لیکن اگر تمہارا
 کیر کٹر کمزور ہے اور تم بہت جلدی سے دوسروں کے اثر میں آجاتے ہو تو
 بے شک دوستوں کے ہکائے میں آ جاؤ گے۔ اور سگریٹ پینے لگو گے۔
 رسول اللہ ﷺ کو جب اہل قریش نے آکر لایچ دیا اور کہا کہ اشاعتِ اسلام
 سے باز آ جاؤ اور ان کے چچا ابوطالب نے بھی اشارہ کیا۔ اس پر رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے
 میں چاند بھی دیں تو بھی میں تبلیغِ اسلام سے باز نہ آؤں گا۔ اس سے کیر کٹر
 کی مضبوطی معلوم ہوتی ہے۔ انسان کے کیر کٹر کی مضبوطی کا اظہار اسی وقت
 ہوتا ہے جب اس کو لایچ اور ترغیب دی جائے اور وہ ٹھکرا دے۔ اہل نگہ
 نے رسول اللہ ﷺ پر کیا کیا زیادتیاں کیں اور تکلیف پہنچائی۔ سارے خاندان
 کا بائیکاٹ عرصہ تک کیا۔ ختنے کہ قتل کرنے پر تیار ہو گئے مگر رسول اللہ ﷺ
 اپنے نیک اور مصمم ارادہ سے نہیں پھرے اور ہمتِ مردانہ سے ہر مشکل کا

مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے فتح دی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا
 صَیِّنًا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے ملک والوں کی بت پرستی سے
 متنفر ہوئے اور بت پرستی چھوڑ دی۔ اور جب مجبور کئے گئے تو وطن
 سے ہجرت کر گئے۔ اس لئے تارک الدنیا ہونا اسلام میں نہیں سکھایا گیا بلکہ
 یہ سکھایا گیا ہے کہ دنیا کے سب کام کرو۔ مگر اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے سامنے
 موجود سمجھو اور کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرو۔

رسول اللہ اور خلفائے راشدین کی نماز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ دیر تک کھڑے رہ کر عبادت کرتے
 تھے۔ اس کی وجہ سے سورۃ منزل نازل ہوئی جو ہر اسلام لانے والے کے لئے
 ہدایت ہے۔ خلفائے راشدین و اصحابہ کو ام نماز کو خوب سمجھ کر اور دل لگا
 کر پڑھتے تھے اور جب الحمد شریف اور دوسری آیتیں کلام مجید کی پڑھتے
 تھے تو ان کا یہ تصور ہوتا تھا کہ وہ خدا کے سامنے کھڑے ہوئے اس سے
 عرض کر رہے ہیں اور رکوع اور سجود میں بھی خدا کا تحویل ہوتا تھا۔ اور جھک کر
 اور سجد سے میں گر کر اسی کے سامنے اس کی بڑائی کرتے تھے۔ اس سے ان کی
 روحانیت بہت بلند ہو گئی تھی۔ اور وہ ہر بڑے کام سے اور حق تلفی سے
 پرہیز کرتے تھے۔ ان کے سامنے دنیوی دولت اور اپنی اور اپنے بچوں کی جان

کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ ان کے لئے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہی سبب کچھ تھا۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بال بچہ دار تھے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش اپنی محنت کی کمائی سے کرتے تھے۔ اور دنیا دار آدمیوں میں رہ کر ان کو سچائی اور ایمانداری کی زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ لہذا تارک الدنیا ہو کر بیٹھنے سے انسان ان اعلیٰ کاموں سے محروم ہو جاتا ہے جو دوسروں کو ہدایت کرنے کے ہوتے ہیں اور دنیا کو قائدہ پہنچانے کے۔

کائنات کی طرف قرآن پاک توجہ دلاتا ہے

قرآن پاک میں قدرت خدا اور کائنات کی ساخت کی طرف توجہ کیا گیا ہے اور خدا کے پہنچانے کے واسطے اور اس کی اصل عبادت کرنے کے واسطے کائنات کا مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ لہذا وہ علوم سیکھنا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا پورا علم ہو۔ اسلام میں نہایت ضروری ہے اس علم کو سائنس کہتے ہیں۔ اس کے بہت سے صیغے ہیں۔ کیمیا کا علم۔ طبیعیات کا علم۔ قوتوں کے استعمال کا علم جس کو مکینکس کہتے ہیں۔ بجلی کی قوت کا اور مقناطیس کی قوت کا علم۔ فلکیات کا علم۔ علم ہندسہ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ان کے سیکھنے کی ترغیب قرآن پاک کی آیتوں سے ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

سمجھنے والا مشاہدات سے اللہ کو سمجھ سکتا ہے۔ بعض ناواقبت اندیش لوگوں
 نے ان علوم کے خلاف پوری جدوجہد کی۔ چونکہ وہ خود ان علوم سے بے بہرہ
 تھے اس لئے جاہل اور کم تعلیم یافتہ لوگوں کو ان علوم کے خلاف کھڑا کر مسلمانوں
 کو ایک پست قوم بنا دیا۔ رسول اللہ نے اور ان کے اصحاب نے تمام دنیا کے
 آدمیوں میں مسلمانوں کو صوب سے آگے بڑھا دیا تھا اور سو سال کے اندر
 اندر مغرب سے مشرق تک اسپین سے چین کے مشرق بعید کوڑ تک مسلمان
 پھیل گئے تھے اور تمام سائینس کے موجد خود مسلمان تھے مگر ان ناواقبت اندیشوں
 نے مذہب کو غلط رنگ میں پیش کر کے مسلمانوں کے عروج کو زوال میں تبدیل
 کر دیا۔ حکومت کو محکومی میں تبدیل کر دیا۔ یہ باتیں انہوں نے عیسائیوں کے
 پادریوں سے سیکھیں جو ہر قسم کے علوم کے خلاف تھے اور آدمیوں کو زندہ
 جلوا دیتے تھے لیکن عیسائی قوموں نے مسلمانوں سے اسلام کا سبق سیکھا،
 اور پادریوں سے اپنی آزادی حاصل کر کے دنیا میں صنعت و حرفت میں
 ترقی کر کے دنیا پر چھا گئے۔ ہمارے یہاں دقیانوسی خیال کے آدمی اپنی لکیر
 کے فقیر بنے رہے اور ہر قسم کی ترقی کے سامنے دیوار سنگین بن گئے۔ اسلام
 کی ہدایتوں پر عمل کر کے یورپ، امریکہ اور روس نے بے شمار ترقی کی۔ اور
 مسلمان اسلام کو چھوڑ کر اور غلط باتوں کو اسلام سمجھ کر علوم سے بے بہرہ ہو گئے
 اور دوسروں کے دست بگڑ کر ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر ناپسنے لگے۔

اسلام یہ ہے کہ ہر قسم کا علم حاصل کرو اور اس علم سے تم کو خدا کی قوت کا اندازہ
 خود ہو جائے گا اور ان اصولوں کو سمجھنے لگو گے جن اصولوں سے اللہ تعالیٰ نے
 کل کائنات کو بنایا۔ قرآن پاک میں انسان کی تخلیق کے بھی سارے درجے دیئے
 گئے ہیں۔ ان سے ہدایت ہے کہ تم علم طب سیکھو۔ دو سازی اور وواڈل کی جانت
 سیکھو جو تمہارے کام آئیں۔ اسی سے علم کیمیا جس کو کیمسٹری انگریزی زبان
 میں کہتے ہیں نکلا ہے۔ ان نادانوں کی باتوں کو اسلام نہ سمجھا جائے جو علم حاصل
 کرنے سے روکیں۔ ایسے رہبر نادان ہیں اور انہی کو اللہ شریف کے آخر میں
 والضالین۔ یعنی گمراہ کہا گیا ہے۔ بغیر علم کے اللہ کو اور اس کے احکام کو نہیں
 سمجھا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی کائنات دیکھنے سے انسان اللہ کے احکام
 کو سمجھ سکتا ہے۔

اسلام میں قومی اتحاد و ضروری

اسلام میں یہ ضروری ہے کہ سب مسلمان آپس میں متحد رہیں اور فروعات
 پر نہ لڑیں اور نہ جھگڑیں۔ عیسائی قوم میں بہت فرقے تھے اور وہ آپس میں
 ایک دوسرے کے سخت مخالف تھے۔ اور ایک دوسرے کو مارتے اور
 جلا دیتے تھے۔ اس مقام پر قبضہ کرنا ہر فرقہ عیسائیوں کا چاہتا تھا جس مقام
 پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینا عیسائی اپنے اعتقاد کے موافق

سمجھتے تھے۔ اور اُس پتھر پر روشنی کرنا ہر فرقہ اپنا حق سمجھتا تھا جس پتھر پر سولی
 کے بعد حضرت عیسیٰ کے جسم کو رکھا جانا عیسائی سمجھتے تھے مسلمانوں نے ان کا
 تصفیہ کیا اور لڑنے سے روکا۔ ۱۹۳۳ء تک راقم الحروف نے بیت المقدس
 میں دیکھا کہ ایک عرب لمبی سی بید لے بیٹھا رہتا تھا اور مختلف فرقوں کے پادریوں
 کو لڑنے سے اُس بید سے روکتا تھا۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی فرقہ بندیوں
 کو اسلام میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ہدایت
 کے واسطے سورہ آل عمران کی وہ آیت نازل کی۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
 تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ط
 وَأَنْعَكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ؕ اسے مسلمانوں نے ان جیسے نہ ہو جاؤ
 جیسے وہ اہل کتاب ہیں جو باوجود ان کے پاس صاف صاف نشانیوں (دلائل) نہیں
 آنے کے آپس میں اختلاف رکھتے ہیں اور منقسم ہیں۔ ان کے واسطے بڑا عذاب
 مقرر ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس پر عمل نہ کرنا اسلام سے انحراف
 ہے اس کے علاوہ رسول اللہ کی آخری وصیت ہے جو حجۃ الوداع کے موقع
 پر اپنے خطبہ میں جملہ موجود مسلمانوں کو دی اور یہ فرمایا، کہ جو لوگ موجود ہیں وہ ان
 لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں یہ پیغام پہنچا دو۔ انقباس مندرجہ ذیل ہے۔

ایک مسلمان کا خون، مال اور آبرو دوسرے مسلمان کے واسطے حرام ہے۔
 دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

نہ عربی کو عجمی پر نہ عجمی کو عربی پر فضیلت سے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
 تمہارے کسی بھائی کی چیز تمہارے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب
 تک وہ رضا مندی سے نہ بخشے۔ دیکھو نا الصافی نہ کرتا۔

میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جانا ہوں جس کو اگر تم مضبوط کر لو گے
 تو میرے بعد بھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ قرآن ہے۔

عمل میں غلوں مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور جماعت میں اتحاد و یقین
 بائیں ایسی ہیں جو سینہ کو پاک رکھتی ہیں۔

حکم خدا اور ہدایت رسول مندرجہ بالا پر جس وقت تک مسلمانوں نے
 عمل کیا ان کا سیلاب کسی سے نہ رکتا تھا اور دو بڑی قوتوں کا دنیا میں خاتمہ
 کر دیا۔ رومی سلطنت اور ایرانی سلطنت جن کی دنیا بھر میں سب سے بڑی قوت تھی
 مسلمانوں کے مقابلہ میں پاش پاش ہو گئیں۔ شام۔ فلسطین۔ مصر۔ عراق۔ ایران
 کر دستان علاوہ کل جزیرۃ العرب کے مسلمانوں کی سلطنت میں بارہ سال کے
 اندر داخل ہو گئے لیکن سازشی یہودی عبداللہ بن سبا نے مسلمانوں کے عروج کو ختم
 کرنے کی یہ تدبیر سوچی کہ ظاہر مسلمان بنے اور ان میں بھوٹ ڈالے اور منقسم کر دے اس میں
 وہ کامیاب ہو گیا اور حضرت عثمان کو نہایت سیرجی سے مکان کا محاصرہ کر نیکی بعد اور پانی
 بند کر نیکی بعد جبکہ وہ تلاوت قرآن کر رہے تھے قتل کرایا گیا یہ اس متبرک ہینہ میں ہوا جبکہ
 سورج کے رواج کے مطابق ہر قسم کی لڑائی بند کی جاتی تھی اور بہت اہل درمنہج کے واسطے

کہ معتقد گئے ہوئے تھے۔ پھر دو لڑائیوں میں یعنی جنگ جمل میں اور جنگ صفین میں ایک لاکھ
 کے قریب مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے اس میں ہونے والی جو کل یورپ کو فتح کرنے کے لئے
 کافی تھی پھر حضرت علیؑ کو مہم شہید کئے گئے غازیوں نے علیؑ کو فرقہ بنایا۔ پھر حضرت امام
 حسینؑ علیہ السلام کو مع ساتھیوں کے شہید کیا اور ان لوگوں کو غازیوں نے دوست بنا لیا تھا۔
 پھر خارجیوں کی طرح شیعہ بھی کل مسلمانوں سے جدا ہو گئے اور اپنی شریعت علیؑ کے لئے پھر مسلمانوں کا
 اکثریت کا طبقہ اہل سنت و الجماعت چار اماموں کے جدا طبقوں میں منقسم ہو گیا۔ پھر شیعہ کئی
 جماعتوں میں تقسیم ہو گئے اور مسلمانوں میں بہتر فرقے ہو گئے۔ بنی امیہ، بنی عباس اور بنی فاطمہ
 نے اپنے آپ کو مستحق خلافت سمجھا اور سارے مسلمانوں کو غیر مستحق اور خود آپس میں لڑنے اور قبیح
 مسلمانوں کو بوقوف بنا کر اپنے ذاتی اقتدار کے لئے لڑایا۔ حالانکہ رسول اللہؐ کے ارشاد کے
 مطابق سب مسلمان برابر تھے اور کسی کو دوسرے پر نسل کی وجہ سے فوقیت نہیں تھی انکی مثال دیکھ کر دنیا بھر کے
 مسلمان ایک دوسرے سے لڑنے لگے اور تمام اسلامی ممالک میں مسلمان ہی مسلمان کو مارنے لگے اسکا نتیجہ ہی
 ہوا جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر قوم کو اسکے لئے افعال کی سزا ملتی ہے بجا اسکے کہ حکم کرا
 اسلام کو پھیلا محکوم قوموں کو کافر رکھنا پسند کرے گا تاکہ وہ محکوم قومیں اسلام میں نیکی کے بعد برابری
 کا دعویٰ نہ کر سکیں آج جو مسلمانوں کے زوال کی وجہ سے وہ قرآن پاک کے حکم اور رسول کی ہدایت مندرجہ
 بالا کی خلاف ورزی ہے۔

مسلمان کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے کو مسلمان کہے اور اس پر ہی فخر کرے کہ اپنے آپ کو کسی فرقہ سے
 نامزد کرے اور اس طرح مسلمانوں کی جماعت سے اپنے کو علیحدہ سمجھے جن لوگوں کے نام سے لوگ اپنے کو وابستہ

کرتے ہیں وہ خود کو اپنے آپ کو صرف مسلمان یعنی رسول اللہ کے گروہ میں سمجھتے تھے لیکن ہم میں ضعیفہ اثنا عشریہ
 اہل حنیبلہ، افاغانی، ملا سیف الدینی حنفی، شافعی مالکی حنبلی اہل جہد و غیرہ وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ اسلام کے
 خلافت پر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے اور رسول اللہ کے درستی اپنا نام
 بستہ نہ کرے بعض فرقے تو محض بولچال و جمل کی بنا پر قائم ہوئے اور اقتدار پسندوں نے اپنے ذاتی اغراض کی
 وجہ سے ویسے ہی اچھلا کر مسلمانوں کو منقسم کر دیا اگر مسلمان اسلامی تعلیم ٹھیک طرح حاصل کریں تو ان
 سب فرقوں اور فرقہ بندی بالآخر ہو کر اپنے آپ کو صرف مسلمان کہنے لگیں گے اور فرقہ بندی کریں گے ان کے
 دل میں وقت کی آجکل کی فرقہ بندی تو مختلف مدرسوں میں تعلیم پانے کی وجہ سے ہے ایک مدرسہ والے اور دوسرے
 برا کہتے ہیں درحقیقت یہ تعلیم کی خرابی ہے۔ وکلا جو قانون مان پیشہ والے ہیں وہ آپس میں نہیں لڑتے اگرچہ
 مقدمہ دوران اپنے اپنے موکل کا معاملہ پیش کرتے ہیں اور ختم ہو گیا پھر وہ دست بردار ہوتے ہیں لیکن وہ
 مولوی جو مختلف مدرسوں میں دینی قانون کی تعلیم پاتے ہیں ایک دوسرے کو برا کہتے ہیں اس ثابت ہو گیا کہ
 انکی تعلیم ناقص ہوتی ہے اور اسلامی اصول خلاف اسلام قبول کر لیں بعد اسی ناقص تعلیم سے پیدا ہوا ہے
 جو دوسروں کو برا کہنا سکھا۔ قرآن پاک میں کسی مذہبی پیشوا کو برا نہیں کہا گیا بلکہ بنی اسرائیل کے
 ان نبیوں کی صفحہ خوبیاں بیان کی گئی ہیں جن کو بائبل میں نہا برا دکھایا گیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام
 کو ظالم، زانی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو بت پرستوں کا طرفدار وغیرہ وغیرہ بائبل میں دکھایا گیا ہے
 لیکن کلام پاک میں انکی خوبیاں ہی بیان کی گئی ہیں اور کوئی برائی نہیں دکھائی گئی۔ مسلمانوں کو اس سے
 سبق سیکھنا چاہیے۔ اسلام ہی ہے کہ لوگوں کی خوبیوں پر نظر کر دے نہ کہ ان کی عیب جی۔ اگر مسلمان اسلام
 کی ہدایت پر عمل کریں تو ان میں سے فرقہ بندی ایک دم ختم ہو جائے۔

کلام پاک میں بہت مواد جو پامنت نامک ہے کہ نہ تو اسے سمجھیں گے

کلام پاک کی آیتوں میں تمام راز بہاں ہیں جو قیامت تک علم کی روشنی میں ظاہر ہو رہے ہیں چونکہ قرآن پاک کی بات اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورۃ النجم کی ۵۲ ویں آیت میں وَهَذَا كَلِمَةٌ كَثِيرَةٌ لِّتُذَكَّرَ بِهَا لِقَاءَ رَبِّكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا تَدْبِيرًا مِّنْ رَّبِّكَ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَىٰ عِندِ رَبِّكَ بِرَأْسِ الْكُرْسِيِّ إِنَّكَ عَلَىٰ عِلْمِ رَبِّكَ بِرَأْسِ الْكُرْسِيِّ

اس کو قرآن پاک کی آیتوں میں وہ باتیں معلوم ہونگی جو ان لوگوں کو معلوم نہ تھیں جن کا علم محدود تھا یعنی لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ جو لوگ پہلے تھے انہیں کلام پاک کے مفہوم معلوم تھے اور ان کی تقلید لازمی ہے۔ یہ خیال ان لوگوں زیادہ پھیلا یا جنہوں نے صرف پہلے لوگوں کی تصنیفات پر ہی ہنس اور خود انہی پر نقل رکھتے

ہیں کہ ال مفہوم کو سمجھ سکیں نہ علوم جدیدہ کوئی واقفیت حاصل کی جسکی روشنی میں قرآن پاک کی آیتوں کو سمجھیں اسلئے وہ اس طبقہ کے لوگوں کی دل جمعی کر نیسے قاصدین جنہوں نے علوم جدیدہ ہی کو پڑھا اور نہ قرآن پاک نہ جدیدہ کی ایسی زبان میں پڑھا اور جہاں تک وہ سمجھتے تھے اسلئے یہ دونوں طبقے اسلام کی اصل حقیقت سے بے بہرہ گئے

لہذا ہر پڑھے لکھے آدمی کیوں اسلئے یہ ضروری کہ وہ قرآن پاک کا ترجمہ جو آسان زبان میں ہو وہ پڑھے اور سمجھے ان تفسیروں سے گریز کرے تو بہتر ہے جو ان لوگوں کی لکھی ہوئی ہیں جو علوم جدیدہ واقف نہیں تھے پڑھے مفسرین نے یہ بہت بڑا کام کیا ہے کہ قرآن پاک کی آیات کے نزول کا موقع و محل تحریر کر دیا، اس سے

سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے اور تمام اسلامی دنیا کو ان کا مشکور ہونا چاہیے لیکن بعض مفسرین ان آیتوں کے معنی سمجھانے کی کوشش کی ہے جنکو وہ خود نہ سمجھ سکتے تھے اسکی وجہ اختلاف پیدا ہو گیا جو

لوگ قرآن پاک کو اپنی طرح تفسیر کے ساتھ سمجھنا چاہتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ کم از کم دو بالکل

مختلف الخیال کے مفسرین کی تفسیریں پڑھیں ایک ہی مدد اور اسی خیال کے مفسرین کی کتابیں پڑھنے سے ممکن ہے کہ یہ خود ان کو ٹھیک سمجھنے لگیں اور سچائی معلوم کرنے سے یہ محروم ہو جائیں۔ اسلئے اسلام کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے قرآن پاک کو ٹھیک ٹھیک سمجھنا ضروری ہے۔ قرآن پاک میں بہت زیادہ تر حوالہ انبیاء بنی اسرائیل کا ہے اور حضرت علیؑ علیہ السلام بھی بنی اسرائیلی خاندان میں پیدا ہوئے۔ اسلئے بائبل کے دونوں حصوں کا پڑھنا ضروری ہے پرانے معاہدہ (old Testament) میں تمام بنی اسرائیلی پیغمبروں کی کتابیں ہیں اور نئے معاہدہ (New Testament) میں انجیل کی چاروں کتابیں ہیں اور حواریں کے خطوط ہیں۔ ان کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کتابوں کو لکھنے والوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں جنکی طرف کلام مجید میں سرفوق پر توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ کتابیں جن پیغمبروں کے نام سے موسوم ہیں اصل میں انکی سوانح عمریاں یا سیرتیں ہیں کہ کلام الہی جو ان پر نازل ہوا۔ قرآن پاک خود بڑی تفسیر محمد شریف کی اور اس آیت کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ میں ایمان لایا اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور موت کے بعد پھر اٹھائے جانے پر اور تمام کاموں کی جو کٹے ہیں جزایا سزا ملنے پر۔

اللہ کون ہے اور کیا ہے

اللہ کون ہے اور کیا ہے اس کی بابت بہت آیات قرآن پاک کی ہیں۔ قل هو اللہ احد میں آیتہ الکرسی میں خدا کو بتایا گیا ہے کہ وہ کون اور کیا ہے اور وہی اول تھا وہی آخر میں پہنچا بیگا

وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے باقی سب چیزیں ثانی اور عرضی ہیں اسی کے پاس سے آئی ہیں اور اسی کے پاس والہین جائیگی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور سب چیزیں پرتقاد مطلق ہے اسکو ہر چیز کا علم ہے اس کا علم لامحدود ہے وہ ہر جگہ موجود ہے کوئی جگہ آسمانوں یا زمین میں یا ان کے درمیان ایسی نہیں جہاں وہ نہ ہو۔ وہ خالق ہے اور سب چیزیں مخلوق اس لئے مخلوق سے خالق کی مثال نہیں دی جاسکتی۔

فرشتوں سے مطلب اس مخلوق سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ انکے رب کے اپنے احکام کی تعمیل کرنا ہے یہ مخلوق ہر وقت حکم بجالائیگی اور تیار رہتی ہے اور معصوم ہے یعنی کوئی گناہ نہیں کرتی۔ انکے فریضہ کا ثبات کو قائم کئے ہوئے ہے۔ کتابوں سے مراد ہے وہ کتابیں جو پیرے وحی دوسرے انبیاء پر نازل کی گئی تھیں جن کا وجود اب اصل حالت میں نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ہدایتیں کچھ تو ضرور رکھ کر اب بھی ان میں راجح ہیں مسلمان ایمان سے اس حصہ پر لائے ہیں جو خدا کا حکم ہے نہ کہ اس مواد پر بھی جو لوگوں نے اس میں ملا دیا ہے۔

قیامت سے مطلب ہے دوبارہ اٹھائے جانے سے واپس آنے کا ہونا جو اب ہونے سے پہلے ہے کہ ہر شخص کو موت آئی تو ضروری ہے چاہے وہ کتنے ہی دن کیوں نہ جیئے مگر ایک وقت ایسا آئے گا کہ کل دنیا اور کائنات کا خاتمہ ہو جائیگا جس کو اب سائنس دان بھی ماننے لگے ہیں اسکے بعد پھر سب کو زندگی دی جائیگی لیکن اس وقت کیا صورت انسان کو ملے گی یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ سو وہ واقعہ میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آیت ۲۰ و ۲۱۔ اللہ تعالیٰ نے سب کے واسطے موت منفرکہ دی ہے اور ہم اس سے نہیں کہہ سکتے کہ دوبارہ اس صورت میں پیدا کرے جو تم کو معام نہیں ہے۔ لہذا وہ دوبارہ

پیدا کرنے کے بعد ان اعمال کو دیکھے گا جو اس زندگی میں کئے ہیں بغیر اس اعتقاد کے کوئی شخص
 نیک عمل نہ کریگا اور ایک دوسرے کی حق تلفی کریگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ ذمہ
 برابر ہی اچھا کام ہوگا اور ذمہ برابر ہی برا کام ہوگا سب کا حساب ہوگا۔

اسلامی عقائد پر عمل ضروری

اسلام کے ان عقائد پر عمل بھی ضروری ہے بشیر عمل کے عقیدہ کوئی معنی نہیں رکھتا
 جیسا اوپر بیان ہو چکا مانا جائے۔ لیکن اسکے احکام پر عمل نہ کیا جائے اور لوگوں کی حق تلفی کی جائے
 اسلام نہیں ہے، جو شخص اسلام قبول کرے اسکے واسطے لازمی ہے کہ وہ اللہ کے احکام کی پوری
 پیروی کرے انسان پر دو قسم کے حق ہیں، ایک حق اللہ ہے اور دوسرے حق العباد۔ اصل میں تو
 دونوں ہی حق اللہ ہیں لیکن تشریح کی غرض سے انکو جدا کیا گیا ہے۔ حق اللہ سے مراد ہے ان
 افعال کو انسان کو انجام دینا جو اللہ کو خوش کرنے کے واسطے انسان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جنکو
 کر نیسے خود انسان کو فائدہ ہوتا ہے اور اپنے آپکو ایک انسان بنانا ہے اور انکے کرنے سے کسی کو نقصان
 نہیں ہوتا لیکن نہ کرنے والے کو خود نقصان ہوتا ہے مثلاً نماز نہ پڑھنا۔ روزہ نہ رکھنا۔ زکوٰۃ نہ
 دینا۔ حج نہ کرنا وغیرہ یہ ایسے افعال ہیں کہ انسان اور اسکے پیدا کرنے والے سے ہی متعلق ہیں ان کے
 نہ کرنے سے انسان خود اپنے آپکو نقصان پہنچاتا ہے اور کسی آدمی کا کچھ نہیں بگاڑتا اور ان فرض کو ادا
 کرنے سے انسان اپنی روحانی ترقی کرتا ہے اور خداوندی صفات اپنے میں پیدا کرتا ہے۔
 ان کی خلاف ورزی کو بخشنا یا نہ بخشنا خدا کی مرضی پر ہے وہ عفو الرحیم ہے اگر چاہے تو سب

پرانے گناہ ایک نفع کی توبہ پر بخش دے لیکن وہ افعال جن کا تعلق دوسروں سے بھی ہے وہ حق العباد کہلاتے ہیں مثلاً کسی کا اوپیہ پیسہ مار لینا کسی کو ورثہ نہ دینا۔ چوری کرنا۔ ڈاکہ ڈالنا۔ قتل کرنا۔ جسمانی یا مالی یا روحانی تکلیف پہنچانا۔ ننا کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ دغا دینا۔ کسی عورت یا مرد کو جھوٹا الزام لگانا۔ انصاف نہ کرنا۔ رشوت لینا۔ مال باپ بیوی بچوں کے ساتھ برا بھلا کرنا۔ شہری اور ملکی حقوق نہ ادا کرنا۔ دنگا فساد کرنا وغیرہ ایسے افعال ہیں جو اگر حکم خداوندی کے خلاف ہیں لیکن ان افعال سے دوسرے لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے ان کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہ کرے گا جب تک وہ شخص ہی معاف نہ کر دے جس کی حق تلفی ان افعال سے ہوئی ہے اسلام چونکہ قانون فطرت کے مطابق مذہب ہے اور بہر اس کام کی تلقین کرتا ہے جو فطرت کے موافق ہو اور بہر اس کام سے پرہیز سکھاتا ہے جو فطرت کے خلاف ہو انسان کی روح میں فطرتی طور پر رحم ہے اور چاہے کیسا ہی ظالم اور گنہگار آدمی ہو اس کو کبھی کسی نہ کسی وقت رحم آ ہی جاتا ہے لیکن جو ظالم اور بے رحم نہ ہو اس کی روح اس سے رحم کا کھم کراتی ہے اور اس کو بہ کر کے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ہر شخص کی بھلائی چاہنا۔ ہر ایک کی مدد کرنا۔ سب سے محبت کرنا۔ بیمار کی تیمار کرنا۔ وارمی کرنا۔ مظلوم اور وردمند اور غریب کی امداد کرنا۔ یتیموں، یتیم خانوں کی نمبر گیری کرنا۔ غصہ کو پی جانا۔ حاسد کے حسد کی پرواہ نہ کرنا۔ لشکر طیبہ۔ لوطیہ۔ اندھے کی مدد کرنا۔ ہر شخص سے اخلاق سے ملنا۔ طالب علم کی مدد کرنا۔ اسلام کی اشاعت کرنا۔ وقت ضائع نہ کرنا۔ سچے مسلمان کا شعار ہونا ہے۔

اسلامی تعلیم

جلد اول

جس میں عقائد اسلام، کلمہ جات، جملہ قسم کی نماز، چند کلام پاک کی سوزشیں، روزہ سب باتیں معنی و تشریح آسان اردو زبان میں بیان کی گئی ہیں۔

مصنف

نواب محمد یامین خاں صاحب سی، آئی، ای، بی، اے بیسٹریٹ۔ لاہور سابق۔ ممبر وٹریٹی پریسیڈنٹ مرکزی اسمبلی غیر منقسمہ ہندوستان۔ ممبر کورٹ و انگریجوٹو کونسل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ممبر کورٹ وٹریٹی یونیورسٹی۔ ایس بیسٹریٹ۔

مصنف۔ ٹیڈ۔ سول اینڈ ریپورٹس ان سائینس اینڈ اسلام۔ کرائسٹ (سیچ) اینڈ مہبیری (مریم) ان قرآن اورنگ زیب اینڈ شیدا جی وغیرہ